جنت تلواروں کے سائے تلے ہے

رسولِ رحمت ﷺ

تلواروں کے سائے میں

(جلد اوّل)

حافظ محمد ادریس

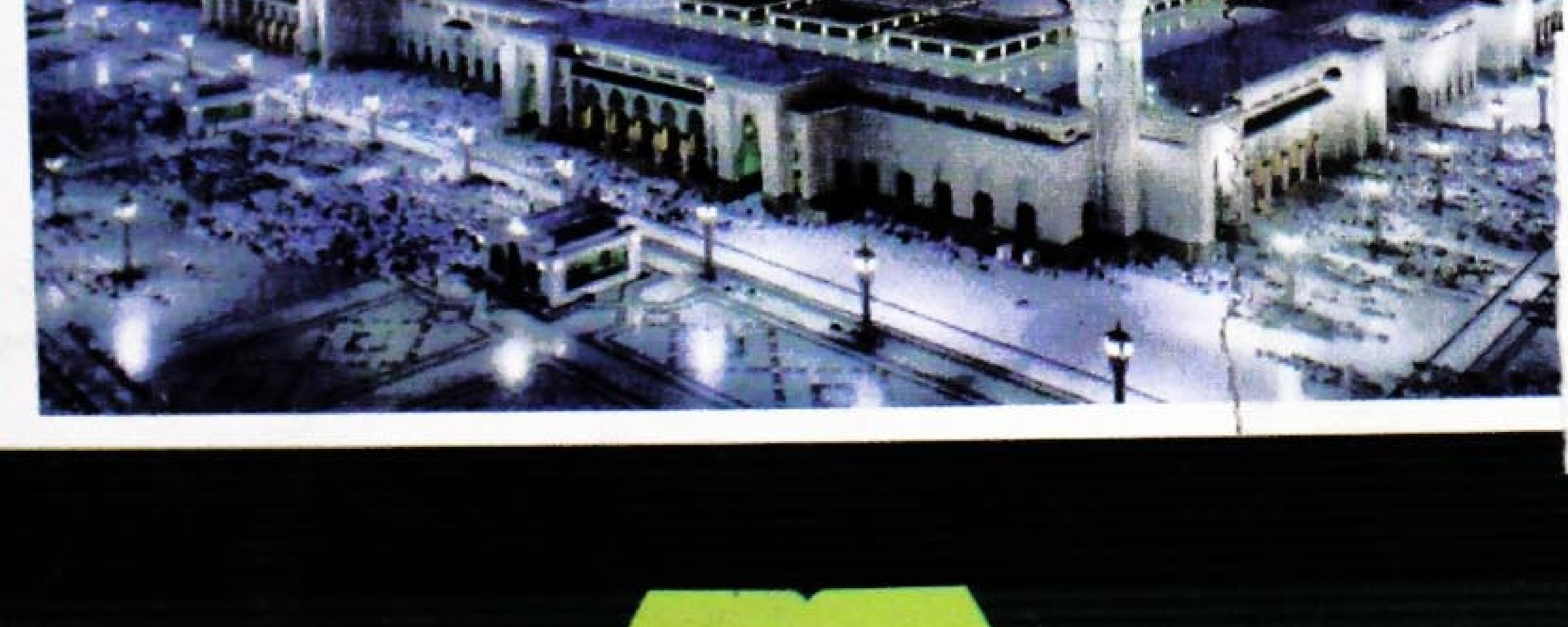

ادارہ معارفِ اسلامی

Marfat.com

ادارہ معارفِ اسلامی

یہ ادارہ، اسلامی علوم و معارف کی تحقیق و تصنیف اور اشاعت و ترویج کے لیے قائم کیا گیا ہے۔ اس کی بنیاد دورِ حاضر کے عظیم مفکر اور قائد تحریک اسلامی مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے جولائی ۱۹۶۳ء میں رکھی تھی اور اس کا پہلا مرکز کراچی میں قائم کیا گیا تھا۔ بعد ازاں فروری ۱۹۷۹ء میں مولانا مرحوم نے لاہور کو اس کا دوسرا مستقر بنایا۔ اب کراچی اور لاہور میں ادارہ معارف اسلامی کے دونوں مراکز داخلی طور پر خود مختارانہ اور مقصدی اور آئینی طور پر ہم آہنگی سے حسب ذیل مقاصد کے لیے کوشاں ہیں:

- تحقیق اور علمی جستجو کے بعد اسلامی تعلیمات کو جدید ترین اسلوب اظہار کے ذریعے پیش کرنا اور تمدن، تاریخ، قانون، معیشت اور دوسرے دائروں میں جو مسائل درپیش ہیں ان کا حل اسلام کی روشنی میں تلاش کرنا۔
- علمائے اسلام کے تحقیقی کارناموں کا ترجمہ، ترتیب نو، تشریح و توضیح اور اشاعت، اسی طرح قدیم علمی خزانوں تک آج کے طالب علموں کی رسائی ممکن بنانا۔
- عالم اسلام کے موجودہ مسائل اور مستقبل کے امکانات کے بارے میں صحیح اور حقیقت پسندانہ فہم پیدا کرنے کے لیے مسلم ممالک کے بارے میں بالعموم اور پاکستان کے بارے میں بالخصوص تحقیقی کام کرنا۔
- اسلامی موضوعات پر دورِ حاضر کے مسلم علما کے نمایاں کارناموں کی دنیا کی اہم زبانوں بالخصوص اردو، عربی، انگریزی، فرانسیسی، جرمن اور سواحلی میں تراجم اور اشاعت کا انتظام کرنا۔
- عام پڑھے لکھے لوگوں میں اسلامی تہذیب و تمدن، تاریخ اور مسلم دنیا کے موجودہ مسائل کا صحیح فہم پیدا کرنے کے لیے مناسب طرز کی عام فہم کتابوں کی تیاری اور اشاعت کا انتظام کرنا۔
- تعلیم کو مثبت اسلامی آہنگ دینے اور اسلامی بنیادوں پر تشکیل شدہ ایک نئے نظام تعلیم کی راہ ہموار کرنے کے لیے مختلف مراحل کی نصابی اور امدادی کتب کی تیاری اور اشاعت کا انتظام کرنا۔

Marfat.com

رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم

تلواروں کے سائے میں

جلد اوّل

حافظ محمد ادریس

ادارہ معارف اسلامی منصورہ، لاہور

Marfat.com

247-4922
1 2898
140WPL

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں

نام کتاب : رسول رحمتؐ تلواروں کے سائے میں (جلد اوّل)

تصنیف : حافظ محمد ادریس

مطبع : حاجی حنیف پرنٹرز، لاہور

اشاعت اوّل (ادارہ ہذا) : فروری 2017ء (1000)
[سولھویں اشاعت]

صفحات : 320

قیمت : -/370 روپے

باہتمام:

ادارہ معارف اسلامی منصورہ، ملتان روڈ، لاہور۔ 54790
042-35252475-76,35419520-4 042-35252194
imislami1979@gmail.com www.imislami.org

تقسیم کنندہ:

مکتبہ معارف اسلامی منصورہ، ملتان روڈ، لاہور۔
042-35252419, 35419520-4

Marfat.com

فہرست

⊙ عرضِ ناشر (طبع جدید) ۱۱
⊙ چند گزارشات بر موقع طباعت ایڈیشن ۱۳
⊙ پیش لفظ ۱۴
⊙ مقدمہ ۱۸

باب اوّل: پہلی اسلامی ریاست کا قیام

⊙ ہجرتِ نبوی ﷺ ۳۲
❀ اہل یثرب کا قبول اسلام اور بیعت عقبہ ۳۲
❀ قتل کی سازش ۳۳
❀ گرفتاری کے لیے انعام کا لالچ ۳۴
❀ قریش کی دھمکیاں اور منافقین کا شر ۳۴
⊙ مواخاتِ مدینہ ۳۶
❀ بھائی چارے کی برکات ۳۷
⊙ میثاقِ مدینہ ۳۹
❀ مدینہ کی قبائلی زندگی ۳۹
❀ میثاق مدینہ کی دفعات ۴۰
⊙ قریش مکہ کی چیرہ دستیاں ۴۲
❀ حضور پاک ﷺ کی بیدار مغزی ۴۲
⊙ غزوۂ بدر سے قبل کی مہمات ۴۴
(۱) سریہ حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب ۴۴
(۲) سریہ عبیدہ رضی اللہ عنہ بن حارث بن مطلب ۴۵
(۳) غزوہ ابوا ۴۵
(۴) غزوہ بواط ۴۵
(۵) غزوہ العشیرہ ۴۶
(۶) غزوہ سفوان ۴۶
(۷) سریہ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ ۴۶
❀ فتنہ قتل سے بھی بدتر ہے ۴۸

باب دوم: غزوۂ بدر [الکبریٰ]

⊙ جنگِ بدر [غزوۂ بدر الکبریٰ] ۵۲
❀ ابوسفیان کا تجارتی قافلہ ۵۲
❀ مشاورت اور فیصلہ ۵۳
❀ روانگی جانبِ بدر ۵۴
❀ سامان قلیل، عزم بلند ۵۴
❀ جذبہ جہاد، شوق شہادت ۵۵
❀ دشمن کے احوال کی خبر گیری ۵۶
❀ سرداران قریش کی طرف سے لشکر کفار کے لیے ضیافتیں ۵۷

Marfat.com

❀ ایک دلچسپ واقعہ ۵۸
❀ بنو ہاشم کے لوگ اور جنگ بدر ۵۸
❀ حضرت حذیفہ بن الیمانؓ اور ان کے والد کا واقعہ ۵۹
❀ ایفائے عہد کا بہترین نمونہ ۶۰
⊙ میدانِ بدر ۶۱
❀ صاحب الرائے حبابؓ ۶۱
❀ درسِ تربیت' آدابِ مشاورت ۶۲
❀ عریش، میدان بدر کی کمان پوسٹ ۶۳
❀ حضور ﷺ کی پیشین گوئی ۶۳
❀ ابوجہل کا پندار ۶۴
❀ دشمن کی گواہی۔ خریداران جنت کا نقشہ ۶۵
❀ عتبہ بن ربیعہ اور ابوجہل بن ہشام ۶۶
⊙ روحانی اور مادی تیاری ۶۸
❀ ماہتاب عالم تاب آسمان پر آفتاب رسالت عریش کے اندر ۶۹
❀ بدر کی فضا میں حضور ﷺ کی دعا ۷۰
❀ حضور ﷺ کا خطاب اور صف بندی ۷۱
❀ اہم جنگی ہدایات ۷۲
❀ حضور ﷺ، بہادری کا نمونہ ۷۲
⊙ جنگ کا آغاز اور انجام ۷۴
❀ مبارزت ۷۴
❀ حضرت عبیدہ بن حارثؓ کی شہادت ۷۵
❀ ایمان اور اسلحے کی جنگ ۷۶
❀ حارثہ بن سراقہ بن قیسؓ کی شہادت ۷۷
❀ ابوجہل کا خطاب اور دعا ۷۸
❀ ہمت مردانہ ۷۹
❀ فرعون هذه الأمة ۷۹
❀ ابوجہل کا قتل ۷۹
❀ معاذؓ اور معوذؓ غازی اور شہید ۸۰
❀ ابوجہل کا انجام اور اس کی حسرت ۸۱
⊙ چند یادگار واقعات اور تاریخی نوادرات ۸۳
❀ حضرت زبیرؓ کا نیزہ اور تلوار ۸۳
❀ عنزہ میزائل ۸۴
❀ حضرت عکاشہ بن محصنؓ کی تلوار ۸۴
❀ جنت کی کھجوریں ۸۵
❀ عمیر بن حمامؓ کی شہادت ۸۶
⊙ متفرق واقعات ۸۸
❀ کافروں کی شکست اور پسپائی ۸۸
❀ حضرت مصعبؓ کا مقام بلند ۸۸
❀ بنو ہاشم کا معاملہ ۸۹
❀ بشری کمزوری اور اس کا ازالہ ۸۹
❀ شہدا جنت میں، مقتولین دوزخ میں ۹۱
❀ عتبہ بن ربیعہ کی خوبیاں ۹۱
❀ ابوالبختری کا قتل ۹۲
❀ امیہ بن خلف اور اس کے بیٹے کا قتل ۹۳
❀ مہاجرین کا اپنے رشتہ داروں کو قتل کرنا ۹۳
❀ حضرت مصعبؓ کے ہاتھوں بھائی کا قتل ۹۴
❀ حضرت ابوعبیدہؓ امین الامت ۹۴
❀ عمرؓ اور ابوبکرؓ کی اسلام سے والہانہ محبت ۹۵
❀ حزب اللہ ۹۵

Marfat.com

⊙ کفار کا میدان سے فرار اور فتح مبین	۹۷
❀ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی دور اندیشی	۹۷
❀ جنگ کے نتائج و اثرات	۹۸
❀ فتح کی بشارت اور اعصابی جنگ	۹۹
❀ ننھا مجاہد مستقبل کا سالار	۱۰۰
❀ فاتح لشکر کی مدینہ واپسی	۱۰۱
❀ سپاہیانہ جوش حکیمانہ قیادت	۱۰۲
❀ گڑھے والے	۱۰۳
❀ دو مجرموں کے قتل کا حکم	۱۰۴

باب سوم: غزوۂ بدر کے بعد

⊙ اسیرانِ جنگ	۱۰۸
❀ اسیران جنگ کے بارے میں حضور ﷺ کا مشورہ	۱۰۸
❀ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے اور دلائل	۱۰۸
❀ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے اور دلائل	۱۰۸
❀ ابوبکرؓ و عمرؓ کی انبیا سے مشابہت کی مثال	۱۰۹
❀ اسیران بدر جو دولت ایمان سے مالا مال ہوئے	۱۱۰
❀ مساوات محمدی	۱۱۱
❀ جنگی قیدیوں سے حسن سلوک	۱۱۲
❀ فدیہ	۱۱۳
❀ حضرت عباسؓ اور ان کے بھتیجوں کا فدیہ	۱۱۳
❀ حضور پاک ﷺ کے داماد ابو العاص	۱۱۵
❀ ابو العاصؓ کی دوسری گرفتاری اور قبولِ اسلام	۱۱۶
❀ اہم نکات	۱۱۶
❀ سہیل بن عمرو کا معاملہ	۱۱۸
⊙ جنگ بدر کے بعد جزیرہ نمائے عرب کی حالت	۱۲۰
❀ مکہ ماتم کدہ بن گیا	۱۲۰
❀ مکہ کا نیا قائد	۱۲۰
❀ ہزیمت کی خبر کا مکہ پہنچنا	۱۲۱
❀ ابولہب اور جنگ بدر	۱۲۲
❀ آہ نہ کر لبوں کو سی	۱۲۳
❀ ابوسفیان کی حیلہ سازی	۱۲۵
❀ یہود کا رد عمل	۱۲۶
❀ کعب بن اشرف یہودی	۱۲۶
⊙ جنگِ بدر کے شہدا	۱۲۸
۱- حضرت عبیدہؓ بن حارث بن مطلب بن عبد مناف	۱۲۸
۲- عمیر بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ	۱۲۹
۳- ذو الشمالین عمیر ابن عبد عمرو الخزاعیؓ	۱۲۹
۴- حضرت عاقل بن بکیر رضی اللہ عنہ	۱۲۹
۵- مجیع رضی اللہ عنہ مولیٰ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ	۱۳۰
۶- صفوان بن وہب الفہری	۱۳۰
۷- سعد بن خیثمہ رضی اللہ عنہ	۱۳۱
۸- حضرت مبشر بن عبد المنذ رضی اللہ عنہ	۱۳۱
۹- یزید بن حارث رضی اللہ عنہ	۱۳۱
۱۰- عمیر بن حمام رضی اللہ عنہ	۱۳۲
۱۱- حضرت رافع بن المعلی رضی اللہ عنہ	۱۳۲
۱۲- حارثہ بن سرقہ بن الحارثؓ (بنو نجار)	۱۳۲
۱۳- عوف بن حارث بن رفاعہ رضی اللہ عنہ	۱۳۲
۱۴- معوذ بن حارث بن رفاعہ رضی اللہ عنہ	۱۳۲

Marfat.com

⊙ جنگِ بدر اور آنحضورؐ کے معجزات ۱۳۴
❀ عمیر بن وہب جمحی کا قبول اسلام ۱۳۴
❀ قباث ابن اشیم کا واقعہ اور قبول اسلام ۱۳۸
⊙ قرآن مجید میں جنگ بدر کا تذکرہ اور تبصرہ ۱۴۰
❀ مکی سورتوں میں جنگ بدر کی نشاندہی ۱۴۰
❀ سورہ النساء میں بدر کا ذکر ۱۴۱
❀ جنگ بدر پر سوہ آل عمران کا تبصرہ ۱۴۲
❀ سورہ انفال کا مرکزی مضمون ۱۴۳
❀ مالِ غنیمت کے متعلق قرآنی احکام ۱۴۴
❀ اللہ کافروں کی جڑ کاٹنا چاہتا تھا ۱۴۵
❀ نزول ملائکہ ۱۴۸
❀ ثابت قدمی کی تلقین ۱۴۹
❀ کافروں کو تنبیہ ۱۵۰
❀ مستضعفین کی مدد اور تائید ۱۵۱
❀ جنگ جاری رہے گی جب تک فتنہ مٹ نہ جائے ۱۵۳
❀ اہل حق کا پلہ بھاری رہے گا ۱۵۴
❀ شیطان کی کارستانی اور اس کا انجام ۱۵۴
❀ اللہ نے تعداد تھوڑی دکھائی ۱۵۵
❀ مدینہ کے منافقین اور یہود ۱۵۶
❀ جنگی قیدیوں کا معاملہ ۱۵۸
⊙ بدری صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ۱۶۰
❀ مہاجرین ۱۶۰
❀ انصار مدینہ ۱۶۶
❀ قبیلہ اوس کے بدری صحابہ رضی اللہ عنہم ۱۶۶
❀ بنوخزرج کے بدری صحابہ رضی اللہ عنہم ۱۷۰
⊙ جنگ بدر میں کفار کے مقتولین ۱۸۲
⊙ اسیرانِ جنگِ بدر ۱۸۸
⊙ غزوۃ السویق ۱۹۳

باب چہارم: غزوۂ اُحد

⊙ جنگ احد کے لیے قریش کی تیاریاں ۱۹۸
❀ عظیم قومی منصوبہ؟ ۱۹۸
❀ شعرائے قریش ۱۹۹
❀ سپہ سالار ۲۰۲
❀ معزز خواتین ۲۰۲
❀ خنساء اور ہند ۲۰۳
⊙ مقابلے کے لیے آنحضور کی تیاری ۲۰۵
❀ جبلِ اُحد اور میدانِ اُحد ۲۰۵
❀ لشکر قریش کی اطلاع ۲۰۵
❀ حضور اکرم ﷺ کا خواب ۲۰۶
❀ مشاورت ۲۰۷
❀ مدینہ منورہ سے روانگی ۲۰۸
❀ منافقین کی علیحدگی ۲۰۹
❀ نوجوانوں کا جوش وخروش ۲۱۰
❀ حکمت نبوی ﷺ ۲۱۱
❀ بنوحارثہ اور بنوسلمہ کا معاملہ ۲۱۳
⊙ میدان جنگ میں ۲۱۵
❀ پہاڑی درہ اور تیرانداز ۲۱۵
❀ حضور پاک ﷺ کا ایمان افروز خطاب ۲۱۵
❀ سیف رسول ﷺ ۲۱۶
❀ جنگ سے قبل کفار کی چالیں ۲۱۹
❀ ابوعامر فاسق ۲۱۹
❀ حواری رسول ﷺ ۲۲۰

Marfat.com

⊙ جانوں کے نذرانے اور درجات کی بلندی ۲۲۴
❀ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت ۲۲۴
❀ اللہ اللہ! یہ مقام بلند ۲۲۶
❀ عزیمت کا نمونہ ۲۲۷
❀ سید الشہداء کا جنازہ ۲۲۸
❀ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی شہادت ۲۲۹
❀ تمنا کس طرح پوری ہوتی ہے ۲۳۰
❀ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی شہادت ۲۳۱
❀ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ (غسیل الملائکہ) کی شہادت ۲۳۲
⊙ فتح شکست میں کیسے بدلی؟ ۲۳۵
❀ طلحہ رضی اللہ عنہ اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے کارنامے ۲۳۶
❀ ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی جواں مردی ۲۳۷
❀ عمارہ بن زیاد رضی اللہ عنہ ۲۳۸
❀ حملہ آوروں کا انجام ۲۳۹
❀ اُبی بن خلف کا قتل ۲۴۰
❀ حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا کا کارنامہ ۲۴۱
⊙ شمع رسالت ﷺ کے پروانے ۲۴۴
❀ حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کے والد کی شہادت ۲۴۴
❀ حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی شہادت ۲۴۵
❀ حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ کی شہادت ۲۴۶
❀ انس بن نضر رضی اللہ عنہ کی شہادت ۲۴۸
❀ ثابت بن دحداح کی جرات اور شہادت ۲۴۹
❀ عمرو بن ثابت بن وقش رضی اللہ عنہ کی شہادت ۲۴۹
❀ حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی آنکھ ۲۵۰
❀ حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ کی شہادت ۲۵۲
⊙ کافروں کے ذریعے حق کی مدد ۲۵۵
❀ مُخیریق یہودی کا قتل ۲۵۵
❀ قزمان کا قتل ۲۵۶
⊙ آنحضورؐ کا پہاڑی پر تشریف لے جانا ۲۵۹
❀ ابوسفیان کا فخر و غرور ۲۵۹
❀ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جواب ۲۶۰
❀ حضور ﷺ کی پیاس اور پانی کی تلاش ۲۶۲
❀ شہدائے اُحد ۲۶۳
❀ میدان اُحد میں آنحضور ﷺ کی دعا ۲۶۵

باب پنجم: واقعات بعد از غزوۂ اُحد

⊙ اُحد سے مدینہ کی جانب ۲۶۸
❀ ایک عظیم صحابیہ رضی اللہ عنہا ۲۶۸
❀ حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا ۲۶۹
❀ ام سعد بن معاذ رضی اللہ عنہا ۲۷۰
❀ خون آلود تلواروں کی صفائی ۲۷۱
❀ تِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ۲۷۲
⊙ غزوہ حمراء الاسد ۲۷۶
❀ آنحضورؐ کی جرات اور جنگی حکمت عملی ۲۷۶
❀ ایمان افروز مناظر ۲۷۷
❀ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی امتیازی شان ۲۷۷
❀ مشرک حلیف کا عظیم کارنامہ ۲۷۸
❀ دو کافروں کا قتل ۲۸۰
❀ رئیس المنافقین کی تذلیل ۲۸۲

Marfat.com

⊙ جنگ اُحد پر قرآن مجید کا تبصرہ ۲۸۵
❀ آنحضور ﷺ کی جنگ کے لیے روانگی
اور دو گروہوں کی بزدلی ۲۸۵
❀ غزوۂ بدر کا تذکرہ ۲۸۶
❀ فرشتوں سے مدد کا وعدہ ۲۸۶
❀ فیصلے کا اختیار اللہ کے پاس ہے ۲۸۷
❀ سود کی حرمت اور لالچ کی مذمت ۲۸۸
❀ غلبہ اہل حق ہی کے لیے مقدر ہے ۲۹۰
❀ محمدؐ، اللہ کے رسول ہیں اُن کا پیغام
ابدی ہے ۲۹۱
❀ کفار کی چالوں سے ہوشیار رہنے کی تلقین ۲۹۳
❀ اُحد میں مصیبت کیوں آپڑی ۲۹۴
❀ شجاعت نبوی ۲۹۵
❀ جنگ میں غنودگی ۲۹۵
❀ وفاداروں کے لیے معافی کا اعلان ۲۹۶
❀ منافقین کی چالیں اور اُن کا جواب ۲۹۷
❀ فتح ونصرت کا منبع ذات خداوندی ہے ۲۹۸
❀ رسول اکرم ﷺ، رحمت ربانی،
انعام خداوندی ۲۹۹
❀ راہ حق کے شہداء۔ زندہ جاوید، خوش وخرم ۳۰۰
❀ مجاہدین کی مدح وتعریف ۳۰۱
❀ کفار ومنافقین اللہ کی پکڑ سے نہ
بچ سکیں گے ۳۰۲
❀ اصل کامیابی آخرت کی کامیابی ہے ۳۰۴
❀ اہل کتاب کے مومنین ۳۰۵
❀ ابتلا وآزمائش کے لیے تیار رہنے کا حکم ۳۰۶
⊙ شہدائے احد ۳۰۸
⊙ غزوۂ اُحد میں کفار کے مقتولین ۳۱۶

Marfat.com

عرضِ ناشر

سیرتِ رسول مقبول ﷺ اُمتِ مسلمہ ہی کے لیے نہیں پوری انسانیت کے لیے آفتاب ہدایت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی پوری تخلیق میں سب سے افضل، ارفع واعلیٰ ذات ختمی مرتبت حضور نبی اکرم ﷺ ہی کی ہے۔ آپ ﷺ اُسوۂ حسنہ ہیں اور قدوہ کامل ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں اور آپ ﷺ کی کتاب کے بعد کوئی کتاب ہدایت نہیں۔ آپ ﷺ کی سیرت پر اس قدر لکھا گیا ہے کہ اس کا شمار بھی ممکن نہیں۔ یہ موضوع اپنی نوعیت کے لحاظ سے اتنا اہم ہے کہ اس پر جتنا بھی لکھا جائے کوئی بھی اس کا حرف آخر نہیں لکھ سکتا۔ امت کو ہدایت ورہنمائی کے لیے محسن اعظم ﷺ ہی کی طرف دیکھنا پڑتا ہے۔ آپ ﷺ کی سیرت پر لکھنا عظیم اعزاز بھی ہے اور نازک ذمہ داری بھی! کئی مستند مؤرخین نے اس موضوع پر لکھا ہے۔ زمانہ قدیم سے آج تک یہ سلسلہ جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔ ہمارے دور کے معروف مصنف، مؤرخ اور ادیب جناب حافظ محمد ادریس صاحب کا سیرت وسوانح کا بہت اچھا ذوق ہے۔ انھوں نے اس موضوع پر جو کچھ لکھا اسے قبول عام حاصل ہوا۔ رسول رحمت تلواروں کے سائے میں، ان کی گراں پایہ تصنیف ہے جس کی دو جلدیں اب تک چھپی ہیں۔ فاضل مصنف کے بقول یہ سلسلہ پانچ یا چھ جلدوں میں مکمل ہوگا۔

جلد اول کے اس سے قبل کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ اس کی اولین طباعت کا اعزاز ہمارے مشفق کرم فرما اور درویش صفت بزرگ جناب شفیق الاسلام فاروقی صاحب کے ادارے حرا پبلی کیشنز کو حاصل ہوا۔ فاروقی صاحب خود ایک بہت معروف قلم کار اور مصنف ہیں۔ انھوں نے اس کتاب کے چند ایڈیشن شائع کیے۔ اب رسول رحمت تلواروں کے سائے میں، کے

Marfat.com

فاضل مصنف اور جناب فاروقی صاحب کی مہربانی اور شفقت سے ہم یہ جلد بھی شائع کر رہے ہیں کتاب کی جلد دوم ہم نے چند سال قبل شائع کی تھی جس کے دو ایڈیشن اب تک چھپ چکے ہیں۔

زیر نظر کتاب میں دیگر غزوات کے علاوہ مرکزی مضامین غزوۂ بدر اور غزوۂ اُحد ہیں۔ اس کتاب کو پڑھنا شروع کر دیں تو وقت کے گزرنے کا احساس ہی ختم ہو جاتا ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے جیسے ہم خود اس پاکیزہ جہاد اور اس دور سعید کا حصہ بن چکے ہیں۔ کتاب اہلِ علم کے حلقوں میں بہت مقبول ہے اور ہمیں اس بات کی مسرت ہے کہ ہم اس اہم موضوع پر کم از کم قلمی وفکری خدمات شمع رسالت کے پروانوں تک پہنچانے کا ذریعہ بن رہے ہیں۔

فاضل مصنف کتاب کی طبع جدید سے قبل اس پر نظر ثانی کرنا چاہتے تھے اور ہماری بھی یہ قلبی خواہش تھی کہ وہ یہ کام کر لیں مگر ان کی مصروفیات کی وجہ سے ایسا ممکن نہ ہو سکا۔ ادھر کتاب کی طلب اس قدر ہے کہ ہر روز لوگ مطالبہ کرتے ہیں۔ ان شاء اللہ اگلا ایڈیشن نظر ثانی کے بعد شائع کریں گے۔

ہم اپنے کرم فرماؤں کے مشوروں کا بھی خیر مقدم کریں گے۔

خاکسار

ابوطلحہ (منصورہ)

(مکتبہ احیائے دین)

جمعۃ المبارک ۲۳ شعبان ۱۴۱۷ھ

مطابق ۳ جنوری ۱۹۹۷ء

Marfat.com

عرضِ ناشر (طبع جدید)

رسول رحمت تلواروں کے سائے میں جلد اول کی یہ سولہویں اشاعت ہے۔اس سے قبل یہ کتاب مکتبہ احیائے دین کی طرف سے شائع ہوتی رہی ہے۔اب باہمی معاہدے کے تحت یہ کتاب ہمارے ادارے کے زیر اہتمام پہلی بار اشاعت پذیر ہورہی ہے۔ہم نے کتاب کی متن خوانی کر کے جہاں جہاں کچھ تسامحات محسوس کیے ان کی تصحیح کر دی ہے۔اس کے علاوہ قرآنی آیات کا متن بھی کتاب میں دے دیا ہے۔ان شاء اللہ کتاب کی جلد دوم بھی ہمارے ادارے کے زیر اہتمام ہی شائع ہوگی۔اس طرح آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدنی زندگی کے تمام واقعات پر مشتمل اس کتاب کی پانچ جلدوں کا مکمل سیٹ قارئین کے لیے دلچسپی اور خیر کا باعث ہوگا۔واضح رہے کہ جلد سوم، چہارم اور پنجم پہلے ہی سے ہمارا ادارہ شائع کر رہا ہے۔

ہم جناب ابوطلحہ کے شکر گزار ہیں کہ انھوں نے ہمیں کمپوزنگ بذریعہ ای میل بھجوادی تھی۔ہم نے کتاب میں سابق ناشر کی طرف سے لکھے گئے تعارفی مضمون کو اسی طرح شاملِ کتاب کرلیا ہے کیونکہ اس کے پڑھنے سے کتاب کے بارے میں قاری کو مفید معلومات مل جاتی ہیں۔اپنے قارئین سے ہماری درخواست ہے کہ اگر کتاب میں کسی جگہ کوئی سقم محسوس کریں تو ہمیں ضرور مطلع فرمائیں۔

آخر میں یہ خوشخبری قارئین کی خدمت میں پیش کرنا ضروری ہے کہ رسول رحمت کی مکی زندگی کا دور فاضل مصنف نے مرتب کر دیا ہے۔یہ کتاب بھی ان شاء اللہ جلد قارئین کے ہاتھوں میں ہوگی۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو سیرتِ مطہرہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

طالبِ دعا

محمد انور گوندل

۲۸رجنوری ۲۰۱۷ء

--❀--❀--❀--

Marfat.com

پیش لفظ

محترم قارئین ہم یہ کتاب بعنوان رسول رحمت تلواروں کے سائے میں ،آپ کی خدمت میں پیش کرنے کا اعزاز حاصل کررہے ہیں۔ اس کتاب کے کچھ حصے ہفت روزہ ایشیا میں چھپتے رہے ہیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ قارئین ایشیا نے حسب سابق ہماری بڑی حوصلہ افزائی کی ہے، اور طبع شدہ اقساط کو پسندیدگی اور تحسین کی نظر سے دیکھا ہے۔

یہ غزوات رسول کے سلسلے کی پہلی کتاب ہے۔ ان شاء اللہ باقی ماندہ کتب بھی مناسب وقت پر آپ کی خدمت اقدس میں پیش کردی جائیں گی۔ یہ کتاب غزوۂ بدر اور غزوۂ اُحد کے واقعات پر مشتمل ہے۔ اس میں غزوۃ السویق اور غزوۂ حمراء الاسد کا بھی ضمناً تذکرہ آگیا ہے۔ یہ دونوں مہمات بھی غزوۂ بدر اور احد کے تتمات ہی کی حیثیت رکھتی ہیں۔ غزوۂ بدر سے قبل ہجرت نبوی، مواخاۃ مدینہ اور میثاق مدینہ کا مختصر تذکرہ بھی کر دیا گیا ہے، کیونکہ غزوات کی ماہیت اور حقیقت سمجھنے کے لیے ان واقعات کا احاطہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔

قریش کی شرارتیں اور اسلام کے خلاف مہمات غزوۂ بدر سے بہت پہلے شروع ہوگئی تھی۔ اس کتاب میں غزوۂ بدر کے فیصلہ کن معرکے سے قبل کے غزوات وسرایا کا تعارف بھی کروادیا گیا ہے۔

کتاب کا مرکزی مضمون غزوۂ بدر اور احد ہے اس لیے ہم نے کوشش کی ہے کہ ہر دو غزوات کے متعلق مستند واقعات کو یکجا کردیا جائے۔ ان واقعات کو بیان کرنے میں یہ مقصد پیش نظر رہا ہے کہ قاری آنحضور ﷺ کی جدوجہد اور جہاد فی سبیل اللہ کو بچشم خود دیکھ لے تاکہ اس کے دل میں بھی خدمتِ اسلام اور دفاعِ وطن کے لیے جذبہ جہاد کی شمع روشن ہوجائے۔ ہر دو جنگوں پر قرآن

Marfat.com

مجید نے علی الترتیب سورہ انفال اور سورہ آل عمران میں جامع تبصرہ کیا ہے۔ ہم نے قرآن کا یہ تبصرہ بھی کتاب میں شامل کر دیا ہے۔

کتاب کی ترتیب و تالیف کا سلسلہ ماہ نومبر ۱۹۹۰ء میں شروع ہوا مگر اللہ کی قدرت کہ اس سلسلے کا آغاز کرنے کے بعد جلد ہی میری دائیں ٹانگ میں ایسا شدید درد شروع ہوا کہ میں بیٹھنے ہی کے قابل نہ رہا کجا یہ کہ لکھنے پڑھنے کا کوئی کام ہو سکے۔ اس ضمن میں برخوردار داؤد ادریس اور برادر عزیز چودھری اخلاق احمد صاحب نے میری بڑی مدد کی اور میں لیٹے لیٹے یا چلتے پھرتے تاریخی کتب اور اپنے نوٹس کی مدد سے ان کو مضامین املا کراتا رہا۔ اللہ تعالیٰ انھیں اس کا بہترین اجر عطا فرمائے۔

کتاب کی ترتیب و تسوید میں محترم عبدالغفور صاحب، جناب بشارت احمد بٹ صاحب اور برادر عزیز رشید احمد صاحب نے بھی کافی مدد کی۔ ان کے تعاون کے لیے میں ان کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ انھیں اس تعاون پر جزائے خیر عطا فرمائے۔

کتاب کی ترتیب و تالیف میں مندرجہ ذیل مراجع اور کتب زیر مطالعہ رہی ہیں:

۱-	قرآن مجید	
۲-	تفسیر ابن کثیر	امام اسماعیل بن کثیر القرشیؒ
۳-	تفسیر قرطبی	ابوعبداللہ محمد بن احمد انصاری القرطبیؒ
۴-	تفسیر زادالمسیر	امام ابوالفرج جمال الدین الجوزی القرشیؒ
۵-	تفہیم القرآن	مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ
۶-	معارف القرآن	مولانا مفتی محمد شفیعؒ
۷-	فی ظلال القرآن	سید قطب شہیدؒ
۸-	صحیح البخاری	امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاریؒ
۹-	صحیح مسلم	امام مسلم بن حجاج القشیریؒ

Marfat.com

۱۰- جامع ترمذی	امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذیؒ
۱۱- سنن ابی داؤد	امام ابوداؤد سلیمان بن اشعبؒ
۱۲- مسند احمد	امام احمد بن حنبلؒ
۱۳- شعب الایمان و دلائل النبوة للبیهقی	امام ابوبکر احمد بن حسین البیہقیؒ
۱۴- زاد المعاد	حافظ ابن قیم الجوزیہؒ
۱۵- الاصابه فی تمیز الصحابہؓ	حافظ ابن حجر عسقلانیؒ
۱۶- سیرت ابن هشام	امام ابومحمد عبدالملک بن ہشامؒ
۱۷- السیرة الحلبیه	علی بن برہان الدین الحلبیؒ
۱۸- البدایة و النهایة	حافظ ابن کثیرؒ
۱۹- رحمةللعالمینﷺ	قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوریؒ
۲۰- حیاة محمدﷺ	محمد حسین ہیکل
۲۱- سیرت النبیﷺ	علامہ شبلی نعمانیؒ۔ سید سلیمان ندویؒ
۲۲- السیرة النبویہﷺ	سید ابوالحسن علی ندویؒ
۲۳- محسن انسانیتﷺ	نعیم صدیقیؒ
۲۴- تذکار صحابیاتؓ	طالب الہاشمیؒ
۲۵- غزوة بدر الکبریٰ	محمد احمد باشمیل
۲۶- بدر الکبریٰ	شوقی ابوخلیل
۲۷- غزوة احد	محمد احمد باشمیل
۲۸- غزوة احد	شوقی ابوخلیل
۲۹- عشره مبشره	بشیر ساجد
۳۰- معجزات سرور عالمﷺ	ولید الاعظمیؒ

Marfat.com

۳۱- شمع رسالتؐ کے تیس پروانے — طالب الہاشمیؒ
۳۲- خیر البشرؐ کے چالیس جاں نثار — طالب الہاشمیؒ
۳۳- روشنی کے مینار — حافظ محمد ادریس
۳۴- غزوات رسولؐ (پہلا حصہ) — بریگیڈیئر گلزار احمد
۳۵- حدیث دفاع — جنرل محمد اکبر

کتاب کی تالیف وترتیب میں اگر کوئی خوبی ہے تو یہ محض اللہ تعالیٰ کے احسان اور اس کی توفیق کی بدولت ہے، اگر کوئی خامی اور نقص ہے تو یہ خالصتہً میری ذاتی کمزوری ہے۔ میں اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل ورحمت کا خواستگار ہوں اور اپنی غلطیوں پر اس کے عفوودرگذر کا امیدوار!

وَكَمْ مِنْ زِلَّةٍ لِيْ فِي الْخَطَايَا
وَاَنْتَ عَلَيَّ ذُوْفَضْلٍ وَمَنّ

راجئ غفران ربانی وشفاعت نبوی

(مولف)

--❀--❀--❀--

Marfat.com

مقدمہ

جنگ کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنا خود انسان۔ قرآن مجید نے سیدنا آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کا ذکر کیا ہے کہ ان میں سے ایک نے دوسرے کو قتل کر دیا۔ انسانی تاریخ میں یہ پہلا قتل تھا۔ اس کے بعد انسانوں کے درمیان باہمی جنگ وجدال کا لامتناہی سلسلہ شروع ہو گیا۔ جنگیں عموماً اپنی قوت و بڑائی کا سکہ منوانے، لوگوں کی گردنیں اپنے سامنے جھکوانے، جلب مال وزر اور کشور کشائی و استعماریت کے لیے لڑی جاتی تھیں۔ ان جذبات و مقاصد کے ساتھ لڑی جانے والی جنگوں نے انسان کو ذلت و رسوائی اور زمین کو فتنہ وفساد کے سوا کچھ نہ دیا۔ بادشاہوں اور توسیع پسندوں کی ان جنگوں کے بارے میں ملکہ سبا کی زبانی قرآن مجید نے جو نقشہ پیش کیا ہے وہ ملاحظہ فرمائیے:

قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَ جَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً ۚ وَ كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ۝۳۴ (النمل ۲۷:۳۴)

"ملکہ نے کہا کہ بادشاہ جب کسی ملک میں گھس آتے ہیں تو اسے خراب اور اس کے عزت والوں کو ذلیل کر دیتے ہیں۔ یہی کچھ وہ کیا کرتے ہیں۔"

جو جنگ زمین میں کسی فرد یا قوم کی بالادستی کے بجائے اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور اس کی حاکمیت قائم کرنے کی خاطر لڑی جائے، اس سے فتنہ وفساد ختم ہوتا اور اصلاح کا راستہ کھلتا ہے۔ اللہ کے نبیوں میں سے جن انبیا نے جنگیں لڑی ہیں ان کے پیش نظر حق وانصاف کا قیام، مساواتِ انسانی اور اصلاحِ احوال کا حصول ہی ہوتا تھا۔ وہ نہ تو انسانوں کی گردنیں اپنی ذات کے سامنے جھکانے کے علمبردار تھے اور نہ ہی ایک قوم کو دوسری قوموں پر مسلط کرنا مقصود تھا۔ خالق و مالک کی

Marfat.com

حکمرانی ہی سے سب کا بھلا ہوتا ہے۔اس کے سوا کسی کو بھی سزاوار نہیں کہ وہ اپنے لیے حاکمیت اعلیٰ طلب کرے۔بقول حکیم الامت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ۔

سروری زیبا فقط اس ذاتِ بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے اک وہی باقی بتانِ آزری

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ؕ اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۸۰﴾ (آلِ عمران ۳:۷۹-۸۰)

کسی انسان کا یہ کام نہیں ہے کہ اللہ تو اس کو کتاب اور حکم اور نبوت عطا فرمائے اور وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ کے بجائے تم میرے بندے بن جاؤ۔وہ تو یہی کہے گا کہ سچے ربانی بنو جیسا کہ اس کتاب کی تعلیم کا تقاضا ہے جسے تم پڑھتے اور پڑھاتے ہو۔وہ تم سے ہرگز یہ نہ کہے گا کہ فرشتوں کو یا پیغمبروں کو اپنا رب بنالو۔کیا یہ ممکن ہے کہ ایک نبی تمھیں کفر کا حکم دے جبکہ تم مسلم ہو؟

دوسرے مقام پر اپنے انبیا کی بعثت، کتابوں کے نزول، میزان کے قیام اور الحدید کی تخلیق (یعنی سیاسی وعسکری قوت) کا مقصد یوں واضح فرمایا:

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۲۵﴾ (الحدید ۵۷:۲۵)

ہم نے اپنے رسولوں کو صاف صاف نشانیوں اور ہدایات کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان نازل کی تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہوں اور لوہا اتارا جس میں بڑا زور

Marfat.com

ہے اور لوگوں کے لیے منافع ہیں۔ یہ اس لیے کیا گیا ہے کہ اللہ کو معلوم ہو جائے کہ کون اس کو دیکھے بغیر اس کی اور اس کے رسولوں کی مدد کرتا ہے۔ یقیناً اللہ بڑی قوت والا اور زبردست ہے۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک انسانی جان محترم و مکرّم ہے۔ انسانی خون گرانا گناہ کبیرہ ہے اور ایک جان کو قتل کرنا پوری نوع انسانی کے قتل کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔ یوں تو قرآن مجید میں کئی مقامات پر اس ضمن میں احکام دیے گئے ہیں، مگر بطور مثال دیکھیے: سورہ المائدہ آیت ۳۲، سورہ الانعام آیت ۱۵۱، سورہ الاسرا آیت ۳۳، سورہ الفرقان آیت ۶۸، سورہ النساء آیت ۹۲ تا ۹۴۔

انسانی جان کی حرمت پر حدیث میں اتنا زور دیا گیا ہے کہ حدیث کی کتابوں میں اس عنوان کے تحت خصوصی ابواب قائم کیے گئے ہیں۔ امام نسائی نے ایک حدیث نقل کی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ قیامت کے دن بندے سے حقوق اللہ میں سب سے پہلے جس چیز کا حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے اور حقوق العباد میں پہلی چیز جس کا فیصلہ لوگوں کے درمیان سنایا جائے گا وہ خون کے دعوے ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی ایک روایت مسند احمد میں ہے جس کے مطابق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بڑے گناہوں میں سب سے بڑا گناہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا ہے اور قتل نفس اور والدین کی نافرمانی اور جھوٹ بولنا۔

قرآن و حدیث میں جہاں قتل نفس کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ وہاں الا بالحق کہہ کر استثنا بھی کر دیا گیا ہے۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمتہ اللہ اپنی معرکہ آرا کتاب الجہاد فی الاسلام میں رقم طراز ہیں:

> ”یہ نہیں کہا کہ کسی جان کو کسی حال میں قتل نہ کرو۔ ایسا کہا جاتا تو یہ تعلیم کا نقص ہوتا۔ عدل نہ ہوتا، بلکہ حقیقی ظلم ہوتا۔ دنیا کو اصلی ضرورت اس بات کی نہ تھی کہ انسان کو قانون کی پکڑ سے آزاد کر دیا جائے اور اسے کھلی چھٹی دے دی جائے کہ جتنا چاہے فساد کرے، جتنی چاہے بد امنی پھیلائے، جس قدر چاہے ظلم و ستم کرے، بہر حال اس کی جان محترم ہی رہے گی، بلکہ اصلی ضرورت یہ تھی کہ دنیا میں

Marfat.com

امن قائم کیا جائے فتنہ وفساد کا بیج مٹا دیا جائے اور ایسا قانون بنایا جائے جس کے تحت ہر شخص اپنے حدود میں آزاد ہو اور کوئی شخص ایک مقرر حد سے تجاوز کر کے دوسروں کے مادی یا روحانی امن میں خلل برپا نہ کرے۔ اس غرض کے لیے محض ''وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ'' کی حمایت ہی درکار نہ تھی بلکہ ''اِلَّا بِالْحَقِّ'' کی محافظ قوت بھی درکار تھی، ورنہ امن کی جگہ بدامنی ہوتی۔''

دنیا کا کوئی قانون جو مکافات عمل کے اصول سے خالی ہو کامیابی کا منہ نہیں دیکھ سکتا۔ انسانی فطرت اتنی اطاعت شعار نہیں ہے کہ جس چیز کا حکم دیا جائے اسے خوشی سے قبول کر لے اور جس چیز سے منع کیا جائے اس کو خوشی سے ترک کر دے۔ اگر ایسا ہوتا تو دنیا میں فتنہ وفساد نام کو نہ ہوتا۔ انسان تو اپنی جبلت میں نیکی کے ساتھ بدی اور طاعت کے ساتھ معصیت بھی رکھتا ہے، لہٰذا اس کی سرکش طبیعت کو اطاعت امر پر مجبور کرنے کے لیے ایسے قانون کی ضرورت ہے جس میں حکم دینے کے ساتھ یہ بھی ہو کہ اگر تعمیل نہ کی گئی تو اس کی سزا کیا ہے اور منع کرنے کے ساتھ یہ بھی ہو کہ اگر فعل ممنوع سے اجتناب نہ کیا گیا تو اس کا نتیجہ کیا بھگتنا پڑے گا۔ صرف لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا (زمین کی اصلاح کے بعد اس میں فساد نہ کرو) یا وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ. (جس جان کو اللہ نے حرام کیا ہے اسے قتل نہ کرو) کہنا کافی نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کے ساتھ یہ بھی نہ بتا دیا جائے کہ اگر اس گناہ عظیم سے کسی نے اجتناب نہ کیا اور فساد پھیلایا اور قتل وخون کیا تو اسے کیا سزا دی جائے گی۔

انسانی تعلیم میں ایسا نقص رہ جانا ممکن ہے، مگر خدائی قانون اتنا ناقص نہیں ہو سکتا۔ اس نے صاف طور پر بتا دیا کہ انسانی خون کی حرمت صرف اسی وقت تک ہے جب تک اس پر حق نہ قائم ہو جائے۔ اسے زندگی کا حق صرف اس کی جائز حدود کے اندر ہی دیا جا سکتا ہے، مگر جب وہ ان حدود سے تجاوز کر کے فتنہ وفساد پھیلائے، یا دوسروں کی جان پر ناحق حملہ کرے تو وہ اپنے حق حیات کو خود بخود کھو دیتا ہے، اس کے خون کی حرمت زائل ہو کر حلت سے بدل جاتی ہے اور پھر اس کی موت ہی انسانیت کی حیات، ہو جاتی ہے: چنانچہ فرمایا: اَلْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۔ قتل بڑی بری چیز ہے مگر

Marfat.com

اس سے زیادہ بُری چیز فتنہ وفساد ہے۔ جب کوئی شخص اس بڑے جُرم کا مُرتکب ہو تو اس بڑی بُرائی کا خاتمہ کر دینا ہی زیادہ بہتر ہے۔ اسی طرح جو شخص کسی دوسرے کی ناحق جان لے اس کے لیے حکم ہوا: كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى ۔ تم پر مقتولوں کے لیے قصاص کا حکم لکھ دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ اس امتیاز کو بھی مٹا دیا گیا جسے گمراہ قوموں نے اعلیٰ اور ادنیٰ درجے کے لوگوں میں قائم کیا تھا: چنانچہ فرمایا: كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَا اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ امیر غریب کو مار ڈالے یا آزاد غلام کو قتل کر دے تو وہ چھوڑ دیا جائے، بلکہ انسان ہونے کے لحاظ سے سب برابر ہیں۔ جان کے بدلے جان ہی لی جائے گی، خواہ امیر کی ہو یا غریب کی۔ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَ الْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ۔

مولانا مودودی مرحوم مغفور نے نہایت دلنشین انداز میں قتل بالحق اور قتل بغیر حق کا فرق واضح کرتے ہوئے لکھا ہے۔

"قتل بغیر حق کی ایسی سخت ممانعت اور قتل بالحق کی ایسی سخت تاکید کر کے شریعت الٰہیہ نے افراط اور تفریط کی دو راہوں کے درمیان عدل و توسّط کی سیدھی راہ کی طرف ہماری رہنمائی کی ہے۔ ایک طرف وہ مسرف اور حد سے تجاوز کرنے والا گروہ ہے جو انسانی جان کی کوئی قیمت نہیں سمجھتا اور اپنی نفسانی خواہشات پر اسے قربان کر دینا جائز سمجھتا ہے۔ دوسری طرف وہ غلط فہم اور غلط بین گروہ ہے جو خون کے تقدس اور ابدی حرمت کا قائل ہے اور کسی حال میں بھی اُسے بہانا جائز نہیں سمجھتا۔ اسلامی شریعت نے ان دونوں غلط خیالوں کی تردید کر دی اور اس نے بتایا کہ نفس انسانی کی حرمت نہ تو کعبہ یا ماں بہن کی حرمت کی طرح ابدی ہے کہ کسی طرح حلت سے بدل ہی نہ سکے اور نہ اس کی قیمت اس قدر کم ہے کہ نفسانی جذبات کی تسکین کی خاطر اسے ہلاک کر دینا جائز ہو۔ ایک طرف اس نے بتایا کہ انسان کی جان اس لیے نہیں ہے کہ تفریح طبع کے لیے اس کے بسمل اور تڑپنے کا تماشا دیکھا جائے، اس کو جلا کر یا عقوبتیں دے کر لطف اٹھایا جائے، اس کو شخصی خواہشات کی راہ میں حائل دیکھ کر فنا کے گھاٹ اُتار دیا

140042
Marfat.com

جائے یا بے اصل توہمات اور غلط رسموں کی قربان گاہ پر اس کی بھینٹ چڑھائی جائے۔ ایسی ناپاک اغراض کے لیے اس کا خون بہانا یقیناً حرام اور سخت معصیت ہے۔ دوسری طرف اس نے یہ بھی بتایا کہ ایک چیز انسان کی جان سے بھی زیادہ قیمتی ہے اور وہ 'حق' ہے۔ وہ جب اس کے خون کا مطالبہ کرے تو اسے بہانا نہ صرف جائز بلکہ فرض ہے اور اس کو نہ بہانا اوّل درجہ معصیت ہے۔ انسان جب تک حق کا احترام کرتا ہے اس کا خون واجب الاحترام رہتا ہے، مگر جب وہ سرکشی اختیار کر کے 'حق' پر دست درازی کرتا ہے تو اپنے خون کی قیمت خود کھو دیتا ہے، پھر اس کے خون کی قیمت اتنی بھی نہیں رہتی جتنی پانی کی ہوتی ہے۔''

یہ قتل بالحق اگرچہ صورت میں قتل بغیر حق کی طرح خونریزی ہی ہے، مگر حقیقت میں یہ ناگزیر خونریزی ہے جس سے کسی حال میں چھٹکارا ممکن نہیں۔ اس کے بغیر نہ دنیا میں امن قائم ہو سکتا ہے، نہ شر و فساد کی جڑ کٹ سکتی ہے، نہ نیکوں کو بدوں کی شرارت سے نجات مل سکتی ہے، نہ حق دار کو حق مل سکتا ہے، نہ ایمان داروں کو ایمان اور ضمیر کی آزادی حاصل ہو سکتی ہے، نہ سرکشوں کو ان کے جائز حدود میں محدود رکھا جا سکتا ہے، اور نہ اللہ کی مخلوق کو مادی و روحانی چین میسر آ سکتا ہے۔'' (الجہاد فی الاسلام ۳۱ تا ۳۳)

مادہ پرست انسان اپنی خواہشات نفس کا غلام ہوتا ہے۔ وہ کسی قسم کی حدود کا پابند نہیں ہوتا اس کے نزدیک ہر وہ کام جائز بلکہ فرض ہے جس سے اس کو نفع حاصل ہو یا اس کی ہوس کاریوں کی تسلی کا سامان پیدا ہو سکے۔ کسی انسان کے حقوق کا تصور بھی اس کے ہاں محال ہوتا ہے، الا یہ کہ اس کا اپنا مفاد کسی وقت اس کا تقاضا کرے۔ ایسے افراد سے مرکب معاشرے اللہ کی زمین پر فتنہ و فساد برپا کر دیتے ہیں۔ وہ اس فساد کو قائم رکھنے کے لیے قوت فراہم کرتے ہیں اور اصلاح کی کسی کوشش کو برداشت کرنے کے روادار نہیں ہوتے۔ انسانیت کو اس ظلم و ستم سے نجات دلانے کے لیے اور اللہ کی زمین کو فساد و خرابی سے پاک کرنے کے لیے جہاد کا حکم دیا گیا ہے۔ جہاد زبان اور قلم سے بھی کیا جاتا ہے اور تلوار اور قوت سے بھی۔ تلوار کے ساتھ کیا جانے والا جہاد قتال کہلاتا ہے۔

Marfat.com

جہاد کی بہت بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے۔قرآن مجید کے صفحات اس سے بھرے پڑے ہیں، حدیث کے مجموعوں کا بڑا حصہ کتاب الجہاد پر مشتمل ہے اور حضور ختمی مرتبت ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگیاں مرقع جہاد ہیں۔ جہاد حق پرستی اور صداقت کی بالادستی کی جنگ ہے۔ یہاں ایک رات یا ایک صبح کا صرف کرنا ہزار راتوں کی عبادت (نفلی) سے بہتر ہے۔ یہاں جاگنے والی آنکھ پر دوزخ کی آگ حرام کر دی گئی ہے۔ اس راہ میں قدم اٹھانے والوں کے غبار آلود پاؤں کے بارے میں کہا گیا ہے کہ انھیں کبھی دوزخ کی آگ نہ چھوئے گی۔ ان کی محنت کو حاجیوں کی خدمت اور خانہ کعبہ کی تعمیر سے افضل قرار دیا گیا ہے۔ ان کی تجارت نفع بخش اور عذاب الیم سے چھٹکارے کا ذریعہ ہے۔

اس جہاد سے نہ دنیا اور اس کی دولت مطلوب ہے، نہ بہادری و شجاعت کے جھنڈے گاڑنے کی نیت ہے، نہ مال و متاع اور ملک و اراضی کی فتوحات مقصود ہیں۔ اس خونریزی سے کیا مقصود ہے؟ علامہ اقبال کے الفاظ میں:

شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

مفکر اسلام سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمۃ اللہ علیہ اس سوال کا جواب یوں دیتے ہیں:

"پھر جب اس جہاد سے دنیا کی دولت اور ملک گیری مقصود نہیں ہے تو آخر اس خونریزی سے اللہ کو کیا ملتا ہے کہ وہ اس کے عوض اتنے بڑے بڑے درجے دے رہا ہے؟ آخر اس پرخطر کام میں کیا رکھا ہے کہ اس کی بھاگ دوڑ سے گرد آلود ہونے والے قدموں تک کو الطاف و عنایات کا مورد بنایا جاتا ہے؟ اور آخر اس میں وہ کون سی کامیابی مضمر ہے کہ اس خشک و بے مزہ جنگ میں لڑنے والوں کو بار بار اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَ کہا جا رہا ہے؟ اس کا جواب اسی لَوْلَا دَفْعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعْضَھُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ اور اِلَّا تَفْعَلُوْہُ تَکُنْ فِتْنَۃٌ فِی الْاَرْضِ وَفَسَادٌ کَبِیْرٌ میں پوشیدہ

Marfat.com

ہے۔ اللہ یہ نہیں چاہتا کہ اس کی زمین پر فتنہ وفساد پھیلایا جائے۔ اسے یہ گوارا نہیں ہے کہ اس کے بندوں کو بے قصور ستایا اور تباہ و برباد کیا جائے۔ اسے یہ پسند نہیں ہے کہ طاقتور کمزوروں کو کھا جائیں، ان کے امن و چین پر ڈاکے ڈالیں، اور ان کی اخلاقی، روحانی اور مادی زندگی کو ہلاکت میں مبتلا کریں۔ اسے یہ منظور نہیں ہے کہ دنیا میں سیہ کاری، بداعمالی ظلم و بے انصافی اور قتل و غارت گری قائم رہے۔ وہ پسند نہیں کرتا کہ جو خاص اس کے بندے ہیں ان کو مخلوق کا بندہ بنا کر ان کی انسانی شرافت پر ذلت کا داغ لگایا جائے، پس جو گروہ بغیر کسی معاوضہ کی خواہش، بغیر کسی دھن و دولت کے لالچ، بغیر کسی ذاتی نفع کی تمنا کے محض خدا کی خاطر دنیا کو اس فتنہ سے پاک کرنے کے لیے کھڑا ہو جائے اور اس نیک کام میں اپنی جان و مال، اپنی تجارت کے فوائد، اپنے بال بچوں اور باپ بھائیوں کی محبت اور اپنے گھر بار کے عیش و آرام، سب کو قربان کر دے، اس سے زیادہ اللہ کی محبت اور اللہ کی رضامندی کا مستحق کون ہو سکتا ہے؟ اور لیلائے کامرانی کی آغوش اس کے سوا اور کس کے لیے کھل سکتی ہے؟۔

جہاد فی سبیل اللہ کی یہی فضیلت ہے جس کی بنا پر اسے تمام انسانی اعمال میں ایمان باللہ کے بعد سب سے بڑا درجہ دیا گیا ہے اور غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ درحقیقت یہی چیز تمام فضائل و مکارم اخلاق کی روح ہے۔ انسان کی یہ اسپرٹ کہ وہ بدی کو کسی حال میں برداشت نہ کرے اور اسے دفع کرنے کے لیے ہر قسم کی قربانی دینے کے لیے تیار ہو جائے، انسانی شرافت کی سب سے اعلیٰ اسپرٹ ہے اور عملی زندگی کی کامیابی کا راز بھی اسی اسپرٹ ہی میں مضمر ہے۔'' (الجہاد فی الاسلام ۴۴-۴۵)

دنیا میں ہر روز مختلف ملکوں، قوموں اور قوتوں کے درمیان جنگیں ہوتی رہتی ہیں اکثر یہ سوال اٹھتا رہتا ہے کہ حق پر کون ہے اور باطل پر کون۔ بعض اوقات تو آپ آسانی سے کہہ سکتے ہیں کہ

Marfat.com

فلاں فریق حق پر ہے اور فلاں ناحق پر مگر اکثر اس سوال کا جواب خاصا مشکل ہو جاتا ہے اس اہم سوال کا جواب ڈھونڈنے کے لیے سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک معیار ہمارے سامنے پیش کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

''ایسی جنگ کو جو ظالموں اور مفسدوں کے مقابلے میں اپنی مدافعت اور کمزوروں، بے بسوں اور مظلوموں کی اعانت کے لیے کی جائے اللہ نے خاص راہ خدا کی جنگ قرار دیا ہے۔ جس سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ یہ جنگ بندوں کے لیے نہیں بلکہ خدا کے لیے ہے اور بندوں کی اغراض کے لیے نہیں بلکہ خاص خدا کی خوشنودی کے لیے ہے۔ اس جنگ کو اس وقت تک جاری رکھنے کا حکم دیا گیا ہے جب تک خدا کے بے گناہ بندوں پر نفسانی اغراض کے لیے دست درازی اور جبر و ظلم کرنے کا سلسلہ بند نہ ہو جائے چنانچہ فرمایا: قٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ. ان سے لڑے جاؤ یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے'' اور حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا. یہاں تک کہ جنگ اپنے ہتھیار ڈال دے اور فساد کا نام و نشان اس طرح مٹ جائے کہ اس کے مقابلے پر جنگ کی ضرورت باقی نہ رہے۔''

اس کے ساتھ یہ بتا دیا ہے کہ اس مبنی بر حق جنگ کو خونریزی سمجھ کر چھوڑ دینے یا اس میں جان و مال کا نقصان دیکھ کر تامل کرنے کا نتیجہ کس قدر خراب ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے حمایت حق کی جنگ کی مصلحت و ضرورت ظاہر کرنے اور تاکید فرمانے پر ہی قناعت نہیں کی، بلکہ یہ تصریح بھی فرما دی کہ

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ۝ (النساء ۴:۷۶)

''جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں اور جو کافر و نافرمان ہیں وہ ظلم و سرکشی کی خاطر لڑتے ہیں۔ پس شیطان کے دوستوں سے لڑو کہ شیطان کی جنگ کا

Marfat.com

پہلو کمزور ہے۔" (ایضاً ص ۴۰)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے بالکل واضح ہے کہ مکی زندگی میں جہاں آپ کے پاس ایک ریاست کی سربراہی نہ تھی، آپؐ نے ہتھیار اٹھانے سے سختی کے ساتھ منع فرما دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بھی فرمایا: کُفُّوْٓا اَیْدِیَکُمْ ۔ (النساء ۴:۷۷) اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو۔ جب آپ ہجرت کر کے مدینہ آ گئے تو یہاں باقاعدہ ایک ریاست کی بنیاد پڑ گئی۔ مدینہ کی اسی اسلامی ریاست کے سربراہ خود نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ آپؐ نے مدینہ میں مسلمانوں کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا اور یہودیوں سے میثاقِ مدینہ کے نام پر وہ معاہدہ کیا جس کی رُو سے اس ریاست کی حفاظت اور دفاع تمام اہلِ مدینہ کی مشترکہ ذمہ داری تھی۔ اسی دور میں کفار کی چڑھائی اور مسلسل شرارتوں کے نتیجے میں آپ کو قتال کے میدان میں جانے کی اجازت ملی۔ پھر آپؐ اور آپؐ کے صحابہؓ میدان میں اترے تو ہر جگہ اپنی قربانیوں کے بہترین مناظر پیش کیے۔ اللہ نے اسلام کا جھنڈا سر بلند کر دیا اور کفر کو مٹا دیا۔ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۭ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿۸۱﴾ (بنی اسرائیل ۱۷:۸۱)

حضور اکرم ﷺ نے جو جنگیں لڑیں ان سب میں یہی بنیادی نکتہ پیش نظر رہا ہے کہ فساد کا خاتمہ ہو اور اصلاح کے لیے راستہ ہموار کیا جائے۔ ہم نے یہاں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الجہاد فی الاسلام سے جو طویل اقتباسات نقل کیے ہیں ان سے یہی مقصود تھا کہ حضور اکرم ﷺ کی جنگوں کا تذکرہ پڑھنے سے قبل یہ حقیقت واضح طور پر سامنے آ جائے کہ اسلام کا تصور جنگ کیا ہے اور خونریزی کب اور کیوں ضروری ہو جاتی ہے۔ کتاب کی تمام جلدوں میں جگہ جگہ یہ بات کھل کر سامنے آئے گی کہ آنحضور حتی الوسع خونریزی سے گریز کرتے تھے اور جہاں بالکل ناگزیر ہو جاتا وہاں فتنہ ختم کرنے کے لیے خونریزی کی اجازت دیتے تھے۔ ہم نے رسول پاک ﷺ کی حیات طیبہ کا یہ پہلو قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کا ارادہ بہت سوچ بچار کے بعد کیا ہے۔ اس کاوش کے محرکات کا تذکرہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔

Marfat.com

پہلی بات تو یہ ہے کہ ان غزوات کے ایمان افروز واقعات سے قاری کے ایمان وایقان میں اضافہ ہوتا ہے اور اسے جہاد سے محبت اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے قربانی کا شوق نصیب ہوتا ہے۔ ہمارے نزدیک امت مسلمہ کے ہر نوجوان کے دل میں جذبہ جہاد پیدا کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے میدان جہاد میں قدم قدم پر انسانی فطرت کے نکھار، تزکیہ نفس اور بہترین مربیانہ کردار کا اہتمام فرمایا ہے۔ اعلیٰ اخلاقی اقدار کے حصول اور کردار کی پاکیزگی کے لیے یہ عملی مثالیں بڑی مفید ثابت ہوتی ہیں۔ ہم نے واقعات بیان کرتے ہوئے خصوصیت سے وہ پہلو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے جس سے اخلاقی وتربیتی سبق حاصل ہوتا ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ سیرت النبی ﷺ پر بیشمار کتب لکھی گئی ہیں۔ ہماری یہ کاوش ایک نہایت حقیر سا تحفہ ہے۔ اس کا ہرگز کوئی علمی وادبی مقام ومرتبہ نہیں ہے۔ اس کی محض ایک خصوصیت قابل ذکر ہے وہ یہ کہ اردو میں مستند، جامع، مبسوط اور ضخیم کتب سیرت کی کثرت کے باوجود بعض گوشے ایسے ہیں جو تشنہ رہ گئے ہیں۔ ہم نے اپنی اس حقیر پیشکش میں ایسے تمام اہم اور دلچسپ گوشوں کو نذر قارئین کرنے کی مقدور بھر کوشش کی ہے۔

چوتھی بات یہ ہے کہ راقم الحروف نے ہمیشہ یہ کوشش کی ہے کہ حضور ختمی مرتبت ﷺ اور آپ کے تربیت یافتہ صحابہ کرام کے مستند تاریخی واقعات کو اپنی تقاریر میں موقع محل کی مناسبت سے بیان کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہر موقع پر سامعین نے ان گزارشات کو شوق، توجہ اور محبت سے سنا ہے۔ (یہ سیرت نبوی ہی کا کمال اور اس کی برکات ہیں، ورنہ سچی بات یہ ہے کہ مجھے نہ بولنے کا سلیقہ ہے، نہ میرا کوئی علمی مقام ومرتبہ ہے) ایسے ہر موقع پر تقریر کے بعد مجھے اکثر دوستوں نے یہ توجہ دلائی کہ اگر زبانی تقریر کے بجائے یہی مضمون تحریری صورت میں آجائے تو زیادہ مفید ہوگا۔ لاہور سے باہر کے مقامات سے مجھے کئی مرتبہ دوستوں نے اس ضمن میں خطوط بھی لکھے۔ میں نے محسوس کیا کہ رمضان میں جنگ بدر پر یا مزدور کنونشوں میں جنگ خندق پر یہ فرمائشیں نسبتاً

Marfat.com

زیادہ آتیں، چنانچہ میں نے اللہ کے توکل پر فیصلہ کرلیا کہ ان واقعات کو قلم بند کردیا جائے۔

پانچویں بات یہ ہے کہ میرے نہایت محترم و مشفق بزرگ و مربی پروفیسر عبدالحمید صدیقی مرحوم ومغفور فرمایا کرتے تھے کوئی چیز پلے نہیں، ہاں ایک بات سے ذرا ہمت بندھتی ہے۔ وہ یہ کہ ممکن ہے قیامت کو آنحضور ﷺ ارشاد فرمائیں کہ جن جن لوگوں نے میری سیرت پر کوئی کام کیا ہے آؤ آج اس کا انعام وصول کرلو'، صدیقی مرحوم کا تو سیرت رسول پر بڑا وقیع کام ہے اور ان کی تو اس کے علاوہ بھی بے شمار نیکیاں تھیں۔ احقر کا دامن بالکل خالی ہے مگر حب رسول کا انمول خزانہ خدا کے بے پایاں فضل وکرم سے دل میں محفوظ ہے۔ بہت بچپن سے سیرت النبی کا طالب علم ہوں اور اس چشمہ جان فزا سے ہمیشہ سیراب ہوا ہوں۔ یہ کاوش شانِ اقدس میں پیش کرنے کے بھی لائق نہیں، مگر

شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا

چھٹی بات یہ ہے کہ مغازی کی قدیم وجدید کتب میں واقعات پیش کرنے کا ایک مخصوص لگا بندھا انداز ہے، ہم نے اسے ذرا بدلنے کی کوشش کی ہے۔ ہمارے پیش نظر نہ تو دقیق بحثیں ہیں اور نہ محض روایتی واقعہ نگاری۔ ہم چاہتے ہیں کہ سیرت کا یہ جہادی پہلو عام فہم انداز میں مگر جذبات و احساسات سے لبریز اہل ایمان کے سامنے آجائے تاکہ ہماری زندگیوں میں تبدیلی آسکے۔ کسی شخص یا اشخاص کا اٹھ کر کسی معاشرے میں دھماکے کرنا یا قتل وغارت گری کرنا اور اسے جہاد کا نام دینا اسلام سے کوئی لگا نہیں کھاتا۔ بے گناہوں کا خون گرانا خواہ وہ غیر مسلم ہی کیوں نہ ہوں ہرگز جائز نہیں۔ یہ فساد ہے، اسے جہاد نہیں کہا جاسکتا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اللہ نے بتادیا تھا کہ مسلم معاشرے میں کون کون منافق ہیں، مگر اس کے باوجود آپؐ نے ان میں سے کسی کا خون نہیں گرایا۔ آپ فرماتے تھے کہ ہم ان کے کلمہ پڑھنے کی وجہ سے ان کو مسلمان قرار دیں گے۔ باطن کا حال اللہ جانتا ہے اور وہ روزِ قیامت ان کا فیصلہ سنادے گا۔

اس کتاب کی تیاری میں جو کتب پیش نظر رہی ہیں وہ بلاشبہ اپنے علمی و تحقیقی مقام کے لحاظ

Marfat.com

سے انتہائی بلند پایہ ہیں۔ یہ کتاب کسی بھی حیثیت سے ان کے مقابلے یا موازنے کے لیے پیش نہیں کی جاسکتی۔ یہ ایک طالب علمانہ کاوش ہے جسے گلدستہ محبت وعقیدت کے طور پر پیش کیا جارہا ہے۔

گر قبول اُفتد زہے عز و شرف

غزوات کے سلسلے کی یہ پہلی کتاب ہے۔ ان شاء اللہ اس کے بعد باقی غزوات پر بھی قلم اٹھایا جائے گا اور خدا تعالیٰ نے ہمت، توفیق اور مہلت بخشی تو یہ مکمل سلسلہ آپ کی خدمت میں پیش کرنے کا شرف حاصل کیا جائے گا۔ اس سلسلے کے بعض مضامین ہفت روزہ ایشیا، لاہور میں چھپتے رہے ہیں۔ ایشیا میں یہ سلسلہ شروع کرتے وقت بھی قارئین سے درخواست کی گئی تھی کہ اگر کوئی نقص، غلطی یا چوک محسوس کریں تو مطلع فرمائیں۔ اب پھر قارئین سے استدعا ہے کہ کتاب میں کوئی تصحیح ضروری سمجھیں تو ضرور توجہ دلائیں۔ ان شاء اللہ ایسی ہر رہنمائی کو بصد شکریہ قبول کیا جائے گا اور آپ اللہ کے ہاں یقیناً ماجور ہوں گے۔

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۗ وَاغْفِرْ لَنَا ۗ وَارْحَمْنَا ۗ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ.

احقر العباد خاکپائے ختم الرسلؐ

حافظ محمد ادریس

۵ ذیقعد ۱۴۱۱ھ مطابق ۲۰ مئی ۱۹۹۱ء

منصورہ۔ لاہور

Marfat.com

باب اوّل

پہلی اسلامی ریاست کا قیام

Marfat.com

ہجرتِ نبوی ﷺ

حضور اکرم ﷺ کا مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ چلے جانا تاریخ اسلام کا اہم ترین واقعہ ہے۔ اسلامی کیلنڈر ہجرت کے واقعہ کو بنیاد بنا کر تیار کیا گیا ہے اور یہ بلاوجہ نہیں' کیونکہ ہجرت نبوی ﷺ کے بعد اسلام کمزوری اور ضعف کے دور سے نکل کر قوت وشوکت کے دور میں داخل ہو گیا تھا۔ اب ریاست بھی اس کی اپنی تھی اور تقویم بھی اپنی۔ حضور اکرم ﷺ کو اللہ کی طرف سے اطلاع دے دی گئی تھی کہ ہجرت کے بعد اسلام کا مرکز مدینہ بنے گا اور اسلام کے لیے پوری دنیا سے لڑ جانے کا عزم اہل مدینہ کی طرف سے ظاہر ہوگا۔ واقعہ ہجرت نے محض کچھ لوگوں کی نقل مکانی کا اہتمام نہیں کیا تھا' بلکہ یہ فیصلہ کر دیا تھا کہ اسلامی ریاست کی بنیاد ڈال دی جائے گی۔ یثرب کو یہ سبقت اور فضیلت حاصل ہے کہ اس نے اپنے دروازے پیغمبر اسلام اور ان کے ساتھیوں کے لیے کھول دیے۔ یثرب کو اسلامی ریاست کا دار الخلافہ ہونے کا بھی شرف حاصل ہے اور مدینۃ النبی بننا بھی اسی کی قسمت میں لکھا تھا۔ صحیح مسلم جلد اول حدیث نمبر ۱۱۶ میں حضرت طفیل بن عمر ودوسی رضی اللہ عنہ کے بارے میں بیان کیا گیا ہے کہ انھوں نے آنحضور ﷺ کو اپنے ہاں آنے کی دعوت دی تھی۔ ان کے پاس ایک محفوظ قلعہ تھا' مگر آنحضور ﷺ نے اس جانب ہجرت کرنے کے بجائے مدینہ کی طرف سفر فرمایا۔ حضور اکرم ﷺ کو خواب میں آپ کا مقام ہجرت دکھایا گیا تھا جو بڑا سرسبز وشاداب تھا۔ اس کے بارے میں خیال تھا کہ یہ یمامہ ہوگا مگر خالق قضا وقدر نے مدینہ کو منتخب کیا تھا۔ امام بخاری نے ہجرت النبی ﷺ کے باب میں اس موضوع پر کئی احادیث لکھی ہیں۔

اہل یثرب کا قبول اسلام اور بیعت عقبہ

مدینہ کے لوگوں نے آنحضور ﷺ سے موسم حج میں اسلام کی دعوت سنی اور وہ مسلمان

Marfat.com

ہو گئے۔ انھوں نے آنحضور ﷺ سے دو مرتبہ مکہ میں بیعت کی۔ پہلی بیعت ۱۱ نبوی میں ہوئی اور دوسری بیعت ۱۲ نبوی میں۔ یہ بیعت دونوں مرتبہ مکہ معظمہ کی ایک معروف گھاٹی کے قریب ہوئی تھی اس لیے اسے بیعت عقبہ اولیٰ اور بیعت عقبہ ثانیہ کہا جاتا ہے۔ علامہ شبلی نے سیرت النبی جلد اول میں وضاحت کی ہے کہ ان بیعتوں سے پہلے چھ یا آٹھ آدمی مسلمان ہو چکے تھے۔ انھوں نے یثرب کے ان چھ آدمیوں کے نام بھی لکھے ہیں۔ بیعت عقبہ اولیٰ میں بارہ آدمی حاضر ہوئے جبکہ بیعت عقبہ ثانیہ میں ۷۳ اور بروایت بعض ۷۵ آدمی شریک تھے۔

بیعت عقبہ ثانیہ کے موقع پر اہل یثرب نے آنحضور ﷺ کو اپنے ہاں آنے کی دعوت دی۔ بیعت کرنے والے صحابہ میں سے ایک نوجوان اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ جو سب لوگوں میں عمر کے لحاظ سے چھوٹے تھے، کھڑے ہوئے اور کہا: ''اہل یثرب! ذرا سوچ لو یہ اللہ کے رسول ہیں۔ انھیں اپنے ہاں دعوت دینا پورے عرب سے دشمنی مول لینے کے مترادف ہے۔ اگر اس راہ میں اپنے بچوں کو قتل کرانے کی ہمت رکھتے ہو تو ان کا ہاتھ پکڑو اور اس کے جواب میں اللہ سے اجر کی امید رکھو اور اگر تمھیں اپنی جانیں عزیز ہیں تو اِس وقت کا عذر اللہ کے نزدیک زیادہ قابل قبول ہے۔''

حضرت عباس بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے بھی کم و بیش یہی بات کہی اور اپنے ساتھیوں کو آنے والی مشکلات کی یاد دلا کر عزیمت کا راستہ اختیار کرنے کی تلقین کی۔ ان دونوں عقل مند ارکان وفد کی باتوں پر تمام وفد نے یک زبان کہا: ''ہم آپ ﷺ کو دعوت دیتے ہیں کہ آپ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائیں۔ ہم اپنے مال و دولت کی تباہی اور اپنے سرداروں کی ہلاکت کا خطرہ مول لے لیں گے، مگر آپ کا ساتھ نہیں چھوڑیں گے۔''

قتل کی سازش

اہل یثرب کی دعوت کے بعد حضور اکرم ﷺ نے یثرب کی طرف ہجرت کر جانے کا فیصلہ فرما لیا۔ آپ کے بہت سے صحابہ مدینہ پہنچ چکے تھے اور آپ ﷺ خود ہجرت کے لیے بالکل تیار تھے کہ کفار نے اس ہجرت کے نتائج و عواقب کو اپنے لیے شدید خطرہ سمجھتے ہوئے آپ کے خلاف

Marfat.com

سازش کی۔ ہجرت کی رات آپ کے گھر کا محاصرہ کر لیا گیا تھا۔ مختلف خاندانوں کے چودہ چیدہ چیدہ آدمی آپ کو قتل کرنے کے لیے مقرر کیے گئے۔ یہ سب لوگ مل کر آنحضور ﷺ کو قتل کرنا چاہتے تھے' تا کہ آل ہاشم ان سب کے مقابلے پر انتقام کا حوصلہ نہ پا سکیں۔ رسول ﷺ ان سب کے درمیان سے سورۃ یٰسین کی تلاوت کرتے ہوئے نکلے۔ انھیں کانوں کان خبر نہ ہو سکی۔ ایک لمحے کے لیے سب کی آنکھوں پر غنودگی چھا گئی اور وہی نازک لمحہ تھا کہ جس وقت حضور اکرم ﷺ ان کے درمیان سے نکل کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاں پہنچے اور وہاں سے ہجرت کے تاریخ ساز' کٹھن اور معجزہ نما سفر پر روانہ ہوئے۔ اس سفر کی تفصیلات حدیث اور سیرت کی کتابوں میں دیکھی جاسکتی ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ آنحضور ﷺ کے گھر کا محاصرہ کرنے والے چودہ میں سے گیارہ سردار بدر کے میدان میں مارے گئے صرف تین محفوظ رہے اور یہ تینوں جُبیر بن مطعم' حکیم بن حزام اور ابوسفیان بن حرب فتح مکہ کے وقت اسلام میں داخل ہو گئے۔

گرفتاری کے لیے انعام کا لالچ

قریش مکہ' رسول ﷺ کی پُرکشش شخصیت' بے پناہ ذہانت اور بے مثال قابلیت سے خوب واقف تھے۔ انھیں معلوم تھا کہ آنحضور ﷺ کا مکہ سے مدینہ ہجرت کر جانا یہ معنی رکھتا ہے کہ اب مدینہ میں ایک ایسی ریاست کی بنیاد پڑ جائے گی جو مکہ کے لیے مستقل چیلنج ہو گی' چنانچہ انھوں نے آنحضور ﷺ کو گرفتار کرنے کے لیے لوگوں کو بھاری انعام کا لالچ دیا مگر آنحضور ﷺ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور تائید کے سائے میں بخیریت مدینہ پہنچ گئے۔

قریش کی دھمکیاں اور منافقین کا شر

رسول اکرم ﷺ کے مدینہ پہنچ جانے سے قریش کو اپنی یمن اور شام کی تجارتی شاہراہ خطرے میں نظر آنے لگی۔ انھوں نے خزرج کے سردار عبداللہ بن ابی کو خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا کہ تم لوگوں نے ہمارے دشمن کو اپنے ہاں پناہ دی ہے اس لیے ہم قسم کھاتے ہیں کہ یا تو تم اسے اپنے ہاں سے نکال دو یا ہمارے حملہ آوروں کا انتظار کرو جو عنقریب تمھارے مردوں کو قتل کر دیں

Marfat.com

گے اور تمھاری عورتوں کو لونڈیاں بنالیں گے۔

عبداللہ بن ابی جو رئیس المنافقین تھا وہ اس خط سے پہلے بھی آمادہ شر تھا کیونکہ آنحضور ﷺ کی آمد سے اس کا اوس اور خزرج کی بادشاہت کا منصوبہ خاک میں مل گیا۔ قریش کے خط کے بعد اس نے شرارت کرنا چاہی، مگر اوس اور خزرج کے مخلص مسلمانوں کی اسلام دوستی اور آنحضور ﷺ کی فراست نے اس کی چالوں کو ناکام بنادیا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت اور قیام پاکستان کے وقت اہلِ اسلام کی ہجرت کے درمیان یہ قدرِ مشترک ہے کہ آپؐ ایمان کی خاطر گھربار کو خیرآباد کہہ رہے تھے اور ایک نئی اسلامی ریاست کا قیام بھی پیش نظر تھا۔ یہی جذبہ قیام پاکستان کے وقت اہلِ ایمان کے دلوں میں موجزن تھا۔ پاکستان مدینہ کی اسلامی ریاست کے بعد تاریخ کی دوسری ریاست ہے جس کی بنیاد اسلام ہے۔ اے کاش! یہاں قرآن وسنت کا پورا نظام جیسا کہ دستورِ پاکستان میں درج ہے، نافذ ہوجائے۔

--❀--❀--❀--

Marfat.com

مواخاتِ مدینہ

مکہ معظمہ سے مہاجرین بے سروسامانی کے عالم میں مدینہ پہنچے تھے ان میں سے بعض تو مفلس تھے، مگر بعض صحابہ مکہ میں اچھے خاصے وسائل کے مالک تھے۔ یہ کھاتے پیتے صحابہ بھی مکہ کے مخصوص معاندانہ ماحول کی وجہ سے اپنا مال ساتھ نہ لے جا سکے۔ مدینہ پہنچ کر نبی اکرم ﷺ نے قریش اور انصار کے درمیان جو بھائی چارہ قائم کیا اسے مواخات مدینہ کہا جاتا ہے۔ تاریخ انسانی کا یہ عظیم الشان واقعہ ہے جس کی مثال پیش کرنے سے اقوام عالم قاصر ہیں۔ ہر انصاری نے اپنے مہاجر بھائی کے لیے گھر کے دروازے بھی کھول دیے اور دل کے دروازے بھی۔ سعد بن ربیع جو عبدالرحمان بن عوف کے بھائی بنائے گئے، مدینہ کے مالدار شخص تھے ان کی دو بیویاں تھیں۔ انھوں نے اپنے مال و دولت میں سے نصف حصہ اپنے بھائی کی خدمت میں پیش کر دیا اور انھیں یہ بھی کہہ دیا کہ اگر تم چاہو تو میں اپنی ایک بیوی کو طلاق دے دوں اور تم اس سے نکاح کر لو۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے ان کا شکریہ ادا کیا اور ان کے مال میں سے کوئی چیز نہ لی اور ان سے کہا:

"اللہ تعالیٰ آپ کے اہل و عیال اور مال میں برکت دے۔ آپ اپنی دونوں بیویاں اپنے گھر میں رکھیں میرے لیے اللہ تعالیٰ اور انتظام فرما دے گا۔" کم و بیش اسی طرز عمل کا مظاہرہ ہر انصاری نے اپنے مہاجر بھائی کے ساتھ کیا اور تقریباً ہر مہاجر نے خودداری کے ساتھ انصاری بھائیوں کا شکریہ ادا کیا۔

مواخات مدینہ کا اثر صحابہ کرام کی زندگیوں میں اتنا گہرا تھا کہ وہ ہر معاملے میں اپنے بھائی کے حقوق کا لحاظ رکھتے تھے۔ ان کی یہ روش تمام عمر قائم رہی۔ اس محبت اور اپنائیت کا آئندہ پیش آنے والے واقعات پر بڑا دور رس اثر پڑا۔ منافقین اور یہود نے کئی مرتبہ انصار و مہاجرین کے

Marfat.com

درمیان منافرت پھیلانا چاہی مگر انھیں کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔ کفار عرب اور یہودیوں نے مدینہ کی نوزائیدہ ریاست پر بار بار جنگ مسلّط کی' مگر انصار و مہاجرین سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر دشمن کے مقابلے پر ڈٹے رہے۔

بھائی چارے کی برکات

انصار پیشے کے لحاظ سے کاشت کار تھے اور مہاجرین تجار۔ اس طرح مہاجرین نے بازار اور منڈی کا راستہ پوچھا اور چھوٹے پیمانے سے اپنے اپنے کاروبار کا آغاز کر دیا۔ اگر چہ مسلسل جنگوں نے شروع کے سالوں میں انصار کی کاشت کاری اور باغبانی اور مہاجرین کی تجارت اور کاروبار کو خاصا نقصان پہنچایا' مگر اس کے باوجود تمام مہاجرین نہ صرف اپنے پاؤں پر کھڑے ہو گئے' بلکہ بعض نے تو اتنی ترقی پائی کہ وہ اللہ کی راہ میں ہزاروں درہم و دینار پیش کر دیا کرتے تھے۔ ان تجار میں نمایاں حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بن عوف' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ یہ بھائی چارہ معاشرتی لحاظ سے بھی مفید تھا اور عسکری اور جنگی لحاظ سے بھی اشد ضروری تھا۔

عرب کے جاہلی معاشرے میں جنگیں قبائلی تعصبات کی بنیاد پر لڑی جاتی تھیں۔ اسلام نے ایک نظریے کی بنا ڈال کر حق و باطل کا معیار مقرر کر دیا۔ اس نظریے کو دنیا میں غالب کرنے کے لیے ایک ایسی جماعت کی ضرورت تھی جس کے افراد باقی سارے تعلقات کے مقابلے میں نظریاتی تعلق کو زیادہ اہمیت دینے والے ہوں۔ اس مقصد کے لیے قرآن و حدیث میں بہت تفصیلی ہدایات موجود ہیں جو اسلامی معاشرے کی تشکیل اور اہل ایمان کی تربیت کی بنیاد فراہم کرتی ہیں۔ اس سلسلے کا اہم ترین عملی سبق اور مؤثر ترین تربیتی کورس مواخاۃ مدینہ کی صورت میں رونما ہوا۔ (طبقات ابن سعد، ج ۱، ص ۲۳۸، سیرت ابن هشام، القسم الاول، ج ۱، ص ۵۰۴-۵۰۵، البداية و النهاية، ج ۱، ص ۵۹۰)

قیامِ پاکستان کے وقت جو لوگ ہندستان کے مختلف علاقوں سے ہجرت کر کے پاکستان کی

Marfat.com

سرزمین پر آئے، مقامی آبادیوں نے بحیثیت مجموعی ان کے ساتھ بہت اچھا سلوک اور ہر طرح کا تعاون کیا۔ الحمدللہ! کوئی غیریت محسوس نہ ہوتی تھی۔ اسلامی نظام کے قیام سے حکومتی سطح پر گریز کا نتیجہ یہ نکلا کہ بدقسمتی سے ملک کا ایک بازو حکمرانوں کی نااہلی اور دشمن کی سازشوں کے نتیجے میں ملک سے کٹ کر بنگلہ دیش بن گیا۔ اسی پر بس نہیں بلکہ انھی سازشوں کا تسلسل ہے کہ ملک کے سب سے بڑے شہر میں ایک گمراہ اور متعصب گروہ نے نفرتوں کے الاؤ بھڑکا دیے۔ یہ نفرت ایسی دشمنی میں بدلی کہ اس نے مہاجر و انصار کو آپس میں خون ریز خانہ جنگی میں دھکیل دیا۔ اے کاش پاکستان جو اسلام کے نام پر بنا تھا' اسلام کی تجربہ گاہ بن جاتا اور ہم اس عذاب میں مبتلا نہ ہوتے۔ مدینہ کے انصار و مہاجرین اگر ہمارے آئیڈیل ہوتے تو ہم گمراہ نہ ہوتے۔ اب بھی اسی اکسیر سے شفا مل سکتی ہے۔

Marfat.com

میثاقِ مدینہ

مدینہ منورہ پہنچ کر رسول اکرم ﷺ نے انصار و مہاجرین کے درمیان بھائی چارہ قائم کرنے کے ساتھ ہی مدینہ کی پوری آبادی کو ایک معاہدے کے ذریعے متحد کرنے کی کوشش کی۔ اس معاہدے میں مدینہ کے یہودی اور مشرکین بھی شامل تھے۔ اس معاہدے کو تاریخ میں میثاق مدینہ کہا جاتا ہے۔ کثیر المذہبی اور کثیر القومیتی معاشرے میں مختلف قبائل کے درمیان ہم آہنگی اور اتحاد پیدا کرنے کی یہ مبارک کوشش تھی۔ ان صفحات میں میثاق مدینہ کا ذکر کرنا اس لیے ضروری ہے کہ آگے بیان کیے جانے والے جہاد کے واقعات میں قدم قدم پر یہ حقیقت سامنے آئے گی کہ یہودی کس قدر بے اصول اور وعدہ خلاف لوگ تھے جو اس معاہدے کی ہمیشہ خلاف ورزی کرتے رہے۔

مدینہ کی قبائلی زندگی

مدینہ میں عربوں کے دو قبائل اوس اور خزرج تھے اور یہودیوں کے تین قبیلے بنو نضیر، بنو قریظہ اور بنو قینقاع تھے۔ یہودی قبیلے مالدار بھی تھے اور نہایت ہوشیار بھی۔ وہ ہتھیار بناتے تھے اور تجارت کے دیگر شعبوں پر بھی انہی کا قبضہ تھا۔ پورے علاقے میں سنار اور جوہری کا کام بھی انہی کے ہاتھ میں تھا۔ عرب قبیلوں کے سردار اور معززین، یہودی ساہوکاروں سے اکثر قرضے لیتے رہتے تھے اور سود ادا کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے زیر بار احسان بھی ہوتے تھے۔ یہودی قبائل نے عربوں کے ساتھ حلیفانہ تعلقات بھی قائم کر رکھے تھے۔ بنو نضیر اور بنو قینقاع کے قبیلہ خزرج سے دوستانہ تعلقات تھے اور بنو قریظہ کے قبیلہ اوس سے معاہدے تھے۔

Marfat.com

یہودی قبائل اپنی سازشوں سے اوس اور خزرج کے درمیان وقتاً فوقتاً جنگیں کرواتے رہتے تھے۔آنحضور ﷺ کی آمد سے کچھ ہی عرصہ قبل اوس اور خزرج ایک خونریز معرکہ لڑ چکے تھے۔اس کا نام جنگ بعاث ہے۔اس جنگ نے دونوں قبیلوں کو ادھ موا کر دیا تھا۔خزرج تعداد میں زیادہ ہونے کے باوجود شکست سے دوچار ہوئے تھے حالانکہ جنگ کے آغاز میں انھوں نے اوس کو بے بس کر دیا تھا۔یہودی نہیں چاہتے تھے کہ یہ قبائل کبھی آپس میں متحد ہو جائیں مگر اسلام کی بدولت یہ شیر وشکر ہو گئے اور دشمنی کی جگہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں محبت اور اخوت پیدا کر دی۔سورہ آل عمران کی چار آیات (آیت نمبر ۱۰۰ سے لے کر ۱۰۳ تک) اسی موضوع سے متعلق ہیں۔علامہ ابن کثیر، مؤرخ ابن ہشام اور ابن سعد نے اس واقعہ کی تفصیلات لکھی ہیں کہ کس طرح یہودیوں نے اوس و خزرج کے درمیان پرانی رنجش اور جاہلی دشمنی کو زندہ کرنا چاہا تھا اور آنحضور ﷺ نے کس طرح اس آگ کو بجھایا۔

میثاق مدینہ کی دفعات

حضور اکرم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ یہاں کی معاشرتی، سیاسی اور معاشی صورت حال سے پوری طرح باخبر ہونے کے ساتھ ساتھ تاریخی پس منظر کا بھی پورا علم رکھتے تھے۔آپ نے یہودیوں کو بلا کر مسلمانوں کی طرف سے ان کے ساتھ معاہدہ کیا جس کو ابن ہشام نے شق وار لکھا ہے۔اس کے مطابق دونوں فریقوں نے باہم رضامندی سے طے کیا کہ:

۱۔ دیت اور فدیہ کا پہلے سے رائج شدہ طریقہ قائم رہے گا۔

۲۔ یہود اور مسلمان آپس میں دوستانہ تعلقات رکھیں گے۔

۳۔ مدینہ پر کوئی حملہ ہوگا تو سب مل کر حملہ آور کا مقابلہ کریں گے۔

۴۔ یہودیوں یا مسلمانوں کو کسی سے لڑائی پیش آجائے تو ایک فریق دوسرے کی مدد کرے گا۔

۵۔ کوئی فریق قریش مکہ کو امان نہ دے گا۔

۶۔ یہودیوں کو اپنے مذہبی معاملات میں آزادی حاصل ہوگی۔

Marfat.com

۷- باہمی جھگڑے کی صورت میں فیصلہ محمد ﷺ کریں گے۔

یہ آخری شرط بعض مؤرخین نے لکھی ہے اور بعض نے نہیں لکھی مگر سچی بات یہ ہے کہ یہ میثاق کی اہم شق تھی اور حضور کا مقام و مرتبہ بھی ایسا تھا کہ اسے تمام فریقوں نے اس وقت منظور کیا تھا۔(سیرۃ النبیؐ ،ازشبلی نعمانی، ج۱،ص۲۱۱-۲۱۲)

--❀--❀--❀--

Marfat.com

قریش مکہ کی چیرہ دستیاں

قریش چونکہ ہر قیمت پر فتنہ وفساد پھیلانا چاہتے تھے۔ اس لیے انھوں نے تمام معروف روایات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے حرم مکی کے اندر بھی اللہ کے مہمانوں کو تنگ کرنا شروع کر دیا۔ قبیلہ اوس کے سردار حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ عمرے کے لیے مکہ گئے تو حرم کے دروازے پر ابو جہل نے ان کو روکا اور بڑی رعونت سے کہا: ''تم ہمارے دشمنوں کو اپنے ہاں پناہ دیتے ہو اور پھر یہاں اطمینان کے ساتھ عمرہ کرتے ہو؟ خدا کی قسم اگر تم ابوصفوان (امیہ بن خلف) کے مہمان نہ ہوتے تو اپنے اہل وعیال کے پاس زندہ سلامت نہ پہنچ سکتے۔'' حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کوئی معمولی انسان نہ تھے۔ انھوں نے ترکی بہ ترکی جواب دیا: ''بخدا اگر یہ ارادے ہیں تو جان لو کہ حرم میں اپنے داخلے پر پابندی کے نتیجے میں میں تمھارے اوپر اس چیز کی پابندی لگا دوں گا جس کو تم شدت سے محسوس کرو گے، یعنی مدینہ سے گزرنے والی تمھاری شاہراہ بند کر دوں گا۔'' یہ مکالمہ اس لحاظ سے بہت اہم ہے کہ جہاں اس سے سرداران مکہ کی تنگ نظری اور اسلام دشمنی کا اظہار ہوتا ہے وہاں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی جرأت وفراست نے ان تک یہ پیغام بھی پوری بہادری اور دانش مندی کے ساتھ پہنچا دیا کہ ان کے تجارتی قافلے جنگ کی صورت میں مدینہ کی زد میں ہوں گے۔

حضور پاک ﷺ کی بیدار مغزی

اہل مکہ کے جارحانہ عزائم سے آنحضور ﷺ بے خبر نہ تھے، چنانچہ مدینہ منورہ پہنچتے ہی آپ نے مدینہ کے تمام باشندوں اور یہودی قبائل سے دوستی کا ایک معاہدہ کیا جسے میثاق مدینہ کہا جاتا ہے اور جس کا تذکرہ گزر چکا ہے۔ مؤرخین نے میثاق مدینہ کے علاوہ دیگر قبائل سے بھی آپ کے

Marfat.com

دفاعی معاہدوں کا تذکرہ کیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ ہمیشہ حالات پر نظر رکھتے تھے اور دشمن کے عزائم سے کبھی غافل نہ رہے تھے۔ آپ نے کبھی کسی پر جنگ مسلط نہیں کی، مگر دشمن کی جارحیت کا مقابلہ کرنے کے لیے آپ ذہنی طور پر ہر وقت تیار رہتے تھے۔ اصحاب مغازی نے اپنی کتابوں میں ان سریات اور غزوات کا ذکر کیا ہے جو جنگ بدر سے پہلے رو بعمل آ چکی تھیں۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ دشمن کو پیغام پہنچتا رہے کہ مسلمان نہ تو غافل ہیں کہ کوئی ان پر اچانک چڑھ دوڑے اور نہ مٹی کے مادھو ہیں کہ دشمن کا مقابلہ کرنے کی سکت اور صلاحیت نہ رکھتے ہوں۔ یہ چھوٹے چھوٹے دستے تجارتی راستوں پر گشت کرتے رہتے تھے، مگر تمام مؤرخین اس بات پر متفق ہیں کہ ان کے نتیجے میں نہ تو کبھی کوئی کشت وخون ہوا نہ کبھی کوئی قافلہ لوٹا گیا۔ کشت وخون کا سلسلہ اس وقت شروع ہوا جب قریش نے اس کی باقاعدہ پہل کر دی۔ کرز بن جابر فہری نے مدینے کے قریب اچانک حملہ کر کے لوٹ مار مچائی اور اہل مدینہ کے مویشی ہانک کر لے گیا۔ کرز بن جابر کے دستے میں شامل قریش کے لوگ قتل وغارت کے ذریعے اہل مدینہ کو مشتعل کرنا چاہتے تھے۔ رسول اکرم ﷺ اب سمجھ چکے تھے کہ قریش جنگ کے سوا کسی بات پر راضی نہیں ہوں گے۔

غزوۂ بدر سے قبل جو مہمات (سریات وغزوات) وقوع پذیر ہوئیں ان کا مختصر تذکرہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔ ان کا مقصد خون خرابہ نہ تھا بلکہ جس طرح کہا جاتا ہے کہ جنگ کے لیے تیار رہنا ہی جنگ کو روکنے کا بہترین راستہ ہے تو اس کے مطابق آنحضور ﷺ دشمن کے ذہن سے یہ زعم باطل نکال دینا چاہتے تھے کہ اسلام کمزور ہے اور اسے کچلا جا سکتا ہے۔ ان مہمات میں مہاجرین ہی نے حصہ لیا۔

--❀--❀--❀--

Marfat.com

غزوۂ بدر سے قبل کی مہمات

رمضان ۲ھ میں بدر کے میدان میں جو معرکہ لڑا گیا اور جسے قرآن مجید نے یوم الفرقان کہا، اس سے قبل قریش کے معاندانہ رویے، ان کی مسلسل دھمکیوں اور مدینہ پر حملے کے خدشات کی بدولت آنحضور ﷺ مدینہ کی نوزائیدہ اسلامی ریاست کے دفاع کے بارے میں بہت محتاط تھے۔ اس دور میں صحابہ کرام رات کو اپنے ہتھیار باندھ کر یا اپنے قریب رکھ کر سوتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے مختلف اوقات میں صحابہ کرام کو دفاعی مہمات پر روانہ فرمایا۔ بعض مہمات کی کمان آپ نے خود سنبھالی۔

(۱) سریہ حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب کی قیادت میں تیس مہاجرین پر مشتمل ایک دستہ ساحل سمندر کی طرف روانہ کیا گیا۔ یہ ماہ رمضان سن ایک ہجری میں ساحل سمندر پر عیص کے مقام پر پہنچا۔ قریش کا تجارتی قافلہ ابوجہل کی قیادت میں جا رہا تھا جس کے ساتھ تین سو مسلح جنگجو تھے۔ قبیلہ جہینہ' کے سردار مجدی بن عمرو نے فریقین کے درمیان مداخلت کر کے جنگ رکوادی۔ دراصل ان دستوں کی روانگی کا مقصد جارحیت نہیں تھا' بلکہ دشمن کی طرف سے ممکنہ جارحیت کو روکنے کی حکیمانہ اور دلیرانہ کوشش تھی جیسا کہ پہلے بھی لکھا جا چکا ہے۔

یہ بات پیش نظر رہنی چاہیے کہ غزوۂ بدر سے پہلے جتنی مہمات بھی بھیجی گئیں ان میں صرف مہاجرین نے شرکت کی۔ انصار پہلی مرتبہ غزوۂ بدر میں شامل ہوئے اور اس موقع پر بھی

Marfat.com

آنحضور ﷺ نے جہاد پر نکلنے سے پہلے انصار سے مشورہ مانگا تھا جس میں انھوں نے خود آپ کے ساتھ مدینہ سے باہر جا کر دشمن سے مقابلہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس کی تفصیل آگے آئے گی۔

(۲) سریہ عبیدہ رضی اللہ عنہ بن حارث بن مطلب

حضور اکرم ﷺ نے عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ساٹھ اور بعض روایات کے مطابق اسّی مہاجرین کو قریش کے ایک گروہ کے مقابلے کے لیے بھیجا۔ المرہ کی گھاٹی کے قریب قریش کے دو سو جنگجو ابوسفیان کی قیادت میں موجود تھے۔ لڑائی کے بغیر ہی دونوں فریق ایک دوسرے سے الگ ہو گئے۔ مکی فوج کے دو افراد مقداد بن عمرو اور عتبہ بن غزوان جو مکہ میں مسلمان ہو چکے تھے۔ کافروں کا ساتھ چھوڑ کر مسلمانوں کے ساتھ آ ملے۔ اس مہم کے دوران سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے دشمنوں پر تیر چلایا۔ تاریخ اسلام میں یہ پہلا تیر تھا جو مسلمانوں کی طرف سے چلایا گیا۔ ابن ہشام' ابن کثیر اور ابن سعد کے مطابق عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ کو جو جھنڈا عطا کیا گیا تھا یہ آنحضور ﷺ کی طرف سے دیا جانے والا پہلا علم تھا۔

(۳) غزوہ ابوا

صفر ۲ھ میں رسول اللہ ﷺ نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو مدینے میں اپنا جانشین مقرر کیا اور قریش کے ایک قافلے کی تلاش میں ودان اور ابوا کی طرف روانہ ہوئے۔ اس مہم کے دوران میں قریش کا قافلہ نکل چکا تھا' چنانچہ نبی پاک ﷺ واپس تشریف لے آئے۔ اس مہم میں حضور اکرم ﷺ نے بنو ضمرہ بن بکر بن کنانہ کے قبائل سے دوستی کا معاہدہ کیا۔

(۴) غزوہ بواط

ربیع الاول ۲ھ میں رسول اللہ ﷺ نے سائب رضی اللہ عنہ بن عثمان بن مظعون کو مدینہ میں

Marfat.com

جانشین مقرر کیا اور قریش کے ایک قافلے کے تعاقب میں دو سو صحابہ کے ساتھ شام سے مکہ جانے والے راستے کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ بواط کے مقام تک گئے، مگر قافلہ بہت دور جا چکا تھا۔ آپ کچھ عرصہ اس علاقے میں قیام کرنے کے بعد واپس مدینہ آ گئے۔

(۵) غزوہ العشیرہ

جمادی الاولیٰ ۲ھ میں دو سو مجاہدین کے ساتھ آنحضور ﷺ ینبع کی طرف روانہ ہوئے اور عشیرہ کے مقام تک گئے۔ ان دنوں بھی قریش کا ایک قافلہ اس علاقے سے گزر رہا تھا۔ قافلے کے ساتھ تو آپ کا آمنا سامنا نہ ہوا، مگر عشیرہ کے مقام پر آپ نے بنو مدلج اور ان کے حلیف قبیلے بنو ضمرہ کے ساتھ معاہدہ کیا کہ ایک دوسرے کے خلاف جنگ نہیں کریں گے۔ اس غزوے کے دوران مدینہ میں آنحضور ﷺ نے حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ بن عبد الاسد کو اپنا جانشین مقرر فرمایا تھا۔

(۶) غزوہ سفوان

جمادی الاخری ۲ھ میں کرز بن جابر الفہری نے مدینہ کے قرب و جوار میں چرواہوں پر حملہ کیا اور ان کے مویشی ہانک کر لے گیا۔ رسول اللہ ﷺ خبر سن کر اس کے تعاقب میں نکلے اور بدر کے قریب وادی سفوان تک گئے۔ کرز بن جابر اس وقت تک دور نکل چکا تھا۔ اس جنگ کو غزوۂ بدر الاولیٰ بھی کہتے ہیں۔ اس غزوے کے دوران نبی اکرم ﷺ نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں اپنا جانشین مقرر کیا تھا۔

(۷) سریہ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ

اس سلسلہ غزوات میں اہم ترین مہم یہی تھی۔ ماہ رجب ۲ھ میں آنحضور ﷺ نے عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی قیادت میں آٹھ مہاجرین کو قریش کے کسی تجارتی قافلے کی تلاش میں روانہ کیا۔

Marfat.com

روانگی سے پہلے مہم کے امیر عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو ایک خط لکھ کر دیا اور حکم دیا کہ دو دن تک اپنی منزل کی جانب چلتے رہیں اور دوسرے دن کے اختتام پر خط کھولیں۔ آنحضور ﷺ نے یہ حکم بھی دیا تھا کہ خط کھولنے کے بعد عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ اس کے مطابق عمل کریں، مگر اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو اس کے لیے مجبور نہ کریں جو ان کے ساتھ بخوشی جانا چاہے اسے لے جائیں اور جو نہ جانا چاہے اسے پابند نہ کریں۔

جب وقت مقررہ پر حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے خط کھولا تو اس میں لکھا تھا: ''جونہی میرا یہ خط پڑھو تو مکہ اور طائف کے درمیان نخلہ کا رخ کرو۔ نخلہ میں قیام کر کے قریش کے حالات معلوم کرو اور ہمیں ان کی اطلاع دو۔'' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے خط پڑھا تو کہا سمعًا وطاعةً (میں نے آپ کا حکم سن لیا اور اطاعت کے لیے کمر باندھ لی)۔ اس کے بعد انھوں نے اپنے ساتھیوں کو خط کا مضمون سنایا اور کہا جو میرے ساتھ چلنا چاہے وہ چلے اور جو واپس جانا چاہے تو اسے اس کا اختیار ہے۔ ان کے ساتھیوں نے یک زبان کہا کہ ہم آپ کے ساتھ چلیں گے۔ ان کے ساتھیوں کے نام تاریخ میں منقول ہیں۔ عیون الاثر کے مطابق عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، ابوحذیفہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ، عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ، عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ، واقد بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، خالد بن بکیر رضی اللہ عنہ، سہیل بن بیضا رضی اللہ عنہ، اس مہم میں عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھیجے گئے تھے۔ نخلہ کی طرف جاتے ہوئے بحران کے مقام پر سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور عتبہ بن غزوان کا اونٹ وادی میں گم ہو گیا۔ وہ اسے ڈھونڈنے لگے۔ باقی لوگ منزل کی طرف روانہ ہو گئے اور نخلہ پہنچ گئے۔ وہاں انھوں نے قریش کے تجارتی قافلے کو دیکھا جو کشمش اور مربہ کی بڑی مقدار مکہ لے جا رہا تھا۔ قریش کے تجارتی قافلے میں عمرو بن حضرمی، عثمان بن عبداللہ بن مغیرہ، اس کا بھائی نوفل اور ہشام بن مغیرہ کا غلام حکم بن کیسان شامل تھے۔

صحابہ نے آپس میں مشورہ کیا، چونکہ کرز بن جابر اس سے پہلے مدینہ پر حملہ کر چکا تھا، اس

Marfat.com

لیے وہ بھی حملہ کرنے کے حق میں تھے تاہم حملے میں دو پیچیدگیاں تھیں۔ اگر اسی وقت حملہ کیا جاتا تو یہ ماہ رجب کا آخری دن تھا اور یہ مہینہ حرام مہینوں میں شامل تھا۔ اگر ایک دن گزرنے کا انتظار کیا جاتا تو قافلہ حدودِ حرم میں داخل ہو جاتا۔ بڑے تردد کے بعد بالآخر صحابہ نے فیصلہ کیا کہ فوراً حملہ کر دیا جائے۔ واقد بن عبداللہ نے تیر چلایا جس سے عمرو بن حضرمی قتل ہو گیا۔ عثمان بن عبداللہ اور حکم بن کیسان گرفتار کر لیے گئے۔ جبکہ نوفل بن عبداللہ فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی دو قیدیوں اور بہت سارے مالِ غنیمت کے ساتھ مدینہ میں آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

اس واقعہ پر بہت لے دے ہوئی۔ تمام قبائل عرب اور ان کے ساتھ یہودیوں نے بڑا پراپیگنڈا کیا کہ ان لوگوں نے ماہ رجب میں خونریزی کی ہے۔ خود آنحضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میں نے تم لوگوں کو حرام مہینے میں لڑنے کا حکم نہیں دیا تھا۔ آپ نے مالِ غنیمت میں سے حصہ لینے سے بھی انکار کر دیا۔ ان صحابہ کو ان کے ساتھیوں نے بھی برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ یہ بے چارے اس صورت حال سے ڈر گئے اور سوچا کہ کہیں ان پر اللہ کی طرف سے پکڑ نہ آ جائے۔ مکہ میں جو لوگ مسلمان ہو چکے تھے انھوں نے مشرکین کے اعتراض پر کہا کہ جس روز یہ واقعہ ہوا' اس روز شعبان کا چاند نکل آیا تھا۔

فتنہ قتل سے بھی بدتر ہے

یہ ایک پریشان کن صورت حال تھی۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہوئی جس نے مسئلے کو واضح کر دیا۔ ارشاد باری ہے:

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ؕ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ؕ وَ صَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ كُفْرٌۢ بِهٖ وَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۗ وَ اِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَ الْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ

Marfat.com

الْقَتْلِ ۭ وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ۭ وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَھُوَ كَافِرٌ فَاُولٰۗىِٕكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ھُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۱۷﴾ (البقرة ۲:۲۱۷)

لوگ آپ سے پوچھتے ہیں ماہ حرام میں لڑنا کیسا ہے؟ کہواس میں لڑنا بہت برا ہے، مگر راہ خدا سے لوگوں کو روکنا اور اللہ سے کفر کرنا اور مسجدِ حرام کا رستہ خدا پرستوں پر بند کرنا اور حرم کے رہنے والوں کو وہاں سے نکالنا اللہ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ برا ہے اور فتنہ خونریزی سے شدید تر ہے۔ وہ تو تم سے لڑے ہی جائیں گے حتیٰ کہ اگران کا بس چلے تو تمھارے دین سے تم کو پھیرلے جائیں۔ (اور یہ خوب سمجھ لو کہ) تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا اور کفر کی حالت میں جان دے گا اس کے اعمال دنیا و آخرت دونوں میں ضائع ہو جائیں گے۔ ایسے سب لوگ جہنمی ہیں اور جہنم ہی میں رہیں گے۔

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد ان مجاہدین کی جان میں جان آئی اور رسول اللہ ﷺ نے قیدیوں اور مالِ غنیمت کو بھی قبول فرما کر اپنے قبضے میں لے لیا۔ عمرو بن حضرمی پہلا شخص تھا جس کو مسلمانوں نے قتل کیا اور یہ پہلی مہم تھی جس میں مسلمانوں کو مالِ غنیمت ملا۔ عثمان اور حکم پہلے شخص تھے جو مسلمانوں کے ہاتھوں قیدی بنے۔

سورہ البقرہ کی محولہ بالا آیت نمبر ۲۱۷ کے نزول کے بعد حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی پریشانی دور ہوئی تو انھیں یہ فکر دامن گیر ہوگئی کہ اللہ نے انھیں مواخذے سے تو بچا لیا ہے مگر کیا ان کے لیے کوئی اجر بھی ہے۔ انھوں نے اس سلسلے میں حضور ﷺ سے استفسار کیا۔ اس پر اگلی آیت نازل ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ ھَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ اُولٰۗىِٕكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۱۸﴾ (البقرة:۲۱۸)

Marfat.com

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور جنھوں نے خدا کی راہ میں اپنا گھر بار چھوڑا اور جہاد کیا ہے، وہ رحمت الٰہی کے جائز امیدوار ہیں اور اللہ ان کی لغزشوں کو معاف کرنے والا اور اپنی رحمت سے انھیں نوازنے والا ہے۔

--❀--❀--❀--

Marfat.com

باب دوم

غزوۂ بدر

[الکبریٰ]

Marfat.com

جنگِ بدر

[غزوۂ بدر الکبریٰ]

کُرز بن جابر فہری کی غارت گری اور سریہ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ اور اس کے نتیجے میں عمرو بن حضرمی کا قتل ایسے واقعات تھے جن سے عرب کے تمام قبائل کسی بڑی جنگ کے خطرات کی بو سونگھ رہے تھے۔ قریش نے پہلے بھی بار بار دھمکیاں دی تھیں کہ وہ مدینہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے، اب تو ایک طرح سے جنگ کا پورا ماحول تیار ہو چکا تھا۔ ادھر قرآن مجید میں بھی اب قتال کی فرضیت کا حکم آ گیا تھا۔ اس سے قبل محض قتال کی اجازت دی گئی تھی۔

(دیکھیے سورۃ البقرہ ۲۱۶ اور الحج ۳۹-۴۰)

ابوسفیان کا تجارتی قافلہ

اتفاق سے انھی دنوں ابوسفیان کی قیادت میں قریش کا ایک بڑا قافلہ شام سے مکہ کی طرف لوٹ رہا تھا۔ قافلے کے پاس لاکھوں درہم کا مال تجارت تھا اور تھوڑے سے محافظ تھے۔ ابوسفیان کو خطرہ محسوس ہوا کہ اہل مدینہ اس کے قافلے پر چھاپہ ماریں گے، چنانچہ اس نے ایک آدمی مکہ بھیجا کہ وہ قریش کو مدد کے لیے بلائے، اس قاصد نے اپنے اونٹ کے کان کاٹے اور اس کی ناک چیر دی، اپنا قمیص پھاڑ لیا اور شور مچایا: ’’قریش والو اپنے قافلہ تجارت کی خبر لو۔ تمھارے اموال جو ابوسفیان کے ساتھ ہیں محمد ﷺ کی زد میں آ چکے ہیں، مجھے امید نہیں کہ تم اپنا مال پا سکو گے، مدد کے لیے دوڑو۔‘‘ یہ گویا خطرے کا الارم تھا جو ابوسفیان کے ایلچی نے مکہ آ کر پورے زور سے بجا دیا۔ ابوسفیان نے مکہ کی جانب قاصد دوڑانے کے ساتھ ساتھ دوسری حکمت عملی یہ اختیار کی کہ اپنا راستہ بدل لیا۔

Marfat.com

ابوسفیان کی اس پکار پر سارا مکہ اٹھ کھڑا ہوا۔ قریش کے تمام بڑے بڑے سردار جنگ کے لیے تیار تھے۔ ایک ہزار کا لشکر اسلحے اور ساز و سامان سے لیس، مکہ سے نکل کھڑا ہوا۔ ابوجہل کی قیادت میں نکلنے والا یہ لشکر محض ابوسفیان کے قافلے کو ہی بچانا نہیں چاہتا تھا' بلکہ وہ مدینہ کو کچل ڈالنے کی نیت سے گھروں سے نکل رہے تھے۔ یہ بڑا نازک مرحلہ تھا جس پر حضور اکرم ﷺ نے بہت بروقت فیصلہ کیا اور مدینہ میں بیٹھے رہنے کی بجائے مدینہ سے نکل کھڑے ہوئے۔ ہم تفصیل کو چھوڑے دیتے ہیں کہ آپ نے قافلے اور لشکر میں کس کی جانب پہلے جانے کا ارادہ کیا تھا۔ سورہ انفال میں اللہ تعالیٰ نے اپنا یہ فیصلہ سنا دیا ہے:

وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآىِٕفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ۙ﴿۷﴾ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۚ﴿۸﴾ (الانفال ۸: ۷-۸)

یاد کرو وہ موقع جبکہ اللہ تم سے وعدہ کر رہا تھا کہ دونوں گروہوں میں سے ایک تمھیں مل جائے گا۔ تم چاہتے تھے کہ کمزور گروہ تمھیں ملے' مگر اللہ کا ارادہ یہ ہے کہ اپنے ارشادات سے حق کو حق کر دکھائے اور کافروں کی جڑ کاٹ دے تاکہ حق حق ہو کر رہے اور باطل باطل ہو کر رہ جائے، خواہ مجرموں کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو۔

مشاورت اور فیصلہ

آپ ﷺ نے انصار و مہاجرین کو جمع کیا اور ان کو صاف صاف بتا دیا کہ شمال کی طرف تجارتی قافلہ ہے اور جنوب کی طرف سے قریش کا لشکر آ رہا ہے مجھے مشورہ دو کہ کس کے مقابلے پر چلنا چاہیے۔ مہاجرین میں سے حضرت مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ جس طرف آپ کا رب حکم دے رہا ہے اسی طرف قدم اٹھائیے' آپ جس طرف بھی جائیں گے ہم آپ کے ساتھ رہیں گے۔ ہم بنی اسرائیل کی طرح یہ نہیں کہیں گے کہ موسیٰ' جاؤ تم اور تمھارا خدا دونوں لڑیں ہم تو یہاں بیٹھے ہیں۔ نہیں ہم کہتے ہیں کہ چلیے آپ اور آپ کا ربّ

Marfat.com

دونوں لڑیں اور ہم آپ کے ساتھ لڑائی میں شامل ہوں گے۔ جب تک ہم میں سے ایک آنکھ بھی گردش کرتی رہے گی ہم میدان جنگ سے پیچھے نہیں ہٹیں گے۔'' آنحضور ﷺ نے حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کی بات سن کر ان کو دعا دی مگر اپنا سوال پھر دہرا دیا۔ اس پر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اٹھے اور عرض کیا کہ شاید رسول خدا انصار سے مخاطب ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ انھوں نے کہا: ''یارسول اللہ ﷺ! ہم آپ پر ایمان لائے ہیں' آپ کی تصدیق کر چکے ہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ آپ جو کچھ لائے وہ سچ ہے، آپ کے ساتھ سمع و طاعت کا پختہ عہد باندھ چکے ہیں۔ اس لیے آپ نے جو فیصلہ کیا ہے اس کے مطابق اقدام کیجیے۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے' اگر آپ ہمیں لے کر سمندر پر جا پہنچیں اور اس میں اتر جائیں تو ہم آپ کے ساتھ سمندر میں اتر جائیں گے۔ ہم میں سے ایک شخص پیچھے نہ رہے گا۔ دشمن سے بھڑ جانے میں ہمیں کوئی عذر نہیں ہے۔ ہم جنگ میں استقامت دکھائیں گے۔ سچی جان نثاری کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کریں گے اور کچھ بعید نہیں کہ اللہ ہم سے ایسے کارنامے سرانجام دلوا دے جس سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں۔ اللہ کی برکت پر بھروسا کر کے ہماری قیادت فرمائیے۔''

روانگی جانبِ بدر

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی یہ تقریر ان کے خلوص اور جانثاری کا منہ بولتا ثبوت ہے' مگر اس کی اہمیت صرف اتنی ہی نہیں۔ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ انصار کا وعدہ یہ تھا کہ وہ اپنے شہر میں آپ کی حفاظت کریں گے۔ اب جبکہ رسول اللہ ﷺ شہر سے باہر نکل کر دشمن کا مقابلہ کرنا چاہتے تھے تو انصار کی طرف سے یک سوئی کے ساتھ اس اقدام میں شرکت ضروری تھی۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی اس تقریر کے بعد معاملہ واضح ہو گیا۔ حضور اکرم ﷺ تیاری کر کے گھر سے باہر آئے اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ دشمن کے لشکر سے مقابلہ کرنے کے لیے چل پڑے۔

سامان قلیل' عزم بلند

ابنِ ہشام نے ان مجاہدین کی تعداد بیان کی ہے جس کے مطابق ۸۳ مہاجر ۶۱ قبیلہ اوس

Marfat.com

کے انصار اور ۷۰ ا قبیلہ خزرج کے انصاری صحابی جنگ بدر میں شریک ہوئے۔ اس فوج میں صرف دو اور بعض روایات کے مطابق تین گھوڑ سوار تھے‘ جبکہ باقی لوگ ستر اونٹوں پر باری باری سوار ہوتے تھے۔ ساٹھ آدمیوں کے پاس زرہیں تھیں۔ اسلحہ بھی بہت کم تھا۔ رسول اللہ ﷺ خود مرثد بن ابی مرثد رضی اللہ عنہ اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک اونٹ پر باری باری سوار ہوتے تھے۔ آنحضور ﷺ کے دونوں ساتھیوں نے بڑے اصرار کے ساتھ عرض کیا کہ وہ پیدل چلیں گے اور ان کی جگہ آنحضور ﷺ مسلسل اونٹ پر سوار رہیں مگر آنحضور ﷺ نے انکار کر دیا اور فرمایا: ''ما انتما باقوی منی ولا انا اغنی الاجر عنکما'' (مسند احمد، روایت عبداللہ بن مسعودؓ، حدیث ۳۸۹۱) یعنی نہ تو تم مجھ سے زیادہ طاقتور ہو اور نہ میں اجر کے معاملے میں تم دونوں سے زیادہ بے پرواہ ہوں۔ اس طرح فوجوں کا سپہ سالار اعظم بھی عام سپاہیوں کی طرح کبھی پیدل چلتا اور کبھی اونٹ پر سوار ہو جاتا۔ آنحضور ﷺ نے اونٹوں کے گلے میں بندھی ہوئی گھنٹیاں بھی اتر وادیں تاکہ خاموشی کے ساتھ سفر کیا جا سکے۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنے لشکر کے آگے بعض صحابہ کو دشمن کی جاسوسی اور ان کے احوال کی خبر رسانی کے لیے روانہ فرمایا۔

جذبہ جہاد‘ شوقِ شہادت

مدینہ منورہ سے نکلنے کے وقت نوجوان لڑکوں کا جوشِ شہادت دیدنی تھا۔ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص پندرہ سولہ سال کے نوجوان لڑکے تھے۔ جب آنحضور ﷺ نے انھیں دیکھا تو فوج سے نکال دیا۔ عمیر رضی اللہ عنہ جہاد سے محرومی کے خیال سے غمزدہ ہوئے اور رونے لگے۔ بالآخر ان کے بھائی حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن ابی وقاص نے آنحضور ﷺ سے ان کے لیے خصوصی اجازت لی۔ روایات میں آتا ہے کہ جب حضرت عمیر کو کہا گیا کہ تم واپس چلے جاؤ‘ پھر اگر کوئی موقع آیا تو جہاد میں شریک ہو جانا تو انھوں نے حسرت کے ساتھ کہا: زندگی کا کیا بھروسہ۔ شہادت منتظر ہے۔ مجھے میدانِ جہاد کی طرف جانے سے نہ روکا جائے۔ جب یہ میدان میں پہنچے تو قریش کا سب سے طاقتور جنگجو عمرو بن عبدوّد ان کے مقابلے پر آیا اور انھیں شہید کر دیا۔ قریش کا یہ گرانڈیل قاتل بعد

Marfat.com

میں جنگ خندق میں شیر خدا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں قتل ہوا۔

یہ چونکہ رمضان کا مہینہ تھا اور اسی سال روزے فرض ہوئے تھے' اس لیے بعض لوگوں نے روزے رکھے ہوئے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے روزہ نہیں رکھا تھا۔ آنحضور ﷺ کی طرف سے منادی کی گئی کہ روزہ دار بھی روزہ کھول لیں' کیونکہ دشمن سے مقابلے کے لیے قوت کی ضرورت ہے۔ مولانا مودودی رحمہ اللہ نے تفہیم القرآن جلد اول صفحہ ۱۴۲ پر لکھا ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ دو مرتبہ رمضان میں جنگ پر گئے۔ پہلی مرتبہ جنگ بدر میں اور آخری مرتبہ فتح مکہ کے موقع پر اور دونوں مرتبہ ہم نے روزے چھوڑ دیے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر حضور ﷺ نے فرمایا تھا: ''دشمن سے مقابلہ درپیش ہے۔ روزے چھوڑ دو تاکہ تمھیں لڑنے کی قوت حاصل ہو۔''

دشمن کے احوال کی خبر گیری

جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے کہ آنحضور ﷺ نے کچھ لوگوں کو دشمن کی خبر گیری کے لیے متعین کیا تھا۔ اسی سلسلے میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ' حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ شام کے وقت لشکر سے آگے نکلے تو انھیں دو آدمی نظر آئے جو اونٹوں پر پانی لاد کر لے جا رہے تھے۔ ان میں سے ایک بنو حجاج کا غلام اسلم تھا اور دوسرا بنو العاص کا غلام ابو یسار تھا۔ ان صحابہ کا خیال تھا کہ یہ ابوسفیان کے قافلے کے لیے پانی لے جا رہے ہیں' مگر ان دونوں نے کہا کہ ہم قریش کے ساقی ہیں۔ وہ انھیں پکڑ کر لائے تو آنحضور ﷺ نماز پڑھ رہے تھے۔ صحابہ نے ان دونوں کو مارا اور کہا کہ تم سچ نہیں بتا رہے تم اصل میں ابوسفیان کے ساتھی ہو۔ مار کے خوف سے انھوں نے کہا کہ ہاں ہم ابوسفیان کے ساتھی ہیں۔ اتنے میں آنحضور ﷺ نے نماز سے سلام پھیرا اور فرمایا: ''جب وہ تمھیں سچی بات بتاتے ہیں تو تم انھیں مارتے ہو اور جب وہ جھوٹ بولتے ہیں تو تم انھیں چھوڑ دیتے ہو؟ انھوں نے تمھیں ٹھیک بتایا تھا کہ یہ قریش کے ساقی ہیں۔''

پھر آنحضور ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا: ''قریش کا لشکر کہاں ہے؟'' انھوں نے

Marfat.com

جواب دیا: ''اس پہاڑی کی پچھلی طرف وادی میں۔'' آنحضور ﷺ نے پوچھا: ''وہ کتنے لوگ ہیں؟'' تو انھوں نے جواب دیا۔ بہت زیادہ ہیں' مگر ہمیں صحیح تعداد کا پتہ نہیں۔'' آنحضور ﷺ نے پوچھا: ''ہر روز وہ کتنے اونٹ ذبح کرتے ہیں؟'' انھوں نے کہا: ''ایک دن نو اور ایک دن دس۔'' آنحضور ﷺ نے صحابہ سے فرمایا کہ ان کی تعداد نوسو اور ایک ہزار کے درمیان ہے۔ پھر آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: ''سردارانِ قریش میں سے کون کون لشکر میں شامل ہیں۔'' انھوں نے جواب دیا عتبہ' شیبہ' ابوالبختری' حکیم بن حزام' نوفل بن خویلد' حارث بن عامر' طعیمہ بن عدی' نضر بن حارث' زمعہ بن اسود' عمرو بن ہشام (ابوجہل) امیہ بن خلف' سہیل بن عمرو' عمرو بن عبدود۔۔۔۔ اس موقع پر صحابہ کو مخاطب کرتے ہوئے آنحضور ﷺ نے فرمایا مکہ نے اپنے جگر کے ٹکڑے تمھارے سامنے پھینک دیے ہیں۔ یعنی مکہ کا ہر قابل ذکر سردار لشکر میں موجود ہے۔ (حکیم بن حزام جنگ میں شریک نہیں تھا۔ یہ مؤرخین کا سہو ہے کہ اس کا نام بھی شامل کر دیا گیا ہے)

ایک روایت یہ بھی ہے کہ حکیم بن حزام نے بھی یہ جان کر کہ ابوسفیان کا قافلہ خیریت سے مکہ پہنچ گیا ہے، سردارانِ قریش کو مشورہ دیا کہ وہ جنگ کیے بغیر واپس چلے جائیں۔ جب اس کی بات نہیں مانی گئی تو وہ واپس مکہ چلا گیا۔

سردارانِ قریش کی طرف سے لشکر کفار کے لیے ضیافتیں

مکی لشکر کے مکہ سے نکلنے کے بعد پہلے دن ابوجہل نے سب کی دعوت کی اور ان کے لیے دس اونٹ ذبح کیے۔ دوسرے دن عسفان کے مقام پر امیہ بن خلف نے نو اونٹ ذبح کیے۔ تیسرے دن قدید کے مقام پر سہیل بن عمرو نے دعوت کی اور دس اونٹ ذبح کرائے۔ چوتھے دن شیبہ بن ربیعہ نے نو اونٹ اور پانچویں دن جحفہ کے مقام پر عتبہ بن ربیعہ نے دس اونٹ ذبح کیے۔ چھٹے دن ابوا کے مقام پر تنبیہ و منبّہ ابناء حجاج نے دس اونٹ ذبح کیے۔ ساتویں دن ابوا اور بدر کے درمیان عباس بن عبدالمطلب نے دس اونٹ ذبح کر کے لوگوں کی ضیافت کی۔ آٹھویں دن بدر کے مقام پر پہنچ کر ابوالبختری بن ہشام نے بھی دس اونٹ ذبح کرائے۔

Marfat.com

ایک دلچسپ واقعہ

ابو خلیل نے اپنی کتاب بدر الکبریٰ کے صفحہ ۵۹-۶۰ پر البدایة و النهایة، طبری اور سیرة الحلبیه کے حوالے سے ایک واقعہ لکھا ہے جو دلچسپ ہے۔ وہ یہ کہ ابوسفیان نے بخیریت مکہ پہنچنے کے بعد ابوجہل کو پیغام بھیجا کہ وہ واپس آجائے۔ ابوجہل نے تو واپس جانے سے انکار کر دیا مگر قریش کے قبیلہ بنو زہرہ کا حلیف اخنس بن شریق ثقفی ابوسفیان کا پیغام سننے کے بعد کھڑا ہوا اور کہا: ''اے بنو زہرہ تمھارے مال بھی بخیریت مکہ پہنچ گئے ہیں اور تمھارا بھائی مخرمہ بن نوفل بھی زندہ سلامت گھر پہنچ گیا ہے' لٰہذا اب بلاوجہ آگے بڑھنے کی ضرورت نہیں ہے آؤ واپس چلیں۔'' چنانچہ بنو زہرہ کے اکثر لوگ اس کے ساتھ واپس پلٹ گئے۔

بنو ہاشم کے لوگ اور جنگ بدر

بنو ہاشم کے جو لوگ قریش کی فوج کے ساتھ مکہ سے نکلے' ان میں حضرت علی کا بھائی اور حضور اکرم ﷺ کا چچا زاد طالب بن ابی طالب بھی شامل تھا۔ راستے میں قریش کے بعض لوگوں نے کہا۔ اے بنو ہاشم خدا کی قسم ہم جانتے ہیں کہ تم ہمارے ساتھ چل تو پڑے ہو مگر تمھارے دل محمد ﷺ کے ساتھ ہیں۔ یہ سن کر طالب بہت غصے ہوئے اور قریش کا ساتھ چھوڑ کر واپس مکہ چلے گئے۔ اس موقع پر انھوں نے فی البدیہہ اشعار کہے جو سیرت ابن هشام القسم الاول، صفحہ ۶۱۹ پر دیکھے جاسکتے ہیں۔ چند اشعار ملاحظہ فرمائیے:

یا رب اما یعزون طالب
فی منقب من هذه المناقب
فلیکن المسلوب غیر السالب
ولیکن المغلوب غیر الغالب

ترجمہ: اے رب اگر طالب اس لشکر کے ساتھ مل کر دشمنوں (مسلمانوں) سے ان معرکوں میں سے کسی بھی معرکے میں لڑے تو اسے فتح نہ دینا' بلکہ زیر کر دینا' وہ

Marfat.com

مغلوب رہے، غالب نہ آئے۔

اس کے بعد طالب کفار کی فوجوں کا ساتھ چھوڑ کر چلے گئے۔ بعد میں ان کا کچھ پتا نہیں چلا کہ وہ کہاں گئے۔ ممکن ہے کہیں موت نے کسی وادی میں آلیا ہو یا کچھ اور حادثہ ہو گیا ہو۔ ان کے قبول اسلام کے بارے میں بھی کوئی واضح ثبوت سامنے نہیں آیا۔

بنو ہاشم کے باقی لوگ بھی جو جنگ میں شامل ہوئے، حضور اکرم ﷺ کے بارے میں نرم گوشہ رکھتے تھے۔ صرف آنحضور ﷺ کے چچازاد ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب کا معاملہ مختلف تھا، وہ ابولہب کے بعد خاندان بنو ہاشم میں سے سب سے بڑا اسلام دشمن تھا۔ یہ میدان جنگ سے جان بچا کر بھاگنے میں کامیاب ہو گیا تھا، مکہ فتح ہونے تک حالت کفر پر قائم رہ کر آخر داخل اسلام ہوا اور مخلص صحابی ہونے کا شرف حاصل کر کے بڑا درجہ پایا۔

حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ اور ان کے والد کا واقعہ

حضور اکرم ﷺ جب جنگ بدر کے لیے مدینہ میں تیاری کر رہے تھے تو آپ کے جانثار صحابی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اور ان کے والد گرامی حضرت حسیل بن جابر رضی اللہ عنہ المعروف الیمان رضی اللہ عنہ مکہ گئے ہوئے تھے۔ اس دوران میں قریش کا لشکر ابوجہل کی قیادت میں مکہ سے بدر کی طرف روانہ ہو چکا تھا۔ حضرت حذیفہ اور ان کے والد جنگ کی خبر سن کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے، راستے میں مشرکین کے لشکر نے انھیں پہچان لیا اور پکڑ لیا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم تو اپنے گھر واپس جا رہے ہیں۔ مشرکین نے کہا کہ تمھارے مدینہ جانے پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں، مگر تم وعدہ کرو کہ محمد ﷺ کے ساتھ مل کر ہمارے خلاف جنگ نہیں لڑو گے۔ بادل ناخواستہ باپ بیٹے نے یہ وعدہ کر لیا۔ وہ سیدھے آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واقعہ بیان کیا۔ دونوں باپ بیٹے کی تمنا تھی کہ وہ جہاد میں شریک ہوں اور اسلامی فوج کو بھی افرادی قوت کی شدید ضرورت تھی، مگر حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تم اپنے عہد پر قائم رہو اور واپس مدینہ چلے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ ہماری مدد کرے گا۔'' چنانچہ وہ جنگ میں شریک نہ ہو سکے۔

Marfat.com

ایفائے عہد کا بہترین نمونہ

اس واقعہ میں بہت بڑا سبق اور دنیا بھر کے انسانوں کے لیے اسلام کی عظمت وصداقت کا زندہ نمونہ موجود ہے۔ ایفائے عہد کے لیے قرآن وسنت میں بڑی تلقین کی گئی ہے۔ وعدہ وفا کرنا ایمان کی علامت ہے، جبکہ وعدے کی خلاف ورزی منافقت کی نشانی۔ جنگ اور ہنگامی حالات کا بہانہ بنا کر لوگ ہر چیز کو جائز قرار دے لیتے ہیں، مگر رسول اللہ ﷺ نے اپنے عمل اور قول سے ایسی حیلہ سازیوں کی کوئی گنجایش نہیں چھوڑی۔

حیلہ سازی سے اسلامی اصولوں کی خلاف ورزی اور اسلامی آداب کی پامالی انتہائی قابل افسوس ہے۔ انسان بعض اوقات بڑی نیک نیتی سے یہ باور کر لیتا ہے کہ کسی خاص موقع پر اصولوں کو چھوڑ دینا خیر اور بھلائی کا موجب ہوتا ہے، مگر وہ یہ بھول جاتا ہے کہ جس خالق نے ان اصولوں کی تعلیم دی ہے، نتائج وعواقب کا دارومدار اس کی مرضی پر ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے اسی لیے یہ فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ ہماری مدد کرے گا۔ یعنی بظاہر تو دشمن کے مقابلے کے لیے افرادی قوت میں اضافہ ممد ہو سکتا ہے، مگر اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کر کے تعداد میں اضافہ اللہ کے توکل اور مدد کے منافی ہے۔ (مزید تفصیلات: سیرۃ ابن ھشام، القسم الاول، ص۶۱۹ سے لے کر ۶۲۳ تک دیکھی جا سکتی ہیں)۔

--❀--❀--❀--

Marfat.com

میدانِ بدر

بدر مدینہ منورہ سے مکہ کی جانب تقریباً اسی میل کے فاصلے پر واقع ایک چھوٹی سی آبادی ہے۔ یہاں چند بدوؤں کے گھر اور پانی کے چشمے یا کنوئیں تھے۔ مکہ معظمہ سے بدر کا فاصلہ جانب شمال تقریباً سوا دوسو میل تھا۔ اس میدان میں تاریخ انسانی کی سب سے معروف جنگ لڑی گئی جسے قرآن مجید نے فیصلہ کن معرکہ قرار دیا۔ یوم بدر کو یوم الفرقان کہا گیا' یعنی کھرے اور کھوٹے یا حق اور باطل کا فیصلہ کر دینے والا دن۔ فرقان کا معنی کسوٹی ہے یعنی جس سے سونے کے کھرے یا کھوٹے ہونے کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ اس دن نے یہ بھی ثابت کر دیا کہ کھرا کون ہے اور کھوٹا کون یا بالفاظ دیگر سچا کون ہے اور جھوٹا کون!

صاحب الرائے حباب رضی اللہ عنہ

جب حضور اکرم ﷺ میدان بدر میں پہنچے تو آپ نے ایک مقام پر خیمے لگانے کا ارادہ فرمایا۔ اس موقع پر آپ کے صحابی حضرت حباب بن المنذر بن جموح رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ کیا یہ حکم ربانی ہے یا یہ آپ کا حتمی فیصلہ ہے؟ اگر ایسا ہے تو تاب مجال نہیں' لیکن اگر ایسا نہیں تو میں عرض کرتا ہوں کہ یہاں خیمے لگانے کے بجائے اس جگہ خیمے لگائے جائیں جہاں بدر کے کنوئیں ہیں۔'' حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''یہ میری رائے ہے اور جنگ میں تو چالیں چلی جاتی ہیں۔'' حضرت حباب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ ''جس جگہ کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے اس پر خیمے لگانے سے دو فوائد حاصل ہوں گے۔ ایک تو پانی پر ہمارا قبضہ ہوگا اور دشمن کی رسائی وہاں تک نہ ہو سکے گی۔ دوسرے اگر بارش ہوگئی تو وہ جگہ اونچی اور چٹیل ہونے کی وجہ سے خشک رہے گی اور یہ جگہ مٹیالی اور نیچی ہونے کی بنا پر دلدل بن جائے گی''۔

علامہ ابن الاثیر الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے أسد الغابہ میں حضرت حباب رضی اللہ عنہ کے حالات

Marfat.com

میں لکھا ہے کہ آنحضور ﷺ نے ان کی رائے اور وزنی دلائل سن کر ان کی بہت تعریف کی اور ان کی رائے کے مطابق خیمے لگوائے۔ اسی موقع پر نبی پاک ﷺ نے حضرت حباب رضی اللہ عنہ کو ذوالرّای (صاحب الرائے) کا لقب عطا فرمایا تھا۔ اس وقت حضرت حباب رضی اللہ عنہ کی عمر تینتیس ۳۳ برس تھی۔

درسِ تربیت' آدابِ مشاورت

جنگ بدر کے اندر اہل ایمان کے لیے بے شمار سبق پوشیدہ ہیں۔ مندرجہ بالا واقعہ سے اسلام میں مشورے کی اہمیت اور اس کے آداب کا پتہ چلتا ہے۔ اس سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ مشورے میں خیر اور بھلائی ہوتی ہے۔ اسی کو حضور پاک ﷺ نے حدیث مبارک میں بھی بیان فرمایا ہے جو امام طبرانی نے معجم الکبیر میں لکھی ہے کہ جس نے مشورہ کر لیا وہ شرمسار نہ ہوگا۔ دوسرا یہ معلوم ہوا کہ مشورہ دینے والا کوئی بھی ہو صاحب امر کو اس کے مبنی بر صواب ہونے کی صورت میں اپنی رائے سے رجوع کر لینا چاہیے۔ خاتم المرسلین سے بڑا مرتبہ کس کا ہے؟ آپ نے اپنی رائے تبدیل کر کے امت کو ایک عظیم درس سکھایا ہے۔ تیسری بات جو نہایت اہم ہے یہ معلوم ہوئی کہ مشورہ دینے والا جب کسی رائے کا اظہار کرے تو وہ محض خواہش ہی نہ ہونی چاہیے' بلکہ اس کے ساتھ دلیل بھی ہونی چاہیے کہ وہ یہ مشورہ کس بنیاد پر دے رہا ہے۔

جنگِ بدر کے دوران عملاً یہی ہوا کہ بارش ہوگئی اور قریش کے خیموں کی جانب پانی جمع ہو جانے سے دلدل سی بن گئی۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر یوں فرمایا ہے:

اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ وَلِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ﴿۱۱﴾ (الانفال ۸:۱۱)

اور اس وقت کو یاد کرو جب اللہ اپنی طرف سے غنودگی کی شکل میں تم پر اطمینان و بے خوفی کی کیفیت طاری کر رہا تھا' اور آسمان سے تمھارے اوپر پانی نازل کر رہا تھا تاکہ تمھیں پاک کرے اور تم سے شیطان کی ڈالی ہوئی نجاست دور کرے اور تمھاری ہمت بندھائے اور اس کے ذریعے سے تمھارے قدم جما دے۔

Marfat.com

عریش، میدان بدر کی کمان پوسٹ

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ حضور اکرم ﷺ کے لیے ایک نسبتاً بلند اور محفوظ مقام پر عریش (کمان پوسٹ) بنا دی جائے' چنانچہ اس مشورے کے مطابق حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے خود یہ عریش تیار کرایا اور حضور ﷺ اس میں جلوہ افروز ہوئے۔ اس عریش میں حضور اکرم ﷺ نے یوم بدر سے پہلی شب جس گریہ وزاری سے بارگاہ ایزدی میں دعا کی اس کا تذکرہ حدیث اور مستند تاریخ کی کتابوں میں تفصیل سے ملتا ہے۔ ہم اس رات کا منظر اور دعا کی کیفیت آگے چل کر نذر قارئین کریں گے۔

عریش کی تجویز اور تیاری پر نبی اکرم ﷺ نے رئیس اوس سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی بہت تعریف فرمائی اور ان کے حق میں دعا کی۔ اس موقع پر حضور اکرم ﷺ نے نصرت اور فتح کی بشارت دی تھی۔ اور مسلمانوں کو اس کا یقین بھی تھا' مگر اس کے باوجود حزم واحتیاط کا ہر پہلو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ملحوظ رکھا تھا اور جنگ کی حالت میں یہی حکم ربانی ہے:

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ. (الانفال ۸:۶۰) اپنی استطاعت کے مطابق پوری احتیاط اور تیاری کا اہتمام کیا جائے۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے عریش کے قریب تیز رفتار اونٹنیوں کا بھی انتظام کر رکھا تھا۔ ان کے پیش نظر یہ تھا کہ فتح کی صورت میں اہل مدینہ کو جلد از جلد خوشخبری سنا دی جائے اور اگر خدانخواستہ جنگ کا پانسہ پلٹ جائے تو حضور اکرم ﷺ کو بحفاظت مدینہ منورہ پہنچایا جائے۔ حضور اکرم ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو دعا دی اور مسکراتے ہوئے فرمایا: ''اے سعد اللہ تعالیٰ تمھارے لیے اچھا ہی فیصلہ کرے گا۔'' یعنی فتح وکامیابی سے ہمکنار فرمائے گا۔

حضور ﷺ کی پیشین گوئی

حضور اکرم ﷺ نے میدان بدر میں ایک چکر لگایا۔ آپ کے دست مبارک میں ایک نیزہ

Marfat.com

تھا۔ آپ نے نیزے سے میدان کے مختلف مقامات پر نشان لگائے اور فرمایا: ''یہاں ابوجہل کل قتل ہو جائے گا' یہاں فلاں سردار قتل ہوگا......'' یہ پیشین گوئی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق یوں پوری ہوئی کہ نامزد سرداران قریش میں سے کوئی بھی بالشت بھر ادھر ادھر نہ تھا۔ سبھی اپنے اپنے متعین مقتل ہی پر قتل ہوئے۔

ابوجہل کا پندار

قریش کی فوجوں کی آمد سے قبل حضور اکرم ﷺ اپنے ساتھیوں سمیت بدر پہنچ گئے تھے۔ ابوسفیان اپنا راستہ بدل کر مکہ کی جانب نکل گیا تھا۔ اس نے مکہ کے قرب وجوار سے ابوجہل کے نام پیغام بھی بھیجا کہ چونکہ کاروانِ تجارت بخیریت مکہ آ گیا ہے اس لیے تم بھی واپس آ جاؤ' مگر ابوجہل قوت کے نشے میں بدمست تھا۔ وہ جگہ جگہ تقریریں کرتا رہا تھا کہ مدینہ اور اہل مدینہ کو تباہ و برباد کر کے لوٹے گا۔ راستے میں کئی مقامات پر اس سے مختلف قبائل کے سردار ملے اور اپنے تعاون کا یقین دلایا۔ اس نے شکریے کے ساتھ ان کی مدد لینے سے انکار کر دیا۔ اس کے نزدیک اس لشکر جرار کو کسی مزید مدد کی حاجت نہ تھی۔ بنوغفار کے علاقے سے قریش کا گزر ہوا تو رئیس قبیلہ خفاف بن ایماء بن رحضہ الغفاری نے اپنے بیٹے کو ابوجہل کے پاس بھیجا۔ وہ اپنے ساتھ ضیافت کے جانور بھی لے کر گیا' تا کہ لشکر کی خدمت کی جا سکے۔ پھر اس نے اپنے والد کی طرف سے یہ پیغام پہنچایا کہ اگر ضرورت ہو تو اسلحہ اور جنگجو جوان حاضر ہیں۔ اس کے جواب میں ابوجہل نے کہا: اپنے باپ کو میرا سلام اور شکریے کا پیغام دے دینا۔ تم لوگوں نے صلہ رحمی کا حق ادا کر دیا ہے اور دوستی کو خوب نبھایا ہے۔ میری عمر کی قسم اگر ہم انسانوں کی کسی فوج سے نبرد آزما ہوں تو اس وقت کوئی فوج ہمارے سامنے نہیں ٹھہر سکتی اور اگر ہمارا مقابلہ اللہ سے ہے جیسا کہ محمد (ﷺ) بزعم خویش سمجھتا ہے تو پھر صاف ظاہر ہے کہ اللہ سے مقابلے کی کسی میں سکت ہے نہ مجال۔''

قرآن مجید نے ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کے تکبر و غرور کا نقشہ یوں کھینچا ہے:''

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِن دِيَارِهِم بَطَرًا وَرِئَاءَ النَّاسِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۚ

Marfat.com

وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿٤٧﴾ وَإِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ أَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَإِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ ۚ (الانفال ۸: ۴۷-۴۸)

اوران لوگوں کے رنگ ڈھنگ نہ اختیار کرو جو اپنے گھروں سے اتراتے اور لوگوں کو اپنی شان دکھاتے ہوئے نکلے اور جن کی روش یہ ہے کہ اللہ کے راستے سے روکتے ہیں۔ جو کچھ وہ کر رہے ہیں وہ اللہ کی گرفت سے باہر نہیں ہے۔ ذرا خیال کرو اس وقت کا جبکہ شیطان نے ان لوگوں کے کرتوت ان کی نگاہوں میں خوشنما بنا کر دکھائے تھے اور ان سے کہا تھا کہ آج کوئی تم پر غالب نہیں آ سکتا اور یہ کہ میں تمھارے ساتھ ہوں۔''

دشمن کی گواہی۔خریداران جنت کا نقشہ

قریش نے بدر کے میدان میں پہنچ کر عمیر بن وہب الجمحی کو بھیجا کہ وہ مسلمانوں کی تعداد کا اندازہ لگائے۔اس نے گھوڑے پر سوار ہو کر اسلامی لشکر کے گرد چکر لگایا اور آ کر بتایا کہ تین سو کے لگ بھگ تعداد ہے۔ پھر اس نے مسلمانوں کی جرات و ہمت کا جو نقشہ کھینچا وہ ناقابل فراموش ہے۔اس نے کہا کہ یثرب کے اونٹ تمھارے لیے موت کا پیغام اٹھائے ہوئے یہاں پہنچے ہیں۔ ان لوگوں میں سے کوئی شخص زندگی سے محبت کرنے والا نظر نہیں آتا۔ وہ مرنے اور مارنے کے لیے ہی گھروں سے نکلے ہیں۔

عمیر بن وہب کی باتوں سے کئی قریشی سرداروں کے حوصلے پست ہوئے۔ حکیم بن حزام نے عتبہ بن ربیعہ کے پاس جا کر کہا: ''اے ابوالولید بخدا تمھارا قوم کے درمیان ایک عظیم مقام ہے۔اس موقع پر تم کوئی ایسا کام کر جاؤ جس کی بدولت ہمیشہ تمھارا نام زندہ ہو جائے''۔

عتبہ نے پوچھا: ''تمھارا مطلب کیا ہے؟'' حکیم نے جواب دیا: ''مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہونے والا عمرو بن الحضرمی تمھارا حلیف تھا۔تم اس کا خون بہا معاف کر دو اور اپنے دوست ابوالحکم (ابوجہل) کو بھی سمجھاؤ کہ ہم خونریزی کے بجائے واپس مکہ چلے جائیں۔ ابوجہل کے سوا کوئی بھی اس معاملے میں تمھاری مخالفت نہیں کر سکتا۔''

Marfat.com

عتبہ بن ربیعہ اور ابوجہل بن ہشام

عتبہ بلاشبہ سمجھدار اور حلیم الطبع انسان تھا۔ یہ بات اس کی سمجھ میں آ گئی اور اس نے اپنے گردونواح میں جمع نوجوانوں کو مخاطب کر کے کہا: ''اے اہل قریش محمد اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ لڑائی کوئی پسندیدہ اور خوشگوار عمل نہیں ہوگا۔ تمھیں اپنے چچا یا ماموں' بھانجے یا بھتیجے' بلکہ ممکن ہے باپ یا بیٹے پر تلوار اٹھانی پڑے۔ میرا خیال ہے چلو ہم واپس چلتے ہیں۔ اگر محمد دوسرے قبائل سے نبرد آزما ہوا تو وہ اس کا کام تمام کر دیں گے اور تم خوش ہو جاؤ گے اور اگر اسے فتح مل گئی تو بہر حال وہ تمھارا ہی بھائی بھتیجا ہے۔''

حکیم بن حزام اس کے بعد ابوجہل کے پاس گیا۔ اس نے اپنی زرہ نکالی ہوئی تھی اور اس کی صفائی کر رہا تھا۔ اس کے دیگر ہتھیار اور سامان دفاع بھی پاس ہی پڑا تھا۔ حکیم نے ابوجہل سے کہا کہ عتبہ نے اسے بھیجا ہے کہ لڑائی سے اجتناب کیا جائے۔ ابوجہل یہ بات سن کر غصے سے دھاڑا اور کہا کہ خدا کی قسم عتبہ پر محمد کا جادو کام کر گیا ہے۔ بخدا عتبہ اپنے بیٹے ابوحذیفہ کی وجہ سے بھی متزلزل ہو گیا ہے جو محمد کے ساتھ ہے۔ ہم تو اب رب کعبہ کا نام لے کر اس گروہ کا خاتمہ کیے بغیر یہاں سے نہیں ٹلیں گے۔

اس کے ساتھ ہی ابوجہل نے قریش کے لشکر میں موجود عمرو بن الحضرمی (مقتول) کے بھائی عامر بن الحضرمی کو بلا بھیجا اور اس کے جذبۂ انتقام کو خوب ابھارا۔ عامر بن الحضرمی نے کپڑے پھاڑ لیے اور سر میں خاک ڈال کر رونے لگا۔ ہائے عمرو: تمھارے انتقام کا لمحہ آیا تو عتبہ نے ہمارے ساتھ غدر اور زیادتی کی......''

عامر کی اس حالت نے عام قریشی نوجوانوں کی عصبیت جاہلیہ کو خوب برانگیختہ کیا۔ ادھر عتبہ کو جب ابوجہل کی باتیں پہنچیں تو وہ بھی جاہلی عصبیت و پندار سے تلملا اٹھا۔ اس نے غصے سے کہا: ابن ہشام (ابوجہل) نے مجھے کیا سمجھ رکھا ہے؟ کل پتہ چل جائے گا کہ جادو کا اثر اس پر ہے یا مجھ پر۔ عتبہ نے اپنے سر پر خود ڈالنا چاہا' مگر اس کا سر اتنا بڑا تھا کہ کوئی بھی خود اسے پورا نہ آیا۔ اس نے خود ایک طرف پھینکا اور اپنی خوب صورت سرخ ریشمی چادر سے سر پر عمامہ باندھ لیا۔

Marfat.com

ہماری رائے کے مطابق حکیم بن حزام اگر کافر فوجوں کے ساتھ آیا بھی تھا، تو اس موقع پر وہ ان کا ساتھ چھوڑ کر چلا گیا ہوگا، جس طرح ایک مرحلے پر اخنس بن شریق کے واپس چلے جانے کا تذکرہ اس سے قبل ہو چکا ہے۔ بہر حال جنگ شروع ہونے کے وقت حکیم بن حزام کے شریکِ قتال ہونے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ واللہ اعلم بالصواب! (تفصیل کے لیے دیکھیے: سیرۃ ابن ھشام، القسم الاول، ص ۶۲۲)

--❀--❀--❀--

Marfat.com

روحانی اور مادی تیاری

بدر کی لڑائی رمضان المبارک ۲ ھ کی ۱۷ تاریخ کو لڑی گئی۔ لڑائی سے پہلی رات جب آسمان پر سترہویں کا چاند چمک رہا تھا' حضور نبی اکرم ﷺ نے اللہ کے حضور گڑگڑا کر دعائیں کیں۔ آپ نماز سے فارغ ہو کر اپنے عریش میں دوزانو بیٹھ گئے اور اللہ کی موعودہ نصرت کو آواز دی۔ وہ رات بھی تاریخ کی عجیب رات تھی۔ اہل ایمان عشاء کی نماز کے بعد نوافل' تلاوت' ذکر الٰہی اور دعا و مناجات میں مشغول تھے۔ کسی کی آواز میں لحن داؤدی کا جادو تھا' کسی کی آواز ہچکی بندھ جانے سے لرزاں و ترساں تھی' کوئی سربسجود تھا تو کوئی قیام میں کھڑا تھا' ہچکیاں بھی تھیں اور سسکیاں بھی' امید بھی تھی اور ایقان بھی۔

دوسری جانب اہل کفر کے خیموں میں اور ہی عالم تھا۔ ضیافتیں' بھنا ہوا گوشت' بادہ و جام' قہقہے' اشعار' مزاح' کبر و غرور' خاندانی بہادری کے قصے اور نہ معلوم کیا کیا خرافات' پیٹ بھر کر کھا چکے تو صراحیوں کے منہ کھل گئے۔ نرم و نازک تھرکتے ہوئے جسموں اور پائل کی جھنکار نے سب کو مسحور کر دیا۔ رقص و موسیقی اور قریش کی بہادری پر مشتمل رزمیہ ترانے گانے بجانے والیوں کے ہاتھوں اور آنکھوں کی حرکات و سکنات اور اس کلچرل شو کے درمیان بہکے ہوئے نوجوانوں کا غل غپاڑہ اور شور ہنگامہ۔ دونوں جانب کے جنگجو ایک دوسرے سے کتنے مختلف تھے' چشم فلک یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی اور گوش ارض سب کچھ سن رہا تھا۔

آسمان کی بلندیوں پر چاند مشرق سے مغرب کی جانب رواں دواں تھا۔ صحرا میں چاندنی پھیلی ہوئی تھی۔ منظر بے حد دل ربا تھا۔ چاند سر پر آیا۔ رات کا آدھا حصہ بیت چکا تھا۔ اب ہر

Marfat.com

جانب ہو کا عالم تھا۔ جنوب میں قریش کے خیموں میں تھر کتے ہوئے جسم تھک ہار کر بے حس پڑے تھے۔ جام کو گردش دینے والے بے سدھ خراٹے لے رہے تھے۔ قالینوں پر جگہ جگہ بادہ وساغر اوندھے پڑے تھے۔ اونٹ کا بھنا ہوا گوشت اور انگور کی نفیس شراب' اپنی طاقت کا زعم و پندار اور قریش کی عظمت ونخوت کا نشہ ان سب چیزوں نے اہل خیمہ کو مدہوش کر رکھا تھا۔ دوسری جانب ذرا فاصلے پر شمال میں فاقہ مستوں کے خیموں میں بھی خوش الحان قراء اور شب زندہ دار عابدین تھک ہار کر سو گئے تھے۔ دعائیں مانگی گئیں' آنسو بہائے گئے اور اللہ کی رحمت ونصرت کی امید پر پہلو فرش خاک پر ٹکا دیے گئے۔ اب ہو کا عالم تھا نہ کسی پرندے کے پر مارنے کی آواز' نہ درندے کے دھاڑنے چنگھاڑنے کی صدا' نہ کوئی چرندہ اس سکوت کو توڑنے کے لیے متحرک۔

ماہتاب عالم تاب آسمان پر۔ آفتاب رسالت عریش کے اندر

عریش کے دروازے پر جاں نثار رسول، افضل البشر بعد الانبیا، صدیق اکبر کھڑے ہیں۔ عریش کے اندر آفتاب رسالت جلوہ فرما ہیں۔ اس سکوت میں بس ایک ہی آواز ہے جو سنائی دے رہی ہے۔ یہ اس کائنات کے سب سے بڑے اور سب سے سچے انسان محمد رسول اللہ ﷺ کی صدائے التجا ہے۔ عریش کے مدخل سے آسمانی چاند کی کرنیں اندر داخل ہو رہی ہیں اور ماہتابِ نبوت کا منور چہرہ صاف نظر آ رہا ہے۔ آنسوؤں کی لڑیاں موتیوں کی صورت میں ریش مبارک میں جذب ہو رہی ہیں۔ کندھے سے چادر بار بار گر پڑتی ہے۔ ہچکی بندھ گئی ہے۔ ایسے میں سب سو جائیں تو سو جائیں' مگر ابو بکر رضی اللہ عنہ کو نیند کیسے آ سکتی ہے؟

حضور نبی کریم ﷺ کی کیفیت کو دیکھ کر ابو بکر رضی اللہ عنہ کا کلیجہ منہ کو آنے لگا۔ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب بس کیجیے آپؐ نے اللہ سے بہت مناجات کر لی ہے۔ عین اس لمحے سرورِ دو عالم ﷺ نے سر مبارک اٹھایا اور فرمایا۔ ابشر یا ابا بکر' اے ابو بکر خوشخبری سن لو۔ جبریل آئے کھڑے تھے۔ فرشتوں کی جماعت صف بستہ حاضر تھی۔ وعدہ ربانی پورا ہو گیا تھا۔ دعائیں مستجاب ہو چکی تھیں۔ (سیرۃ ابن ھشام، القسم الاول، ص ۶۲۷)

Marfat.com

بدر کی فضا میں حضور ﷺ کی دعا

حضور اکرم ﷺ کی دعاؤں کا تفصیلی ذکر حدیث کی کتابوں میں ملتا ہے۔ جب آپ دعا کر رہے تھے تو آنکھوں سے آنسو مسلسل بہے جا رہے تھے۔ چادر کندھے سے بار بار نیچے گر جاتی تھی ابوبکر رضی اللہ عنہ اسے اٹھا کر شانہ مبارک پر بار بار رکھ رہے تھے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے یوں دعا مانگی:

''اے اللہ' یہ قریش کے لوگ ہیں اپنے تکبر اور غرور کے ساتھ آئے ہیں' تاکہ تیرے رسول کو جھوٹا ثابت کریں۔ خداوند جس مدد کا تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا اب وہ آ جائے۔ اے اللہ اگر یہ مٹھی بھر جماعت ہلاک ہو گئی تو روئے زمین پر کہیں تیری عبادت نہ ہو گی۔ اے اللہ' کل ان لوگوں کا کام تمام کر دے۔''

ایک روایت میں ہے کہ آنحضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا بھی مانگی: ''اے اللہ اس امت کا فرعون ابوجہل بچ کر نہ جائے۔'' کچھ دوسرے سرداروں کے نام بھی ملتے ہیں جن کے قتل کی آپ ﷺ نے دعا مانگی تھی۔ ان میں سے ایک بھی بچ کر نہ نکل سکا۔

حضور اکرم ﷺ کی دعاؤں کے مجموعے حدیث کی مستند کتابوں سے مدون کیے گئے ہیں۔ محدثین نے اپنی کتب میں الگ سے دعاؤں کے ابواب قائم کیے ہیں۔ حضور ﷺ کی جملہ دعائیں نہایت جامع' پرتاثیر اور اللہ کی رحمت کو جوش دلانے والی ہیں' مگر غزوۂ بدر کی دعا کا رنگ ہی دوسرا ہے۔ اس موقع پر عجز و انکسار اور لجاجت و الحاح کا جو نمونہ نظر آتا ہے' وہ بھی اپنی مثال آپ ہے مگر اس کے ساتھ ایک عجیب قسم کا احساس ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کو اپنے اللہ پر کس قدر مان ہے۔ اور کیوں نہ ہو اپنا سب کچھ اس کے سامنے ڈھیر کر دیا تھا' اسی کی رضا مطلوب تھی' اسی کے کلمے کو سربلند کرنا پیش نظر تھا' اسی کے دین کو تمام ادیان پر غلبہ عطا کرنا منزل و مقصود ٹھہرا تھا۔

''ھٰذہ العصابہ'' (یہ مٹھی بھر جماعت) کے الفاظ خاص طور پر قابل غور ہیں۔ قریش کی نخوت و طاقت کا تذکرہ بھی دعا میں ملتا ہے اور اپنے ساتھیوں کی بے چارگی و بے سروسامانی کے اشارات بھی ملتے ہیں۔ حضور کا کل سرمایہ وہی تھا جو آپ نے میدان میں لا کر پیش کر دیا تھا۔ یہ

Marfat.com

۳۱۳ پاکیزہ نفوس حضور ﷺ کی پونجی تھی۔ آپ ﷺ نے اپنے دامن میں جو ہیرے اور موتی جمع کیے تھے وہ یہی تھے۔ یہ تو جذبہ شہادت سے سرشار تھے' جان قربان کر دیتے' مگر ان کی شکست کا مطلب یہ تھا کہ اللہ کی عبادت کرنے والا زمین پر کوئی نہ رہتا............

سوچیے دعا تو مدینہ منورہ میں بھی کی جاسکتی تھی۔ مسجد نبوی بدر کے میدان سے کہیں زیادہ بابرکت اور اللہ کو پسند ہے۔ یہ دعا عین میدان بدر میں کی گئی۔ رحمان کے بندے اور شیطان کے ساتھی ایک دوسرے کے مدمقابل آ گئے تھے' موت آنکھوں کے سامنے تھی' یہاں دعا کا فلسفہ بھی سمجھ میں آ گیا کہ پہلے اپنا سب کچھ نذر کے لیے پیش کرو پھر دست دعا پھیلاؤ۔ اس شان سے جب بھی دعا مانگی گئی تو در قبولیت کھلا اور بظاہر ناممکن ممکن بن گیا۔

حضور ﷺ کا خطاب اور صف بندی

جنگ کے دن حضور اکرم ﷺ نے صحابہ سے خطاب فرمایا۔ نہایت پراثر اور جامع' مختصر اور دلنشین' جنت کی وسعتوں کا تذکرہ اور اس کی غیر فانی نعمتوں کا بیان۔ صف بندی بھی کی اور جنگ کے دوران حکمت عملی اختیار کرنے کے لیے ہدایات بھی دیں۔ صف بندی کا طریقہ پہلی مرتبہ حضور نبی پاک ﷺ ہی نے دنیا کی حربی تاریخ میں متعارف کرایا۔ اس کے بعد سے آج تک یہ مختلف انداز کے ساتھ جنگی حکمت عملی میں جنگوں میں رائج چلا آ رہا ہے۔

صف بندی کے بعد حضور ﷺ نے صفوں کا معائنہ کیا۔ آپ کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی۔ آپ نے دیکھا کہ سواد بن غزیہ رضی اللہ عنہ صف سے باہر نکلے ہوئے ہیں۔ آپ نے انھیں صف میں سیدھے کھڑے ہونے کا حکم بھی دیا اور لکڑی سے ان کے پیٹ پر ٹھونکا بھی لگایا۔ سواد بن غزیہ نے کہا: ''یارسول اللہ ﷺ! خدا تعالیٰ نے آپ کو حق وعدل کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ آپ نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے۔ مجھے آپ اس کا بدلہ (قصاص) دیں''۔ آنحضور ﷺ نے وہ لکڑی سواد کی طرف بڑھائی اور فرمایا: ''لو بدلہ لے لو۔'' انھوں نے عرض کیا ''میرا پیٹ تو ننگا تھا۔ آپ کے پیٹ پر کرتہ ہے۔'' اس پر رسالت مآب ﷺ نے کرتہ مبارک بطن سے اٹھا دیا۔ سواد آگے بڑھے' لکڑی

Marfat.com

ایک جانب پھینکی اور حضور اکرم کے بطن مبارک کا بوسہ دیا اور پھر آپ سے لپٹ گئے۔" نبی پاک نے پوچھا۔" اے سواد تم نے یہ کیا کیا ہے؟" انھوں نے جواب میں عرض کیا:" یارسول اللہ جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں کوچ کا وقت آیا چاہتا ہے۔ میں نے چاہا کہ جانے سے پہلے آخری عمل آپ کو بوسہ دینا اور آخری لمس جسد مطہر سے چھونا نصیب ہو جائے۔ سو میں نے یہ تمنا پوری کر لی۔" حضور اکرم ﷺ نے ان کے اس جذبہ صادق اور خلوص عمل کو دیکھ کر ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔

آپ کے جس خطاب کا ہم نے تذکرہ کیا ہے وہ حدیث کی کتابوں میں نقل کیا گیا ہے۔ سید ابوالحسن علی ندوی صاحب نے اپنی عربی تالیف السیرۃ النبویہ کے صفحہ ۱۹۰-۱۹۱ پر یہ خطاب زادالمعاد اور سیرۃ ابن کثیر کے حوالے سے لکھا ہے۔ ہم نے بھی اس کتاب میں حضرت عمیر بن حمام رضی اللہ عنہ کی شہادت کے حوالے سے اس کے کچھ حصے نقل کیے ہیں جو آگے آ رہے ہیں۔ (دیکھیے: جنت کی کھجوریں صفحہ ۸۱)

اہم جنگی ہدایات

آپ نے جنگی حکمت عملی کے لیے جو ہدایات دی تھیں ان میں اہم باتیں یہ تھیں: نظم وضبط اور جرات کا مظاہرہ کیا جائے۔ جنت کا حصول اور رضائے الٰہی مقصود ہو۔ تیر اس وقت چلایا جائے جب دشمن اس کی مار میں ہو۔ کوئی ایک تیر بھی اس طرح نہ چلایا جائے کہ وہ ضائع ہو جائے۔ دشمن کے قریب آنے پر پہلے نیزے کا استعمال کرنا اور پھر جب دشمن بالکل روبرو آجائے تو تلوار سے کام لینا اور جان رکھنا کہ جو بندہ گھمسان میں صبر وہمت اور ثابت قدمی واستقامت دکھاتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کے لیے آسانی پیدا کر دیتا ہے اور غم سے نجات عطا فرماتا ہے۔

حضور ﷺ، بہادری کا نمونہ

اسلحے اور تعداد کی کمی کے پیش نظر حضور اکرم ﷺ کی یہ ہدایات نہایت مفید' جامع اور بہترین حکمت عملی کا حسین مرقع ہیں۔ یہ بات پیش نظر رہنی چاہیے کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنے

Marfat.com

عریش کو بطور آپریشن روم یا کمان پوسٹ کے استعمال کیا' مگر مستشرقین کا یہ خیال کہ آپ عملاً میدان جنگ سے مجتنب رہے' درست نہیں ہے۔ حضور دشمن سے لڑائی کے وقت میدان جنگ میں موجود تھے۔ علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی معروف تاریخ البدایۃ و النھایۃ میں سیدنا علی بن ابی طالب کا یہ قول نقل کیا ہے: ''یوم بدر میں ہم نے دیکھا کہ سخت لڑائی کے وقت حضور اکرم ﷺ ہم میں سے سب سے آگے تھے اور دشمن پر حملہ کر رہے تھے۔ ہم جب بھی اپنے آپ کو مشکل میں پاتے حضور کے سایے میں پناہ لیتے تھے۔'' (دیکھیے: البدایۃ و النھایۃ، ج ۱، ص ۶۱۸-۶۱۹)

--❀--❀--❀--

Marfat.com

جنگ کا آغاز اور انجام

مبارزت

معرکہ بدر کا آغاز یوں ہوا کہ زمانہ قدیم کی جنگوں کے طرز پر قریش کی صفوں میں سے تین سورما میدان میں نکلے۔ یہ سبھی خاندان عبد شمس کے چشم و چراغ تھے۔ عتبہ بن ربیعہ، اس کا بھائی شیبہ بن ربیعہ اور عتبہ کا بیٹا ولید بن عتبہ۔ اسی بیٹے کی وجہ سے عتبہ ابوالولید کی کنیت سے معروف تھا، ان مردان قریش نے مبارزت کا اعلان کیا تو اہل ایمان کی صفوں میں سے تین جواں مرد نکلے۔ یہ تھے معاذ رضی اللہ عنہ اور معوذ رضی اللہ عنہ (ان کی والدہ کا نام عفراء اور والد کا نام حارث تھا) اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ۔ عتبہ نے ان سے ان کا نام و نسب پوچھا۔ انھوں نے بتایا کہ وہ انصار مدینہ میں سے ہیں۔ اس نے کہا: ''تم سے ہمیں کیا سروکار ہم کیوں تم بے چاروں کو قتل کریں؟ جاؤ اور محمد ﷺ سے کہو کہ ہمارے مقابلے پر ہماری جوڑ کے جنگجو بھیجو۔'' ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ اس نے کہا: ''محمد اپنے خاندان کی گردنیں بچانا چاہتا ہے اور تم بے چاروں کو ہماری تلواروں کا لقمہ بنانا چاہتا ہے۔'' (تفصیل کے لیے دیکھیے :السیرۃ الحلبیہ جلد دوم ص ۱۷۰)

حضور اکرم ﷺ نے یہ سنا تو آپ نے فرمایا: ''اچھا میں اپنے خاندان میں سے تمھارے مقابلے کے لیے ایسے مردوں کو بھیجوں گا جو تم سے انصاف کریں گے۔'' آپ نے نام لے کر حکم دیا۔ ''اے عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ، اے حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ، اے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اٹھو،'' جب یہ تینوں عالی ہمت و عالی نسب اپنے مبارزین کے قریب پہنچے اور اپنا تعارف کرایا تو عتبہ اور اس کے ساتھیوں کی تسلی ہوئی۔ عبیدہ بن حارث عمر میں اپنے ساتھیوں سے بڑے تھے۔ ان سے عتبہ کا مقابلہ ہوا۔ حضرت حمزہ نے شیبہ کا سامنا کیا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ ولید سے پنجہ آزما ہوئے۔

Marfat.com

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پلک جھپکنے میں اپنے مخالفوں کا کام تمام کر دیا۔ عتبہ اور عبیدہ ایک دوسرے پر وار کرتے رہے اور اپنا بچاؤ بھی کرتے رہے بالآخر دونوں کی تلواریں بیک وقت اپنے اپنے دشمن پر برسیں اور دونوں زخمی ہوئے۔ اس موقع پر سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جھپٹ کر عتبہ کو قتل کیا اور عبیدہ رضی اللہ عنہ کو شدید زخمی حالت میں اٹھا کر اپنے خیمے میں لے آئے۔ قریش کے تینوں نمایاں جنگجو قتل ہو گئے۔ بعض تاریخوں میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور عتبہ اور حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ اور شیبہ کے ایک دوسرے سے مقابلے کا ذکر ہے۔ قریش کو اپنے بہادروں سے بڑی امیدیں تھیں، مگر ان کی تمام امیدیں خاک میں مل گئیں۔ یہ تینوں معزز سردار قتل ہوئے تو قریش کا لشکر غصے سے تلملا اٹھا۔ وہ مسلمانوں کی جانب لپکے کہ انھیں پیس ڈالیں۔ اس طرح عام لڑائی شروع ہو گئی۔

حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت عبیدہ بن حارث المطلب رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ بھی ایمان افروز ہے۔ زخمی حالت میں انھیں خیمے میں لایا گیا تو حضور اکرم ﷺ نے انھیں اپنے قریب لٹایا۔ آپ ﷺ ان کا سر اپنے زانو پر رکھنا چاہتے تھے، مگر انھوں نے آپ ﷺ کے پاؤں پر اپنا گال رکھ دیا اور حسرت کے ساتھ عرض کیا۔ ''یا رسول اللہ میں تو شہید نہیں ہوا۔'' آپ نے فرمایا: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ تم شہید ہو۔'' سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ اس موقع پر سیدنا عبیدہ رضی اللہ عنہ نے جناب ابو طالب کے قصیدے کا ایک شعر پڑھا۔ ابو طالب نے اپنے اس قصیدے میں حضور اکرم ﷺ کی حمایت و حفاظت کے عزم کا اظہار کیا تھا۔ عبیدہ نے کہا: ''اگر ابو طالب زندہ ہوتے تو آج دیکھ لیتے کہ ان کے شعر کو ہم نے سچ کر دکھایا ہے اور میں اس شعر کا مصداق بن گیا ہوں۔

وَ نُسْلِمُهُ حَتّٰى نُصَرَّعَ حَوْلَهُ

وَنَذْهَلَ عَنْ اَبْنَائِنَا وَالْحَلَائِلِ

ترجمہ: ہم اس (محمد بن عبداللہ) کی حفاظت کریں گے۔ اس کے گرد گھائل ہو کر گرتے رہیں گے۔ اس کی سلامتی کی فکر ہمیں ہمارے بیوی بچوں سے بھی غافل کر

Marfat.com

دے گی۔ یعنی ہم سب کچھ قربان کر دیں گے۔ مگر محمد پر آنچ نہ آنے دیں گے۔

فتح کے بعد مدینہ منورہ کی طرف جاتے ہوئے صفرا کے مقام پر سیدنا عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوگئی۔ وہیں آپ کو دفن کر دیا گیا۔ رضی اللہ عنہ۔ بدری شہدا میں سے یہ آخری شہید تھے۔ اگرچہ سب سے پہلے زخمی یہی ہوئے تھے۔ بر سبیل تذکرہ قارئین کی خدمت میں عرض ہے کہ سیرت نگاروں کے مطابق بدر کے سب سے پہلے شہید حضرت عمر بن خطاب کے غلام مِہْجَع رضی اللہ عنہ تھے۔ وہ تیر لگنے سے شہید ہوئے تھے۔ ان پر عامر بن الحضرمی نے تیر چلایا تھا۔

ایمان اور اسلحے کی جنگ

عام لڑائی شروع ہوئی تو مسلمان بے سروسامانی کے باوجود جم کر لڑے۔ مسلمانوں کی فوج اور کافروں کے لشکر کے درمیان بڑا فرق تھا۔ تعداد میں وہ ان سے تین گنا سے بھی زائد تھے۔ سازوسامان کے لحاظ سے ان کا ہر جنگجو جارحانہ اور دفاعی اسلحے سے لیس تھا' جبکہ مسلمانوں کے پاس چند تلواریں چند نیزے اور محدود تعداد میں تیر اور کمانیں تھیں۔ قریش کے لشکر میں اکثر آزمودہ جنگجو تھے' جبکہ مسلمانوں کی فوج میں اکثر کم عمر نوجوان تھے' جنھوں نے اس سے قبل کسی جنگ میں حصہ نہ لیا تھا۔ جنگ بدر کو اللہ تعالیٰ نے یوم الفرقان یعنی حق و باطل کو پرکھنے کی کسوٹی قرار دیا ہے۔ اس جنگ کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے کفر کی جڑ کاٹ دی اور اسلام کا جھنڈا گاڑ دیا۔

جنگ بدر میں کفار کی تعداد ایک ہزار تھی اور مسلمان صرف ۳۱۳ مگر اللہ تعالیٰ نے جنگ کے دوران میں بہت سے معجزے دکھائے۔ ان کا تذکرہ ہم آگے چل کر کریں گے۔ ان معجزات میں سے ایک معجزہ یہ بھی تھا کہ مڈبھیڑ کے وقت کافروں کو مسلمان ان کی اصل تعداد سے کم معلوم ہو رہے تھے اور مسلمانوں کو کافر کم نظر آ رہے تھے۔ حضور اکرم ﷺ کو بھی خواب میں دشمنوں کا لشکر قلیل دکھایا گیا تھا۔ یہ اللہ کی طرف سے فیصلہ تھا اور اس کے ذریعے رب العزت کفر پر کاری ضرب لگانا چاہتا تھا۔ سورہ الانفال کی آیات ۴۳ اور ۴۴ میں یہی مضمون بیان کیا گیا ہے۔ سورہ آل عمران کی آیت ۱۳ میں بھی اسی امر کی جانب اشارہ فرمایا گیا ہے۔

Marfat.com

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ بدر کے دن دشمن ہمیں کم نظر آرہے تھے حتیٰ کہ میں نے ان کی جانب دیکھنے کے بعد ایک ساتھی سے پوچھا: ''کیا آپ کے خیال میں وہ ستر آدمی ہیں؟'' اس نے جواب دیا: ''میرے خیال میں سو افراد ہیں۔''

حارثہ بن سراقہ بن قیس رضی اللہ عنہ کی شہادت

جنگ میں اہل ایمان نے بہادری وشجاعت اور جاں سپاری وفداکاری کے بے مثال نمونے پیش کیے۔ مدینہ سے نکلتے ہوئے جس شوق شہادت سے لوگ سرشار تھے، میدان بدر میں انھوں نے اس کا عملی مظاہرہ کیا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا گھرانہ تاریخ اسلام کا عظیم المرتبت گہوارہ تھا۔ یہاں سے بڑے بڑے روشن ستارے فلک اسلام پر جگمگائے۔ ان کی روشنی تو آج بھی ظلمتوں میں بھٹکتے راہیوں کو منزل کا پتہ دیتی ہے۔ حارثہ بن سراقہ بن قیس رضی اللہ عنہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔ حارثہ کی والدہ صحابیہ تھیں اور انس بن نضر اور مالک بن نضر کی بہن تھیں۔ حارثہ رضی اللہ عنہ نے رسول پاک ﷺ سے درخواست کی تھی کہ آپ ان کے لیے شہادت کی دعا مانگیں۔ شوقی ابوخلیل نے اپنی کتاب بدر الکبریٰ میں الاکتفا، جلد اول، صفحہ ۹۰ کے حوالے سے لکھا ہے کہ ایک دن حارثہ سے حضور اکرم ﷺ کا دلچسپ مکالمہ ہوا۔

آنحضور ﷺ نے پوچھا: ''حارثہ تم نے صبح کیسے کی؟'' حارثہ نے جواب دیا۔ یارسول اللہ میں نے صبح اس حال میں کی کہ میں اللہ پر حقیقی ایمان کی دولت سے مالا مال ہوں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم جو کچھ کہہ رہے ہو اس پر ذرا سنجیدگی سے غور کرلو' کیونکہ ہر قول کا ایک حقیقی مفہوم ہوتا ہے۔'' انھوں نے اپنی بات کی یوں وضاحت کی' 'یارسول اللہ میں نے دنیا اور اس کے مال ومتاع سے منہ موڑ لیا ہے۔ راتیں اللہ کے خوف سے جاگ کر گزار دیتا ہوں اور دن اس کی محبت میں بھوک پیاس میں کاٹ دیتا ہوں۔ میرا اپنے مالک سے تعلق غیاب کا نہیں حضور کا ہوگیا ہے۔ گویا میں اپنی آنکھوں سے عرش عظیم کو دیکھتا ہوں۔ میں اہل جنت کو بھی دیکھتا ہوں کہ وہاں مزے لوٹ رہے ہیں اور اہل دوزخ کا نظارہ بھی کرتا ہوں کہ عذاب میں مبتلا ہیں اور ایک دوسرے پر لعن طعن کر رہے ہیں۔''

Marfat.com

حضور اکرم ﷺ یہ سن کر خوش ہوئے اور فرمایا: ''اس طرزِ عمل پر مضبوطی سے جمے رہنا۔ اے بندہ خدا تم وہ خوش قسمت انسان ہو جس کے دل میں اللہ نے ایمان کا بیج ڈال دیا ہے۔''

حارثہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''یارسول اللہ میرے لیے شہادت کی دعا کیجیے۔''

چنانچہ آنحضور نے ان کے لیے دعا فرمائی۔

شہادت کی یہ دعا جنگ بدر میں پوری ہوئی۔ وہ حوض میں سے پانی پی رہے تھے کہ دشمن کا ایک تیر ان کے حلق میں آ کر پیوست ہو گیا اور اسی سے ان کی شہادت ہو گئی۔ ان کی شہادت کی خبر مدینہ منورہ میں ان کی والدہ اور بہن نے سنی تو والدہ بے ساختہ پکار اٹھیں۔ ''میں حضور سے پوچھوں گی کہ میرے بیٹے کا انجام کیا ہوا ہے۔ اگر وہ جنت میں ہے تو میں اس کی جدائی کے غم کے باوجود نہیں روؤں گی اور اگر وہ جنت میں نہیں تو پھر میں غم اور افسوس کا اظہار کروں گی اور روؤں گی''۔

آنحضور ﷺ مدینہ پہنچے تو ام حارثہ نے سوال پوچھا۔ آپ نے ان کو جواب دیا: ''اللہ تیرا بھلا کرے اے ام حارثہ۔ ایک جنت؟ حارثہ تو جنات میں ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ حارثہ فردوس اعلیٰ میں ہے۔'' یہ سن کر ام حارثہ مسرت سے ہنسیں اور اپنے شہید بیٹے کی روح سے کہا: ''اے لختِ جگر تمھیں مبارک ہو۔ کیا عظیم مقام تم نے پا لیا ہے۔''

ابوجہل کا خطاب اور دعا

عتبہ، شیبہ اور ولید کے قتل کے بعد ایک مرتبہ پھر ابوجہل نے قوم سے خطاب کیا اور ان کے جذبہ انتقام کو ابھارا۔ لات اور عزیٰ کی قسمیں دلا کر اس نے قریش کے جوانوں کو حملہ کرنے اور مسلمانوں کو کچل ڈالنے کی ترغیب دی۔ ابوجہل نے اس موقع پر اپنی اس دعا کا پھر اعادہ کیا جو اس نے مکہ سے نکلتے ہوئے خانہ کعبہ کا غلاف پکڑ کر مانگی تھی اور جس کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ ابوجہل لات وعزیٰ کا حوالہ بھی دیے جا رہا تھا اور اللہ تعالیٰ سے بھی دعا کر رہا تھا۔ اس کی دعا کے یہ الفاظ تاریخ میں نقل کیے گئے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اَقْطَعَنَا لِلرَّحْمِ وَ اٰتَانَا بِمَا لَا نَعْرِفُ فَاَھْلِکْهُ

Marfat.com

اے اللہ! اس (محمد ﷺ) نے قطع رحمی کی ہے اور ہمارے پاس ایسا دین (گھڑ) لایا ہے جو ہمارے لیے بالکل غیر معروف ہے۔ پس تو اسے ہلاک کر ڈال۔"

ہمت مردانہ

قریش کی فوج حملے کے لیے آگے بڑھی تو حضور پاک ﷺ نے مٹھی میں خاک اور کنکریاں اٹھائیں اور کفار کی جانب پھینکتے ہوئے کہا: شَاهَتِ الْوُجُوْهُ اس کے ساتھ ہی آپ ﷺ نے صحابہ کو حکم دیا۔ "ہمت سے کام لو۔" چنانچہ صحابہ کرام نے بھی جرات و شجاعت کے کارنامے سر انجام دیے اور آنحضور کی پھینکی ہوئی خاک بھی قریش پر بجلی بن کر گری۔ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۠ وَ مَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ (الانفال ۸:۱۷)

"پس حقیقت یہ ہے کہ تم نے انھیں قتل نہیں کیا' بلکہ اللہ نے ان کو قتل کیا اور آپ ﷺ نے (اس خاک کو) نہیں پھینکا' بلکہ اللہ نے پھینکا۔"

فرعون هٰذه الامّة

ابوجہل اسلام کا سب سے بڑا دشمن تھا۔ اسے آنحضور نے 'فِرْعَوْنُ هٰذِهِ الْاُمَّة' یعنی اس امت کا فرعون کہہ کر پکارا تھا۔ وہی فوجیں چڑھا کر لایا تھا۔ ابوسفیان کے پیغام اور عتبہ بن ربیعہ کی واپسی کی تجویز کو اس نے سختی اور حقارت کے ساتھ ٹھکرا دیا تھا اور تکبر کا بدترین مظاہرہ کر رہا تھا۔ مدینہ میں نوجوانوں نے اس کے بارے میں بہت کچھ سن رکھا تھا' مگر انھوں نے اسے دیکھا ہوا نہیں تھا۔

ابوجہل کا قتل

معاذ رضی اللہ عنہ اور معوذ رضی اللہ عنہ دو نوجوان بھائی تھے۔ یہ مدینہ کی مایہ ناز صحابیہ عفراء کے بیٹے تھے۔ ان کے تیسرے بھائی عوف بھی جنگ میں شریک تھے۔ تاریخ نگاروں نے یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت

Marfat.com

عفراء کے چار دوسرے فرزندان عامر‘ خالد‘ ایاس اور عاقل رضی اللہ عنہم (جو بکیر بن عبد یالیل کے صُلب سے تھے) بھی شریک جہاد تھے۔ معاذ رضی اللہ عنہٗ اور معوذ رضی اللہ عنہٗ اور عوف رضی اللہ عنہٗ کے والد حارث بن رفاع کے ساتھ شادی سے قبل حضرت عفرا بنت عبید بکیر بن عبد یالیل لیثی کے نکاح میں تھیں۔ بکیر سے ان کے چار اور حارث سے تین بیٹوں نے جنگ بدر میں حصہ لیا اس طرح سیدہ عفرا رضی اللہ عنہا کا یہ منفرد اعزاز ہے کہ ان کے سات لختِ جگر کفر و اسلام کی پہلی جنگ میں حق کی خاطر لڑے۔ ان کا یہ اعزاز بھی منفرد و بے مثال ہے کہ ان کے تین بیٹے‘ معوذ‘ عوف اور عاقل شہادت کے مقام پر فائز ہوئے۔ سچ ہے۔ ''ایں سعادت بزور بازو نیست''۔ واضح رہے کہ چار بیٹے مہاجرین میں شامل تھے جبکہ تین انصار میں۔

معاذ رضی اللہ عنہٗ اور معوذ رضی اللہ عنہٗ نے اپنی والدہ سے مکہ کی ۱۳ سالہ تاریخ اسلام کی جزئیات و تفاصیل بارہا سن رکھی تھیں۔ ماں کی اسلام سے والہانہ محبت ان عظیم سپوتوں کے رگ و پے میں بھی رچی بسی تھی۔ ان دونوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے پوچھا: ''چچا جان! ابوجہل کون سا ہے؟'' حضرت عبدالرحمٰن نے فرمایا: ''بیٹو تم اسے کیا کرو گے؟'' انھوں نے گرمجوشی سے جواب دیا: ''ہم اسے جہنم واصل کریں گے۔'' حضرت عبدالرحمٰن ان ناپختہ نوجوانوں کو خطرے میں کودنے سے بچانا چاہتے تھے‘ مگر وہ مچل گئے۔ جب حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے اشارے سے بتایا کہ ابوجہل وہ ہے جو گھوڑے پر سوار ہے اور جس کے گرد قریش کے نوجوانوں نے سروں کی فصیل بنا رکھی ہے تو یہ دونوں مجاہد باز کی طرح جھپٹے اور دیکھتے ہی دیکھتے ابوجہل تک جا پہنچے۔

معاذ رضی اللہ عنہٗ اور معوذ رضی اللہ عنہٗ غازی اور شہید

معاذ رضی اللہ عنہٗ اور معوذ رضی اللہ عنہٗ دونوں بھائی قریش کے جوانوں کی صفیں چیرتے ہوئے ابوجہل پر حملہ آور ہوئے تو قریش کے بہت سے جوانوں کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ حضرت معاذ نے تلوار سے حملہ کر کے ابوجہل کی ٹانگ پنڈلی سے کاٹ دی پھر دونوں بھائیوں نے اسے خاک و خون میں لٹا دیا۔ معاذ رضی اللہ عنہٗ پر ابوجہل کے بیٹے عکرمہ رضی اللہ عنہٗ نے تلوار کا شدید وار کیا جس سے ان کا بازو کندھے

Marfat.com

کے قریب سے کٹ گیا اور محض چمڑی رہ گئی جس کی وجہ سے کٹا ہوا بازو لٹکنے لگا۔ یہ جواں ہمت مجاہد بازو کٹ جانے کے باوجود دشمنوں سے برسرپیکار رہا اور جب یہ محسوس کیا کہ کٹا ہوا بازو جہاد میں رکاوٹ بن رہا ہے تو ہاتھ کو پاؤں کے نیچے رکھ کر بازو اپنے جسم سے الگ کر دیا۔ حضرت معوذ رضی اللہ عنہ بھی زخمی ہوئے، مگر ان کا کوئی عضو مجروح نہ ہوا۔ ابو جہل کو قتل کرنے کے بعد وہ دائیں بائیں ہر جانب حملہ آور ہوئے یہاں تک کہ قریش کے ایک ماہر جنگجو ابو مسافع نے تلوار سے حملہ کر کے انھیں شہید کر دیا۔ حضرت معاذ کا زخم مندمل ہو گیا تھا اور وہ کافی عرصہ زندہ رہے۔ ابن اسحاق کی روایت کے مطابق انھوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں وفات پائی۔ مدینہ منورہ کے بچے ان کے اس ٹنڈ منڈ بازو کو جو کٹ چکا تھا شوق اور عقیدت سے دیکھا کرتے تھے۔ کئی لوگ حتیٰ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ان کے بازو کو چوم لیا کرتے تھے۔

ابوجہل کا انجام اور اس کی حسرت

ایک روایت کے مطابق معاذ رضی اللہ عنہ اور معوذ رضی اللہ عنہ نے ابو جہل کو قتل کیا تو اس نے حسرت سے کہا: ''افسوس ہے مجھے کاشتکاروں کے لڑکوں نے قتل کر دیا ہے۔'' حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے ابو جہل کے قتل کی اطلاع آنحضور ﷺ کو دی مگر آپ نے مزید تحقیق کے لیے لوگوں سے استفسار کیا تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ ''یارسول اللہ ﷺ میں نے اسے بسمل حالت میں دیکھا۔ زندگی کی کچھ رمق باقی تھی۔ میں نے اسے کہا: ''اے دشمن خدا اللہ تعالیٰ نے تجھے رسوا کر دیا ہے۔'' اس نے کہا: ''رسوائی کی اس میں کیا بات ہے۔ سردار میدان جنگ میں زخمی اور قتل ہوتے ہی رہتے ہیں۔ تم مجھے یہ بتاؤ کہ فتح کسے ہوئی'' میں نے کہا: ''اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو۔'' وہ اس کے بعد بھی تکبر سے بڑبڑاتا رہا اور کہا: ''اے بکریوں کے چرواہے تو نے بڑا مقام حاصل کر لیا ہے۔'' جب سیدنا ابن مسعود نے اس کا سر کاٹنا چاہا تو اس نے کہا: ''ذرا نیچے سے میری گردن کاٹنا تاکہ پتہ چل سکے یہ سردارِ قریش کا سر ہے۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود نے ابو جہل کا سر لا کر حضور کے سامنے پھینک دیا۔ حضور یہ منظر

Marfat.com

دیکھ کر خدا کے حضور سجدے میں گر گئے اور اس کی حمد و تسبیح میں مصروف ہو گئے۔ پھر آپ نے فرمایا:

''اللہ کا شکر ہے جس نے اپنا وعدہ پورا کر دکھایا' اپنے بندے کی مدد فرمائی اور کفر کے لشکروں کو اس وحدہ لاشریک نے تنہا شکست فاش دی۔ ہر امت کا ایک فرعون ہوتا ہے اور اس امت کا فرعون ابوجہل تھا۔''(البدایہ و النہایہ جلد ا صفحہ ۶۲۵-۶۲۶)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ کر ابوجہل کی لاش کے پاس گئے اور آپ ؐ نے فرمایا اے عمار! اللہ تعالیٰ نے تیری والدہ کے قاتل سے بدلہ لے لیا ہے۔ یہ دیکھو اس کی لاش بے بسی کے عالم میں پڑی ہے۔ واقعی ابوجہل بہت بڑا فرعون تھا۔ فرعونِ قومِ موسیٰ تو سمندری لہروں کے تھپیڑے کھا کر پکار اٹھا تھا کہ میں اس ربّ پر ایمان لاتا ہوں جس پر بنواسرائیل ایمان لائے' مگر اس امت کا فرعون آخر وقت تک اپنے کفر پر ڈٹا رہا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے ہر بندے کا اس کے مقام و مرتبے کے مطابق امتحان لیتا ہے۔ انبیائے کرام کی آزمائش و ابتلا سب سے سخت ہوتی ہے۔ حضور اکرم ﷺ سیّد کونین اور سردار اولاد آدم ہیں۔ اس لیے آپ ﷺ کے مقابلے پر اللہ تعالیٰ نے سخت ترین دشمنوں کو کھڑا کیا۔ ابوجہل ان میں سب سے زیادہ سخت جان تھا۔ (ان واقعات کی تفصیل البدایة والنهاية جلد اول میں صفحہ ۶۰۷ سے لے کر ۶۲۹ تک، سیرة ابن ھشام القسم الاول میں صفحہ ۶۰۶ سے لے کر ۶۳۵ تک اور سیرة الحلبیہ جلد دوم میں ۱۹۷ سے لے کر ۲۴۳ تک دیکھی جاسکتی ہیں)

--❀--❀--❀--

Marfat.com

چند یادگار واقعات اور تاریخی نوادرات

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا نیزہ اور تلوار

غزوۂ بدر نے بدر کے معمولی سے گاؤں کو تاریخ انسانی کے اہم ترین مقامات میں شامل کر دیا۔ بدر جنگ بدر کی وجہ سے زندہ جاوید ہو گیا۔ غزوۂ بدر میں شامل ہونے والے اہل ایمان اپنے درجات کی بلندی کی وجہ سے تمام صحابہ کے درمیان قابل رشک سمجھے جاتے تھے' حالانکہ جملہ صحابہ پر خیر القرون کا اطلاق ہوتا ہے۔ مقام بدر اور غازیان بدر کے ساتھ ساتھ میدان بدر میں استعمال ہونے والا اسلحہ بھی زندہ جاوید اور یادگار تاریخی حیثیت اختیار کر گیا۔ تاریخ اور حدیث کی کتابوں میں حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی برچھی اور شمشیر کا تذکرہ ملتا ہے۔

قریش کا مشہور جنگجو عبیدہ بن سعید بن عاص اپنی بہادری اور قوت کے باعث معروف تھا۔ وہ بنو امیہ میں سے تھا۔ سر سے پاؤں تک لوہے کے لباس میں ملبوس تھا۔ صرف اس کی آنکھیں نظر آ رہی تھیں۔ وہ ہنکارتا ہوا مسلمانوں کی طرف بڑھا۔ رجزیہ شعر اس کی زبان پر تھے اور اسلام دشمنی اس کی رگ رگ سے ٹپکی پڑتی تھی۔ نبی پاک ﷺ کے حکم سے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اس کے مقابلے کے لیے آگے بڑھے اور بڑی مہارت سے اس کی آنکھ میں برچھی ماری۔ برچھی کی انی اس کے سر کی کھوپڑی کو چیرتی ہوئی پار نکل گئی اور وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔ حضرت زبیر نے مقتول کی لاش پر پاؤں رکھا اور بڑی مشکل سے کھینچ کر برچھی باہر نکالی۔ برچھی کا پھل مڑ گیا تھا۔ حضور پاک ﷺ نے یہ برچھی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے مانگ لی۔ آپ ﷺ کے وصال کے بعد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنی برچھی واپس لے لی۔ اس برچھی کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کے تعلق کی خاطر کی وجہ سے خلفائے راشدین بھی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے مانگ کر تبرکاً اسے اپنے پاس رکھتے تھے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی

Marfat.com

یہ برچھی ان کے بیٹے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس ان کی شہادت کے وقت تک رہی۔

عنزہ میزائل

برچھی کے علاوہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی شمشیر برّاں جو بدر کے میدان میں استعمال ہوئی تھی یادگار بن گئی۔ اس تلوار میں کثرت قتال کی وجہ سے دندانے پڑ گئے تھے۔ یہ تلوار بھی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت ان کے پاس تھی۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے پوتے ہشام بن عروہ بن زبیر کا بیان ہے کہ اس متبرک اور تاریخی تلوار کی وراثت پر آل زبیر رضی اللہ عنہ میں اختلافات پیدا ہوئے تو اس کی قیمت ڈالی گئی۔ تین ہزار درہم قیمت پڑی اور آل زبیر میں سے ایک شخص نے قیمت ادا کر کے اسے لے لیا۔ یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد ہشام بن عروہ حسرت کے ساتھ کہا کرتے تھے: ''اے کاش میں نے تین ہزار درہم ادا کر کے یہ تلوار حاصل کر لی ہوتی۔'' حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی برچھی کا نام تاریخ میں عنزہ منقول ہوا ہے۔ الحمدللہ پاکستان نے اسی مقدس نام پر اپنا مشہور میزائل عنزہ تیار کیا ہے۔ اللہ کرے یہ میزائل دشمنوں پر کاری ضرب لگا سکے۔

حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کی تلوار

جنگ بدر میں حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''عرب کا بہترین شہہ سوار ہمارے ساتھ ہے۔'' صحابہ نے عرض کیا۔ ''یارسول اللہ وہ کون ہے؟'' تو آپ نے فرمایا: ''عکاشہ بن محصن۔'' عکاشہ کی عمر جنگ بدر کے وقت تقریباً پینتیس برس تھی (وہ قبیلہ بنو اسد میں سے تھے، ان کے بڑے فضائل بیان کیے گئے ہیں۔ انھوں نے ہر جنگ میں حصہ لیا اور نہایت جواں مردی سے دشمن کا مقابلہ کیا۔ فتنہ ارتداد میں حضرت صدیق اکبر کی خلافت میں طلیحہ بن خویلد اسدی کے مقابلے پر لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔ اس وقت ان کی عمر ۴۵ سال کے قریب تھی۔ وہ بہت خوب صورت انسان تھے)۔

جنگ بدر میں ان کی تلوار ٹوٹ گئی۔ عین میدان میں تلوار کا ٹوٹ جانا ان کے لیے باعث تشویش ثابت ہوا۔ وہ آنحضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تلوار کا ماجرا سنایا۔ نبی پاک نے کھجور

Marfat.com

کی ایک چھڑی ان کو عطا فرمائی۔ یہ چھڑی حضرت عکاشہ کے ہاتھ میں تلوار بن گئی۔ اس کی دھار تیز اور چمکدار تھی۔ اس تلوار کا نام تاریخ میں ''العون'' معروف ہوا۔ اسی تلوار سے سیدنا عکاشہ رضی اللہ عنہ نے آنحضور کی معیت میں بہت سی جنگیں لڑیں۔ فتنہ ارتداد میں جب حضرت عکاشہ شہید ہوئے تو اس وقت ان کے ہاتھ میں یہی معجزنما شمشیر تھی۔

اس واقعہ کو محدثین اور سیرت نگاروں نے حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کے مناقب میں بھی بیان کیا ہے اور حضور ختمی مرتبت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات میں بھی رقم کیا ہے۔ اس واقعہ کو پڑھ کر قرآن مجید کا یہ فرمان آنکھوں کے سامنے تازہ ہو جاتا ہے ''پس حقیقت یہ ہے کہ تم نے انھیں قتل نہیں کیا، بلکہ اللہ نے ان کو قتل کیا......'' (سورۃ الانفال آیت ۱۷) ابوجہل کا قول بھی گزر چکا ہے جس میں اس نے کہا تھا کہ کوئی انسانی فوج تو ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتی' البتہ اگر مقابلہ اللہ تعالیٰ سے ہے (جیسا محمد ﷺ کا زعم ہے) تو پھر اللہ سے کون لڑ سکتا ہے۔ (حوالہ از: معجزاتِ سرورِ عالمؐ ص: ۵۴)

حضور اکرم ﷺ نے ایک حدیث میں حضرت عکاشہ کو بشارت دی تھی کہ وہ بغیر حساب جنت میں داخل ہوں گے۔ یہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی زبانی روایت ہوئی ہے۔ (سیرۃ ابن ھشام، القسم الاول، ص ۶۳۷-۶۳۸)

جنت کی کھجوریں

قریش کے عام حملے سے قبل حضور اکرم ﷺ نے صحابہ سے خطاب فرمایا جو جامعیت اور اثر انگیزی کے لحاظ سے اپنی مثال آپ ہے۔ فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے' آج تم میں سے جو شخص بھی استقامت اور پامردی کے ساتھ رضائے الٰہی کی نیت سے اور آگے بڑھ کر دشمن سے لڑے گا اور پیٹھ نہیں پھیرے گا تو اللہ تعالیٰ ضرور اسے جنت میں داخل فرما دے گا۔''

جب آپ نے دشمن کا حملہ روکنے اور حق کا دفاع کرنے کے لیے صحابہ کو آگے بڑھنے کا حکم دیا

Marfat.com

تو وہ ان تاریخی الفاظ میں تھا۔ ''اٹھو اور اس جنت کی جانب پیش قدمی کرو جس کی وسعتیں زمین و آسمان کو محیط ہیں۔'' جس لمحے آپ نے یہ حکم دیا اس وقت عمیر بن حمام رضی اللہ عنہ کی مٹھی میں چند کھجوریں تھیں۔ انھوں نے آنحضور ﷺ سے عرض کیا: ''یارسول اللہ ایسی جنت جس کی وسعتیں زمین و آسمان جیسی فراخ و وسیع ہیں؟'' آپ نے فرمایا: ''ہاں بالکل۔'' عمیر بن حمام رضی اللہ عنہ یہ سن کر ''واہ واہ'' کہنے لگے۔ آنحضور نے پوچھا۔ ''تم کس بات پر واہ واہ کر رہے ہو؟'' انھوں نے عرض کیا ''اس امید پر کہ شاید میں بھی اس جنت کا مستحق بن جاؤں۔'' رسالت مآب ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک تم اہل جنت میں سے ہو۔''

عمیر بن حمام رضی اللہ عنہ کی شہادت

آنحضور ﷺ کی زبان اقدس سے یہ بشارت سننا تھا کہ سیدنا عمیر رضی اللہ عنہ کی عجیب کیفیت ہوگئی۔ ہاتھ کی کھجوریں پھینکتے ہوئے کہا: ''پھر ان کھجوروں کے کھانے کا انتظار بھی عبث ہے۔ اب تو جنت ہی میں جا کر کھجوریں کھاؤں گا۔'' یہ کہہ کر دشمن سے مردانہ وار لڑے اور جام شہادت نوش کر کے داخل جنت ہو گئے۔

جناب شوقی ابوخلیل نے اپنی کتاب بدر الکبریٰ میں حضرت عمیر کی شہادت کا واقعہ نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آخری وقت میں حضرت عمیر رضی اللہ عنہ شوق شہادت سے سرفراز رجزیہ اشعار پڑھ رہے تھے اور داد شجاعت دے رہے تھے' چند اشعار ملاحظہ فرمائیے۔

رَکْضًا اِلَی اللّٰہِ بِغَیْرِ زَادٖ
اِلَّا التُّقٰی وَ عَمَلَ الْمَعَادٖ
وَالصَّبْرُ فِی اللّٰہِ عَلَی الْجِھَادٖ
وَکُلُّ زَادٍ عَرَضَۃُ النَّفَادٖ
غَیْرُ التُّقٰی وَالْبِرِّ وَالرَّشَادٖ

ترجمہ: اللہ کی جانب بے سروسامانی کی حالت میں دوڑا جا رہا ہوں' زادِ راہ سوائے

Marfat.com

خوف خدا، جہاد پر ثابت قدمی اور آخرت کے لیے کیے گئے (معمولی) عمل کے کچھ بھی تو نہیں۔ اور زادِ راہ جتنا بھی کوئی جمع کر لے وہ سب فنا کے گھاٹ ہی اتر جائے گا، ہاں جس کے پاس خوف خدا، نیکی اور ہدایت کی پونجی ہوگی وہی باقی رہ جائے گی۔(البدایة والنهایة ج۱،ص ۶۲۰)

شہید راہِ وفا کی حسرت یوں پوری ہوئی کہ صحابہ ان پر رشک کرنے لگے۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کی شہادت کے بعد فرمایا: ''عمیر نے اپنا عہد نبھا دیا تو اللہ نے بھی اپنا وعدہ پورا فرما دیا۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ جنت کی تازہ کھجوروں کے خوشے اس کے سامنے پیش کر دیے گئے ہیں اور وہ ان میں سے چن چن کر کھا رہا ہے''۔(سیرة ابن هشام، القسم الاول، ص ۶۲۷)

--❀--❀--❀--

Marfat.com

متفرق واقعات

کافروں کی شکست اور پسپائی

قریش کچھ دیر تک اپنی بہادری اور تعداد کے گھمنڈ میں مبتلا رہے، مگر جب ابوجہل اور دوسرے سردار گاجرمولی کی طرح کٹ گئے تو نوجوانوں کے حوصلے پست ہوگئے۔ مسلمان ڈٹ کر لڑے اور ناتجربہ کاری کے باوجود نوجوانوں نے اپنی شجاعت کا سکہ منوالیا۔ قریش کی فوج زیادہ دیر تک میدان میں نہ جم سکی۔ ان لوگوں کے قدم اکھڑے اور وہ مکہ کی جانب بھاگنے لگے۔ مسلمانوں نے بھاگتی ہوئی فوج کا تعاقب کیا اور دشمنوں کو گرفتار کر کے جنگی قیدی بنانے لگے۔

حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کا مقام بلند

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ جو اسلامی فوج کے علمبردار تھے۔ اپنی فوج کی فتح پر بہت خوش تھے۔ میدان جنگ میں اس عظیم صحابی نے اپنے حقیقی بھائی عبید بن عمیر کو قتل کیا تھا۔ اب بھاگتے ہوئے قریشیوں کے درمیان ان کا دوسرا کافر بھائی ابوعزیز بن عمیر مکی جو نظر آیا تو حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے اپنے انصاری بھائی کو تلقین کی۔ ''اسے مضبوطی سے باندھ لو۔ یہ ہرگز بھاگنے نہ پائے۔ اس کی ماں بڑی مالدار ہے جو اس کا فدیہ خوب ادا کرے گی۔''

ابوعزیز بن عمیر نے غصے سے مصعب رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہتے ہوئے شکوہ کیا ''تمھیں شرم نہیں آتی، قطع رحمی کا مظاہرہ کر رہے ہو۔ میرا بھائی ہونے کے باوجود مجھے گرفتار کرا رہے ہو۔'' حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نے باوقار لہجے میں جواب دیا ''تم میرے بھائی نہیں ہو، بلکہ یہ میرا بھائی ہے جو تمھیں گرفتار کر رہا ہے۔''

Marfat.com

بنو ہاشم کا معاملہ

بنو ہاشم کے جو افراد قریش کی فوج میں شامل تھے وہ با دل نخواستہ آئے تھے۔ ان کی دلی ہمدردیاں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ تھیں۔ اس بات کا حضور کو بھی بخوبی علم تھا۔ سیرت کا مطالعہ کرنے سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ بنو ہاشم میں سے ایک شخص ابولہب ہی ذہناً آنحضور ﷺ کا دشمن تھا۔ یہ چچا ہونے کے باوجود دشمنی میں ساری حدیں پھلانگ گیا تھا۔ جنگ بدر میں یہ شامل ہی نہ ہوا تھا۔ یہ بزدل بھی تھا اور بخیل بھی۔ اس نے اپنی جگہ کرائے کا آدمی جنگ میں بھیج دیا تھا۔ بنو ہاشم کا دوسرا فرد ابوسفیان بن حارث تھا۔ وہ آنحضور کا چچا زاد اور سخت دشمن تھا۔ اس کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے۔ باقی سبھی مسلمان نہ ہوتے ہوئے بھی آپ کے ہمدرد اور خیر خواہ تھے۔

حضور اکرم ﷺ نے جنگ کے دوران فرما دیا تھا کہ قریش کی فوجوں میں شامل بنو ہاشم کے لوگوں کو قتل نہ کیا جائے، کیونکہ ان کے دل مسلمانوں کے ساتھ ہیں۔ اسی طرح آپ نے ابوالبختری کو قتل کرنے سے بھی منع فرما دیا تھا۔ ابوالبختری قریش کے سرداروں کے درمیان اپنے حلم و عدل کی وجہ سے معروف تھا۔ اس نے حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کے ساتھ کبھی زیادتی نہ کی تھی، بلکہ قریش کی جانب سے بنو ہاشم کے مقاطعہ کا پروانہ اسی نے ختم کروایا تھا، اس کے بعد ہی آنحضور ﷺ بنو ہاشم اور اپنے صحابہ کے ساتھ شعب ابی طالب سے باہر نکلے تھے۔

بشری کمزوری اور اس کا ازالہ

انسانی زندگی تعلیم و تربیت اور تزکیہ نفس سے بہت کچھ بدل جاتی ہے، مگر فطرت کا خاصہ اور انسانی کمزوریاں انسان سے کسی نہ کسی لغزش کا ارتکاب کروا دیتی ہیں۔ یہ بشری تقاضے انسان کے ساتھ رہتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کا بنو ہاشم کے متعلق حکم سن کر ایک مخلص صحابی اور اسلام کا سچا شیدائی اسی بشری کمزوری کی وجہ سے کہہ بیٹھا: ''یہ عجیب معاملہ ہے، ہم اپنے باپ، بیٹے، بھائی اور قریبی عزیز کو تو قتل کر ڈالیں، مگر عباس بن عبدالمطلب کو چھوڑ دیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ خدا کی قسم

Marfat.com

اگر عباس میرے سامنے آ گیا تو میں اس کی تکا بوٹی کر دوں گا۔"

حضور اکرم ﷺ کو اس بات کی اطلاع ملی تو آپ آزردہ ہوئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا:
"اے ابوحفص کیا رسول خدا کے چچا کا چہرہ تلوار سے زخمی کیا جائے گا؟" حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ "یا رسول ﷺ واللہ یہ شخص منافق ہو گیا ہے۔ مجھے اجازت دیجیے کہ میں اس کا کام تمام کر دوں۔" مگر آنحضور ﷺ نے اس کی اجازت نہ دی۔ حضرت عمر کی مشہور کنیت ابوحفص ہے۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے یہ کنیت حضور اکرم ﷺ نے بدر کے میدان میں اسی روز عطا فرمائی تھی۔

یہ مخلص صحابی جن کی زبان سے سخت الفاظ نکل گئے تھے۔ ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ تھے۔ ان کی زبان سے وقتی جذبات کے تحت یہ الفاظ نکل تو گئے، مگر انھیں فوراً احساس ہو گیا کہ ان سے غلطی سرزد ہو گئی ہے۔ دراصل یہ الفاظ بھی ان کی اجتہادی غلطی میں شمار ہو سکتے ہیں، کیونکہ انھوں نے حضرت عباس کو اس وقت کافروں کا ساتھی قرار دے کر یہ الفاظ کہے تھے۔ بہرحال انھیں اپنے الفاظ پر ندامت ہوئی اور حضور نے بھی ان کے اخلاص اور اللہ ورسول ﷺ سے ان کی وفاداری کی وجہ سے انھیں معاف فرما دیا۔ ابوحذیفہ بنو عبد شمس بن عبد مناف کے چشم و چراغ تھے۔ یہ عتبہ بن ربیعہ کے بیٹے اور ہند بنت عتبہ (زوجۂ ابوسفیان) کے بھائی تھے۔ ان کا سارا خاندان اسلام دشمن تھا۔ مگر یہ سابقون الاولون میں شمار ہوتے ہیں۔ حبشہ اور مدینہ دونوں کی جانب انھوں نے ہجرت کا سفر کیا۔ یوں وہ صاحب الہجر تین ہیں۔ انھیں بارہا حسرت کے ساتھ یہ الفاظ ادا کرتے ہوئے سنا گیا۔ "خدا کی قسم یوم بدر کے ان الفاظ نے مجھے بے حد پریشان کر رکھا ہے۔ میں ان کی جوابدہی سے ڈرتا رہتا ہوں۔ اللہ کرے کہ مجھے جہاد میں شہادت کا مرتبہ مل جائے، تاکہ ان الفاظ کی تلافی ہو سکے۔"

حضرت ابوحذیفہ کی یہ حسرت جنگ یمامہ میں پوری ہوئی۔ انھوں نے مسیلمہ کذاب کے خلاف بڑی بہادری سے جنگ لڑی اور جام شہادت نوش کیا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ان کے غلام اور معروف صحابی حضرت سالم رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ اسی جنگ میں شہید ہوئے۔ ابوحذیفہ نے

Marfat.com

سالم کو منہ بولا بیٹا بنایا ہوا تھا۔ سالم رضی اللہ عنہ کا سر ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے قدموں میں تھا۔ حضرت سالم رضی اللہ عنہ کا بھی بڑا مقام تھا۔ حضور پاک اور صحابہ نے ان کے بڑے مناقب بیان کیے ہیں۔

شہدا جنت میں، مقتولین دوزخ میں

جنگ بدر میں چودہ صحابہ شہید ہوئے اور ستر کفار مارے گئے۔ شہداء کی تدفین کے ساتھ نبی اکرم ﷺ نے مقتولین قریش کو بھی ایک گڑھے میں ڈلوا کر اسے مٹی سے پاٹ دیا تھا۔ جب کفار کے مقتولین گڑھے میں پھینکے جا رہے تھے تو اس وقت ابو حذیفہ کا چہرہ ایک بار زرد پڑ گیا تھا۔ انھوں نے اپنے مقتول باپ عتبہ بن ربیعہ کو گڑھے میں گرائے جانے کا منظر دیکھا تو عجیب کیفیت طاری ہوگئی۔ آنحضور نے بھی یہ محسوس کیا اور پوچھا: ''اے ابو حذیفہ شاید تجھے اپنے باپ کے قتل کی وجہ سے غم پہنچا ہے؟''۔ انھوں نے عرض کیا: ''یارسول اللہ خدا کی قسم مجھے اس بات کا تو غم نہیں کہ میرا باپ قتل ہو گیا ہے، کیونکہ وہ کافر تھا، مگر مجھے اپنے باپ کی عقل و فراست اور علم و حلم سے امید تھی کہ اللہ اسے ہدایت دے گا، مگر وائے ناکامی وہ ہدایت نہ پا سکا اور کفر کی حالت میں قتل ہو گیا۔ اس بات کا مجھے افسوس اور قلق ہے۔'' یہ سن کر حضور اکرم ﷺ بھی متاثر ہوئے، آپؐ پر رقت طاری ہوگئی اور آپؐ نے ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کو دعائیں دیں۔

عتبہ بن ربیعہ کی خوبیاں

ابو حذیفہ صادق الایمان تھے۔ آغاز جنگ میں جب ان کا باپ کفر کا پرچم تھامے میدان میں اترا تو انھوں نے آنحضور ﷺ سے اجازت طلب کی کہ وہ اس کا مقابلہ کریں، مگر آنحضور ﷺ نے اجازت نہ دی۔ ابو حذیفہ کا اپنے باپ کے بارے میں تبصرہ بالکل ٹھیک تھا۔ عتبہ مکہ میں بارہا آنحضور ﷺ سے مکالمے کر چکا تھا اور بدر میں اس نے جنگ سے قبل ابو جہل کو صائب اور حکیمانہ مشورہ دیا تھا، مگر اس کا مشورہ قبول نہ کیا گیا، بلکہ الٹا اسے کوسنے دے کر مشتعل کیا گیا۔ دراصل ہدایت کا معاملہ بھی عجیب ہے۔ ہدایت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے اس کو اس سے سرفراز کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے محروم رکھتا ہے۔ اس کا فیصلہ درست ہوتا ہے۔

Marfat.com

حضور اکرم ﷺ بھی عتبہ کی خوبیوں کے معترف تھے۔ عین میدان بدر میں جنگ سے قبل آپ نے ارشاد فرمایا: ''اس قوم کے درمیان اگر کسی شخص میں کوئی بھلائی ہے تو خوب صورت اور سرخ عمامے والے، سرخ اونٹ کے سوار میں ہے۔ اگر یہ لوگ اس کی بات سن لیں اور مان لیں تو تباہی سے بچ جائیں۔'' حضور اکرم ﷺ کی اس بات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ جنگ پر تلے ہوئے نہ تھے۔ اگر قریش جنگ سے پہلو تہی کرتے تو آپ ان پر جنگ مسلط کرنے کے حق میں نہ تھے۔ آپ کی پوری سیرت اس بات پر گواہ ہے کہ آپ ہمیشہ کوشش فرماتے تھے کہ کم سے کم خونریزی کے ذریعے زیادہ سے زیادہ اصلاح کا کام کیا جائے۔ اگر جنگ ناگزیر ہو جاتی تھی تو پھر آپ ﷺ نہ بزدلی دکھاتے تھے نہ ہتھیار ڈالتے تھے۔

ابوالبختری کا قتل

جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ آنحضور ﷺ نے ابوالبختری کے بارے میں فرمایا تھا کہ اسے قتل نہ کیا جائے۔ مجذر بن زیاد نے ابوالبختری کو دیکھا تو کہا: ''اے عاص بن ہشام رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا تھا کہ تجھے قتل نہ کریں۔'' اس وقت ابوالبختری کے ساتھ اس کا دوست جنادہ بن ملیحہ بھی تھا۔ ابوالبختری نے پوچھا۔ ''کیا میرے ساتھی کی جان بخشی کا بھی حکم ہے؟'' حضرت مجذر نے کہا: ''نہیں بخدا تجھے تو میں رسول اللہ ﷺ کے حکم کی وجہ سے چھوڑ دیتا ہوں، مگر اسے نہیں چھوڑ سکتا۔'' یہ سن کر ابوالبختری نے کہا: ''شرفاء کا یہ کام نہیں کہ اپنی جان بچانے کے لیے اپنے رفیق کا ساتھ چھوڑ دیں۔ میں نے اگر اس طرح جان بچالی تو مکہ کی عورتیں مجھے طعنہ دیا کریں گی کہ اس نے اپنے ساتھی سے بے وفائی کی۔'' چنانچہ ابوالبختری اور اس کے ساتھی نے حضرت مجذر پر حملہ کر دیا جس کے نتیجے میں مجذر نے ابوالبختری کو قتل کر دیا۔ ایک روایت میں یہ بھی آتا ہے کہ حضرت مجذر نے ابوالبختری کے قتل کے بعد آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: ''یارسول اللہ ﷺ میں نے ابوالبختری کو بچانے کی بہت کوشش کی۔ میں چاہتا تھا کہ اسے گرفتار کر کے آپ کی خدمت میں لے آؤں، مگر اس نے مجھے لڑنے پر مجبور کر دیا۔''

Marfat.com

امیہ بن خلف اور اس کے بیٹے کا قتل

جنگ بدر میں قریش کے بڑے بڑے سردار عام لڑائی میں قتل ہو چکے تھے، مگر دشمن خدا امیہ بن خلف بچ گیا تھا۔ اس کا بیٹا علی بن امیہ بھی اس کے ساتھ تھا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب میں نے اسے دیکھا تو اس نے مجھ سے امان طلب کی اور وعدہ کیا کہ وہ دودھ دینے والی اونٹنیاں فدیے کے طور پر پیش کرے گا، چنانچہ میں نے اسے اور اس کے بیٹے کو امان دے دی۔ میں اس کا ہاتھ پکڑ کر جانے لگا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے دور سے دیکھ لیا۔ امیہ مکہ میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بے پناہ تکلیفیں پہنچایا کرتا تھا کیونکہ وہ اس کے غلام تھے۔ حضرت بلال اس کی طرف دوڑے۔ حضرت عبدالرحمٰن نے انھیں بہت کہا کہ میں نے انھیں گرفتار کر لیا ہے، مگر حضرت بلال کہتے رہے۔ ''اگر آج یہ بچ نکلے تو میرے لیے تباہی ہے۔'' حضرت بلال نے انصار کے جوانوں کو مدد کے لیے پکارا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اس دشمن خدا کی جان بچانے کی کوشش کرتے رہے، مگر مجاہدین نے اس پر حملہ کر دیا۔ اس حملے میں حضرت عبدالرحمٰن بھی امیہ کو بچاتے ہوئے زخمی ہو گئے تھے۔ امیہ کے قتل سے پہلے اس کا بیٹا قتل ہوا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کہتے ہیں کہ بیٹے کے قتل پر امیہ کے منہ سے ایسی چیخ نکلی جو میں نے کبھی نہیں سنی تھی۔ مقتولین بدر کی لاشوں کو ایک گڑھے میں پھینک کر اوپر مٹی ڈال دی گئی تھی، مگر امیہ بن خلف کی لاش اتنی پھول چکی تھی کہ اسے اسی مقام پر دفن کر دیا گیا۔ (اس واقعہ کی تفصیلات سیرت ابن ھشام، القسم الاول صفحہ ۶۳۷-۶۳۹ اور البدایة و النهایة، جلد اول، صفحہ ۶۲۸-۶۳۰ پر دیکھی جا سکتی ہیں)۔

مہاجرین کا اپنے رشتہ داروں کو قتل کرنا

جنگ بدر اہل اسلام کے لیے ایک کڑا امتحان تھا۔ بے سروسامانی اور فقر و فاقے کی حالت میں عرب کے سب سے طاقتور اور پوری طرح مسلح لشکر کا مقابلہ بڑا مشکل کام تھا۔ اس کے علاوہ مہاجرین کے لیے بھی یہ کڑی آزمائش تھی کہ مقابلے پر ان کے بھائی بند تھے۔ باپ اس طرف تھا

Marfat.com

تو بیٹا دوسری جانب تھا۔ ماموں بھانجا، چچا، بھتیجا اور حقیقی بھائی آپس میں ایک دوسرے کے آمنے سامنے تھے۔ اللہ اور اس کے رسول سے محبت آزمائی جانی تھی۔ اللہ سے کیے ہوئے معاہدے کے ایفا اور اس کے ہاتھ بِکی ہوئی جان اس کے سپرد کرنے کا مرحلہ آ گیا تھا۔ وہ عظیم لوگ ابراہیم کی ملت پر قائم اور محمد رسول اللہ ﷺ کی محبت سے سرشار، اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لیے آمادہ و تیار تھے۔ وہ ہر آزمایش سے سرخرو اور ہر امتحان سے کامیاب ہو کر نکلے۔

اللہ کے یہ مخلص بندے اور اسلام کے جاں نثار سپاہی ہر چیز پر اللہ کی محبت اور اس کے رسول کے عشق کو غالب و فائق سمجھتے تھے۔ ان کی شان قرآن مجید میں یوں بیان ہوئی ہے ''اور وہ لوگ جو ایمان لائے سب سے بڑھ کر اللہ کو محبوب رکھتے ہیں۔'' (البقرہ آیت ۱۶۵) اور ''بلاشبہ نبی ﷺ تو اہل ایمان کے لیے ان کی اپنی ذات پر مقدم ہے۔'' (الاحزاب آیت ۶)

حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں بھائی کا قتل

سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ جو مکہ میں دولت کی دیوی کو ٹھکرا کر اور معیار زندگی کے بت کو پاش پاش کر کے آئے تھے، میدان بدر میں مہاجرین کے علمبردار تھے۔ یہ عظیم انسان عظمت کے ہر میدان میں اعلیٰ ترین چوٹی پر فائز نظر آتا ہے۔ ان کے دو بھائی عبید بن عمیر اور ابوعزیز بن عمیر کافروں کی فوج میں تھے۔ عبید، حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کے مقابلے پر آیا تو مصعب رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا۔ دوسرا بھائی جب بھاگا تو اس کے پیچھے دوڑتے ہوئے انصاری صحابی سے سیدنا مصعب رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اے بھائی اسے جانے نہ دینا، خوب کس کے باندھ لینا، اس کی ماں بڑی مالدار ہے، خوب فدیہ ادا کر سکتی ہے۔''

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ امین الامت

حضرت ابوعبیدہ ابن الجراح رضی اللہ عنہ کا والد عبداللہ بن جراح کافروں کے لشکر میں تھا۔ (جراح حضرت ابوعبیدہ کے دادا تھے)، باپ نے مکہ میں بھی حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ کو اسلام سے برگشتہ کرنے کے لیے بڑا زور لگایا تھا، مگر اس کی سختیاں اس مخلص صحابی کو راہ راست سے ہٹانے میں کامیاب نہ

Marfat.com

ہوسکیں۔ بدر کے میدان میں عبداللہ بن جراح نے اپنے بیٹے کو دیکھا تو تاؤ میں آ گیا۔ برا بھلا کہتا ہوا بیٹے کی طرف بڑھا۔ بیٹے نے پہلے تو طرح دے کر دوسری جانب رخ کر لیا، مگر جب باپ پھر سامنے آ گیا تو حضرت ابوعبیدہ نے سوچا یہ اللہ اور اس کے رسول کا دشمن ہے۔ اس سوچ کے زیر اثر انھوں نے باپ کا گلا کاٹ دیا۔ حضرت ابوعبیدہ کو امین الامت کا لقب اس وجہ سے عطا کیا گیا کہ انھوں نے باپ کی محبت کے مقابلے میں اسلام سے وفاداری کا مظاہرہ کیا۔ یہ امانت و دیانت کی بہترین مثال تھی۔

عمر رضی اللہ عنہ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اسلام سے والہانہ محبت

میدان بدر ہی کے اندر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ماموں عاص بن ہشام بن مغیرہ (ابوجہل کے بھائی) کو تہہ تیغ کیا تھا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبدالرحمٰن بڑے بہادر اور جنگجو تھے۔ بدر کے میدان میں وہ کافروں کی فوج میں تھے۔ بعد میں وہ مسلمان ہو کر درجہ صحابیت سے سرفراز ہوئے۔ ان کے قبول اسلام کے بعد ایک دن باپ بیٹا گھر میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ جنگ بدر کا ذکر چھڑ گیا۔ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا: ''ابا جان! بدر کے میدان میں آپ کئی مرتبہ میری تلوار کی زد میں آئے، مگر میں آپ کو چھوڑ دیتا رہا کہ آپ میرے والد تھے۔'' یہ سن کر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا چہرہ سرخ ہو گیا اور فرمایا: ''اے عبدالرحمٰن! خدا کی قسم جس کے قبضے میں ابوبکر کی جان ہے۔ اگر تم میری تلوار کی زد میں آ جاتے تو ہرگز نہ بچ کر نکلتے۔''

حزب اللہ

تخلیقِ آدم کے وقت سے حزب اللہ اور حزب الشیطان دونوں سرگرمِ عمل ہیں۔ شیطانی قوتیں حق کی شمع کو بجھانے کے لیے اپنا سارا زور صرف کرتی ہیں جبکہ اہلِ حق اللہ کی نصرت کے بھروسے پر اس شمع کو روشن رکھنے اور اس کی لو کو تیز کرنے کی خاطر اپنے خون کے نذرانے پیش کرتے رہے ہیں۔ یہ باہمی مقابلہ قیامت کے دن تک جاری رہے گا۔ خوش قسمت ہیں وہ بندگانِ خدا جو حزب اللہ میں شامل ہوتے ہیں اور بدنصیب ہیں وہ غلامانِ نفس جو ابلیس کا جھنڈا اٹھاتے

Marfat.com

ہیں۔ صحابہ کرام نے حزب اللہ کی شان دوبالا کردی اور قرآن پاک نے بھی ان کے ذکرِ مبارک کو دوام بخش دیا۔

اکثر مفسرین قرآن نے سورۃ المجادلہ کی آیت نمبر ۲۲ کی شان نزول کو جنگ بدر میں ان صحابہ کے انھی کارناموں سے منسوب کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ''تم کبھی یہ نہ پاؤ گے کہ جو لوگ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والے ہیں وہ ان لوگوں سے محبت کرتے ہوں جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کی ہے خواہ وہ ان کے باپ ہوں یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے اہل خاندان۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان ثبت کر دیا ہے اور اپنی طرف سے ایک روح عطا کر کے ان کو قوت بخشی ہے۔ وہ ان کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔ وہ اللہ کی پارٹی کے لوگ ہیں۔ خبردار رہو اللہ کی پارٹی والے ہی فلاح پانے والے ہیں۔'' (تفصیلات کے لیے دیکھیے: تفہیم القرآن، جلد پنجم، تفسیر سورۃ المجادلۃ)

--❀--❀--❀--

Marfat.com

کفار کا میدان سے فرار اور فتح مبین

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے نصرت و مدد کا وعدہ کر رکھا تھا جو پورا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ میں اس حقیقت کو کہ فتح تعداد کی قلت و کثرت سے نہیں، بلکہ ایمان و عزم اور اللہ کی تائید واذن سے وابستہ ہوتی ہے، یوں بیان فرمایا ہے:

كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ.
(البقرۃ ۲:۲۴۹)

بارہا ایسا ہوا ہے کہ ایک قلیل گروہ اللہ کے اذن سے ایک بڑے گروہ پر غالب آ گیا ہے۔ اللہ صبر کرنے والوں کا ساتھی ہے۔"

سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی دور اندیشی

جنگ کا فیصلہ ہو جانے کے بعد قریش نے راہ فرار اختیار کی۔ مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا اور انھیں گرفتار کرنے لگے۔ اس موقع پر سید الاوس حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ آنحضور کے پاس تھے۔ ان کے چہرے پر ناگواری دیکھ کر حضور نے اس کی وجہ پوچھی تو سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: "یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ نے حق کو باطل پر غلبہ عطا کیا ہے، اس موقع پر ضروری تھا کہ ان دشمنان حق کو گرفتار کر کے پناہ دینے کی بجائے انھیں قتل کر دیا جاتا تاکہ باطل کی قوت پوری طرح مٹ جاتی۔"

جب کوئی جنگجو قید کر لیا جائے تو اس کی جان محترم ہو جاتی ہے الا یہ کہ کسی کے جرائم ایسے ہوں جو اس کے قتل کا تقاضا کرتے ہوں۔ حضرت سعد جانتے تھے کہ جنگی قیدیوں پر ہاتھ نہیں اٹھایا

Marfat.com

جا سکتا اس لیے قیدی بنانے سے قبل ان کو کچل دیا جانا ضروری تھا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس امر کی جانب یوں اشارہ فرمایا ہے:

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ ۭ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ڰ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ڮ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (الانفال ۸: ۶۷-۶۹)

کسی نبی کے لیے یہ زیبا نہیں ہے کہ اس کے پاس قیدی ہوں جب تک کہ وہ زمین میں دشمنوں کو اچھی طرح کچل نہ دے۔ تم لوگ دنیا کے فائدے چاہتے ہو، حالانکہ اللہ کے پیش نظر آخرت ہے اور اللہ غالب اور حکیم ہے اگر اللہ کا نوشتہ پہلے نہ لکھا جا چکا ہوتا تو جو کچھ تم لوگوں نے لیا ہے اس کی پاداش میں تم کو بڑی سزا دی جاتی۔ پس جو کچھ تم نے مال حاصل کیا ہے اسے کھاؤ کہ وہ حلال اور پاک ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ یقیناً اللہ درگزر کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے''۔

جنگ کے نتائج واثرات

جنگ کے بعد جنگ سے متعلق دونوں فریقوں کا جو حال ہوا وہ دلچسپ بھی ہے، عبرت انگیز بھی اور ایمان افروز بھی۔ اہل ایمان، اللہ کی نصرت پر شاداں وفرحاں تھے، جبکہ اہل کفر اپنے کرتوتوں کی سزا پا کر بے حوصلہ اور بد دل ہو چکے تھے۔ اہل نفاق اور اہل کتاب کا حال سب سے سوا تھا۔ ان کو رسول برحق کی فتح نے آتش زیر پا کر دیا تھا۔ ان کی اسلام دشمنی چھپائے نہ چھپتی تھی۔ وہ قریش مکہ سے بھی زیادہ تلملا رہے تھے۔ ان کی اسلام دشمنی نے ان کو اتنا مشتعل کر دیا تھا کہ وہ پاگلوں کی طرح جھاگ اڑانے اور اسلام کے خلاف زہر افشانی کرنے لگے۔

سب سے پہلے ہم اہل ایمان کا تذکرہ کرتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کے حکم سے دو تیز رفتار سوار بیک وقت بدر سے مدینہ کی جانب روانہ ہو گئے۔ ان کو حکم تھا کہ ایک مدینہ کی بالائی جانب

Marfat.com

سے شہر میں داخل ہو اور دوسرا زیریں جانب سے اور اہل بلد کو فتح کی نوید سنا دیں۔ یہ دو صحابی حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ تھے۔ حسن اتفاق ہے کہ جنگ بدر کے یہ دونوں بشیر جنگ موتہ کے موقع پر کمانڈر مقرر ہوئے تھے اور جام شہادت پی کر زندہ جاوید بن گئے تھے ان کی شہادت کا واقعہ جنگ موتہ کے حالات میں تفصیلاً عرض کیا جائے گا۔

فتح کی بشارت اور اعصابی جنگ

فتح کی بشارت آنے سے قبل مدینہ منورہ میں یہودیوں اور منافقوں نے طرح طرح کی افواہیں پھیلا دی تھیں۔ جنگ ہمیشہ اسلحے اور پروپیگنڈے سے لڑی جاتی ہے۔ مخالفانہ ذرائع ابلاغ اعصاب کمزور کرنے اور دشمن کے حوصلے پست کرنے میں تیر و تفنگ سے زیادہ کارگر ہوتے ہیں۔ مدینہ منورہ سے مخلص مسلمان مردوں کی بڑی تعداد بدر جا چکی تھی۔ مدینہ میں خواتین اور بچوں کے علاوہ چند ایک ہی مرد باقی رہ گئے تھے۔ ان لوگوں کو حضور اکرم ﷺ نے مختلف ذمہ داریاں سونپ رکھی تھیں۔ ان لوگوں کے درمیان اہم ترین تین شخصیتیں تھیں۔ ایک حضرت ابولبابہ انصاری رضی اللہ عنہ جن کو مدینہ میں نبی پاک نے اپنا جانشین مقرر کیا تھا اور دوسرے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ جن کو حضور اکرم ﷺ نے اپنی بیٹی رقیہ رضی اللہ عنہا (زوجہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ) کی شدید بیماری کی وجہ سے حکم دیا تھا کہ وہ میدان جنگ میں جانے کی بجائے مدینہ میں ان کی تیمارداری کریں۔ رقیہ رضی اللہ عنہا یوم بدر کے اگلے روز وفات پا گئی تھیں۔ تیسرے اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ تھے جو قبیلہ اوس کے سردار اور مدینہ کے سابقون الاولون میں سے تھے۔ وہ بڑی شان کے مالک اور اسلام کے نہایت سچے فدائی تھے۔ یہ کبھی کسی میدان جہاد سے پیچھے نہ رہے تھے۔ جنگ بدر کے موقع پر وہ موجود نہ تھے۔ جب انھیں آنحضور ﷺ کے تشریف لے جانے کا علم ہوا تو خیال تھا کہ آپ ابوسفیان کے قافلے کا تعاقب کرنے نکلے ہیں۔ ان کے اخلاص اور جذبہ جہاد پر کسی کو ذرا بھی شک و شبہ نہ تھا۔ ان کے علاوہ بھی کچھ مخلص صحابہ مدینہ میں موجود تھے مگر اکثریت عورتوں، بچوں اور معذوروں کی تھی۔

Marfat.com

سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ (قائم مقام امیر) کی خدمت میں حاضر ہو کر سب سے پہلے انھیں خوشخبری سنائی۔ ایک منافق نے انھیں دیکھا تو بھاگتا ہوا نکلا اور کہا: ''خدا کی قسم زید کے چہرے سے شکست خوردگی ظاہر ہو رہی ہے اور یہ دیکھیے محمد (ﷺ) کی ناقہ' چونکہ وہ خود میدان میں قتل ہو چکے ہیں' اس لیے زید ان کی ناقہ پر سوار ہو کر میدان سے بھاگ آیا ہے۔ یہودیوں نے بھی اپنے محلوں اور قبائل کے درمیان فوراً ان افواہوں پر جھوٹ کا نیا رداچڑھایا اور یہ افواہ چند لمحات میں ہر جانب پھیل گئی۔ جب حضرت زید رضی اللہ عنہ نے اہل مدینہ کو فتح کی بشارت سنا دی پھر بھی اسلام دشمن افواہوں کے زور پر ان کے بیان کو جھٹلاتے رہے۔ جس منافق نے ان کو شکست خوردہ قرار دیا تھا اس کی بات حضرت زید رضی اللہ عنہ کے نوعمر بیٹے اسامہ رضی اللہ عنہ نے سنی۔ اسامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے والد اس وقت مدینہ پہنچے جب ہم جنت البقیع میں سیدہ رقیہ بنت النبی ﷺ کا جنازہ پڑھ کر انھیں قبر میں اتار چکے تھے اور قبر پر مٹی ڈال رہے تھے۔ غم کے اس مقام پر فتح کی اس خوشخبری سے عجیب کیفیت طاری ہوئی۔

ننھا مجاہد مستقبل کا سالار

میرے خیال میں یہ بات قابل فہم ہے کہ مدینہ میں داخل ہوتے ہی جب سیدنا زید رضی اللہ عنہ کو سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات کی اطلاع ملی ہو گی تو فتح کی خوشی کے باوجود اس اندوہناک خبر سے وہ متاثر ہوئے ہوں گے۔ اس سانحے کی وجہ سے فتح کا جس انداز میں اعلان ہونا چاہیے تھا وہ نہ ہو سکا ہو گا اور اس چیز سے اسلام دشمن عناصر کو اپنی پراپیگنڈہ مہم اور سازش کی اشاعت کا موقع ہاتھ آ گیا ہو گا۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی عمر اس وقت صرف دس سال تھی مگر وہ عظیم باپ کے عظیم فرزند تھے۔ اللہ نے انھیں بڑی بے پناہ صلاحیتیں عطا کی تھیں۔ وہ خود بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد محترم کو الگ لے جا کر ان سے پوچھا: ''ابا جان جو خبر آپ لائے ہیں وہ درست ہے؟ کیا اہل اسلام فتح سے ہمکنار ہو چکے ہیں؟'' انھوں نے فرمایا: ''ہاں لختِ جگر بخدا یہ خبر سچی ہے۔'' حضرت

Marfat.com

اسامہ رضی اللہ عنہ یہ سنتے ہی اس منافق کے پاس پہنچے جو شکست کی افواہیں پھیلا رہا تھا۔ انھوں نے بڑی صلاحیت اور حوصلے سے اس کو مخاطب کیا اور فرمایا: ''اے فلاں! سن لے، تو اللہ اور اس کے رسول کا دشمن ہے۔ حضور اکرم مدینہ میں فاتحانہ آیا چاہتے ہیں۔ آپ ﷺ کی آمد پر ہم تجھے ان کے سامنے پیش کریں گے اور درخواست کریں گے کہ تیری گردن اڑا دی جائے۔'' منافق یہ سن کر کانپنے لگا اور معذرت و لجاجت سے کہا: ''خدا کی قسم میرا اس میں کوئی قصور نہیں۔ میں نے لوگوں کو ایسی باتیں کرتے ہوئے سنا تھا۔''

بظاہر یہ واقعہ معمولی سا ہے، مگر حقیقت میں یہ بڑا اسبق آموز واقعہ ہے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ نظریہ سچا اور اس کے ماننے والا مخلص ہو تو اس کی برکات سے ایک دس برس کا نوعمر بچہ بھی نازک اور پیچیدہ معاملات کو خوب سمجھتا ہے اور خاموش تماشائی یا بے تعلق شہری کی طرح بیٹھا نہیں رہتا بلکہ اپنی زندگی اور شعور کا سکہ دشمنوں کے دلوں پر بٹھا دیتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا طریق تربیت اتنا عظیم اور انقلابی تھا کہ آپ کے تربیت یافتہ سپاہی دنیا کی ہر مسلح فوج کا مقابلہ کر سکتے تھے اور ہر تکنیک کا توڑ ڈھونڈ لیتے تھے۔ یہی اسامہ رضی اللہ عنہ اٹھارہ برس کی عمر میں حضور اکرم ﷺ کے تیار کردہ لشکر کی کمان کے لیے دربارِ رسالت سے مقرر کیے گئے تھے۔

فاتح لشکر کی مدینہ واپسی

عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ اور زید بن حارثہ کی آمد اور بشارت کے بعد جب جیشِ اسلام مدینہ میں وارد ہوا تو عجیب شان تھی۔ یہودیوں اور منافقین کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ قریش کے معزز ترین سردار جنگی قیدی بنے فوج کے آگے آگے آرہے تھے۔ یہ پورے عرب میں معروف تھے۔ سہیل بن عمرو، عباس بن عبدالمطلب، نوفل بن حارث، ولید المخزومی، عمرو بن ابی سفیان سے کون واقف نہ تھا! یہ جنگی قیدیوں کے آگے آگے تھے، ان کے ساتھی ان کے پیچھے آرہے تھے، ان کی تعداد ستر کے قریب تھی۔

Marfat.com

جنگی قیدیوں کے پیچھے فاتح فوج تھی اور ان سب کے درمیان اس فوج کا سپہ سالار اعظم تھا جو فتح پر بلاشبہ مسرور تھا، مگر وہاں کبر اور غرور نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ مدینہ کے لوگ گھروں سے باہر نکل آئے تھے۔ مبارکباد اور تکبیر و تحمید سے فضا گونج اٹھی تھی۔ سب سے پہلے اوس کے سردار اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور حضور ﷺ سے گلے ملے اور مبارکباد دیتے ہوئے عرض کیا: ''یارسول اللہ! الحمدللہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح عطا فرمائی اور آپ کی آنکھیں ٹھنڈی کر دیں۔ میرا مدینہ میں رہ جانا محض اس وجہ سے تھا کہ میرے خیال میں آپ تجارتی قافلے سے تعرض کرنے نکلے تھے۔ اگر مجھے علم ہوتا کہ آپ کا مقابلہ قریش کے لشکر سے ہوگا تو میں ہرگز پیچھے نہ رہتا۔'' حضور اکرم ﷺ نے اپنے جاں نثار کی یہ باتیں سنیں تو فرمایا: ''صَدَقْتَ ''یعنی تو نے سچ کہا۔

سپاہیانہ جوش حکیمانہ قیادت

حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اور دوسرے اہل یثرب نے جس مقام پر حضور اکرم ﷺ کا استقبال کیا وہ 'روحا' کہلاتا ہے اور مدینہ منورہ سے بدر کی جانب ۳۰ یا ۴۰ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہاں مسلمانوں نے جب حضور ﷺ کو مبارکباد دی تو آپ کے نوجوان صحابی حضرت سلمہ بن سلامہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''یارو کس بات پر مبارک دیتے ہو۔ بخدا ہمارے مخالفین تو قربانی کے جانوروں کی مانند تھے، جنھیں ہم نے گاجر مولی کی طرح کاٹ پھینکا۔'' حضور اکرم ﷺ نے اس پرجوش نوجوان کی یہ سادہ اور دلچسپ بات سنی تو آپ مسکرائے اور فرمایا: ''اے بھتیجے وہ معمولی لوگ نہیں تھے، بلکہ ذی وقار سردار تھے۔ سرزمین عرب پر ان سے زیادہ معزز اور طاقت ور کوئی نہ تھا' مگر وہ اللہ کے مقابلے پر نکلے تو اللہ نے ان کو مغلوب اور رسوا کر دیا۔''

حضور اکرم ﷺ کے اس جملے کے اندر بڑی عبرت اور عظمت ہے۔ آپ نے شکست خوردہ دشمن کو حقیر جاننے کے بجائے ان کی شان و شوکت کا اعتراف کیا۔ یہ آپ کی وسیع الظرفی کا ثبوت ہے اور خدا خوفی کی علامت بھی۔ اس کے اندر بہترین داعیانہ کردار کی بھی جھلک پائی جاتی ہے۔

Marfat.com

جو لوگ قتل ہو چکے تھے ان کے اسیر ساتھیوں اور مکہ میں ان کے ورثا میں سے بہت سے لوگوں کے لیے یہ پیغمبرانہ الفاظ نہایت معجز نما تھے۔ فتح کے وقت کامیابی کے نشے سے مخمور نہ ہو جانا اسوہ رسول کی تعلیم ہے۔ آپ ان جنگی قیدیوں کے دل جیتنا چاہتے تھے۔ یہی داعیانہ شان ہے۔

گڑھے والے

جنگ کے بعد کفار مکہ ہزیمت اور عار کی وجہ سے دیگر قبائل سے منہ چھپاتے پھرتے تھے، مگر یہود و مشرکین اور منافقین کی صفوں میں ان کے ہمدردان کی ہمت بندھانے میں مشغول رہے۔ کفار مکہ تین حصوں میں بٹ گئے۔ ایک حصہ تو بدر کے میدان میں تہ تیغ ہوا۔ ان کی تعداد ستر تھی اور ان میں قریش کے بڑے بڑے رؤسا و زعما تھے۔ ان کو حضور اکرم ﷺ نے ایک گڑھے (قلیب) میں ڈال کر مٹی سے ڈھانپ دیا تھا۔ ان کو اصحاب القلیب (گڑھے والے) بھی کہا جاتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کو دفن کرنے کے بعد ان سے خطاب فرمایا تھا۔ ابن اسحاق اور دیگر مؤرخین نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔ محمد احمد باشمیل نے اپنی مشہور کتاب غزوۃ بدر الکبریٰ کے صفحہ ۱۷۷ پر ابن اسحاق کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضور ﷺ نے گڑھے کے کنارے کھڑے ہو کر فرمایا: ''اے گڑھے والو! میرے ربّ نے مجھ سے جو وعدہ کیا تھا میں نے اسے سچا پایا ہے۔ تم بتاؤ کیا تم نے بھی اپنے رب کے وعدے کو سچا پایا یا نہیں؟'' اور دوسری روایت میں ہے: ''اے گڑھے والو تم نبی کے بدترین رشتہ دار ثابت ہوئے۔ تم نے مجھے جھٹلایا، جبکہ دوسروں نے میری تصدیق کی، تم نے مجھے گھر سے نکال دیا جبکہ دوسرے لوگوں نے مجھے اپنے ہاں پناہ دی، تم نے میرے ساتھ جنگ لڑی جبکہ دوسرے میری مدد کو آئے۔''

اس موقع پر صحابہ نے عرض کیا: ''یارسول اللہ! آپ ان لوگوں سے گفتگو فرما رہے ہیں، حالانکہ یہ مر چکے ہیں؟'' آپ ﷺ نے جواب دیا: ''یہ جان چکے ہیں کہ ان کے رب نے ان سے جو وعدہ کیا تھا وہ حق ہے۔'' ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا: ''جو کچھ میں نے کہا ہے

Marfat.com

وہ انھوں نے سن لیا ہے کیوں کہ اللہ نے خصوصی طور پر ان کو یہ سنوادیا۔‘‘

سماع موتیٰ کا مسئلہ خاصا معروف ہے۔ اس پر بڑی بحثیں علما کے درمیان ہو چکی ہیں۔ قرآن مجید میں بہت واضح الفاظ میں اللہ نے فرمادیا ہے کہ مردے نہیں سن سکتے۔ حضور اکرم ﷺ کے معجزات میں سے یہ بھی ایک معجزہ ہے کہ اس خاص موقع پر اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کا کلام مقتولین بدر کو سنوادیا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

دو مجرموں کے قتل کا حکم

جنگی قیدیوں کی تعداد بھی ستر کے لگ بھگ تھی۔ انھیں گرفتار کر کے مدینہ کی جانب لے جایا گیا۔ ان قیدیوں میں سے صرف دو کو ان کے ناقابل معافی جرائم کی وجہ سے قتل کیا گیا۔ یہ دو تھے عقبہ بن ابی معیط اور نضر بن حارث بن کلدہ۔ یہ دونوں اپنی اسلام دشمنی کے لیے بہت بدنام تھے۔ عقبہ بن ابی معیط تو آنحضور ﷺ پر مکی زندگی میں بہت سے مظالم ڈھا چکا تھا۔ آپ کو حرم مکی میں نماز کی حالت میں ستانا اس کا محبوب مشغلہ تھا۔ کبھی آپ کے گلے میں چادر ڈال کر مروڑتا یہاں تک کہ آپ کا سانس گھٹنے لگتا۔ ایک بار اس بدبخت نے ایک مردہ اونٹ کی اوجھڑی لا کر آنحضور کی پشت مبارک پر رکھ دی تھی۔ اس وقت آپ حالت سجدہ میں تھے۔ نضر بن حارث نے اسلام کا راستہ روکنے کے لیے گانے بجانے والی لونڈیاں رکھی ہوئی تھیں اور رستم و اسفندیار کے قصے ایران سے خرید کر لایا تھا تاکہ لوگ قرآن سننے کے بجائے ان افسانوی قصوں میں محو و مشغول رہیں۔ قرآن مجید کی سورہ لقمان آیت ۶ میں لہوالحدیث کے ذریعے لوگوں کو گمراہ کرنے کا جو تذکرہ آیا ہے اس کے بارے میں تمام مفسرین متفق ہیں کہ یہ آیت نضر بن حارث کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ امام قرطبی نے اپنی تفسیر جلد ۴ کے صفحہ ۵۲ پر اس کی تفصیل لکھی ہے۔

جب حضور اکرم ﷺ مدینہ منورہ سے ایک منزل کے فاصلے پر صفراء کے مقام پر پہنچے تو آپ نے حکم دیا کہ نضر بن حارث کو قتل کر دیا جائے۔ چنانچہ آپ کے حکم کی تعمیل میں سیدنا علی بن ابی

Marfat.com

طالب رضی اللہ عنہ نے اس کا سر قلم کر دیا۔ نضر کی بیٹی قتیلہ بڑی قادر الکلام شاعرہ تھی۔ جب نضر کے قتل کی خبر مکہ پہنچی تو اس نے ایک دردناک مرثیہ لکھا جس میں آنحضور کی تعریف میں بھی چند اشعار لکھے گئے تھے۔ اپنے باپ کی گرفتاری اور پھر اس حالت میں قتل کا جو دردناک نقشہ شاعرہ نے کھینچا ہے وہ بڑا ہی پرتاثیر ہے۔ میں نے یہ مرثیہ بارہا پڑھا ہے اور اس کے ایک ایک مصرعہ سے درد و اندوہ اور غم و حزن کے سوتے پھوٹتے ہوئے محسوس کیے ہیں۔

بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ حضور اکرم ﷺ تک جب یہ اشعار پہنچے تو آپ نے فرمایا: ''اگر یہ اشعار نضر کے قتل سے قبل مجھ تک پہنچ جاتے تو میں اسے معاف کر دیتا۔'' مؤرخین کی اس رائے سے ابن ہشام نے اختلاف کیا ہے اور محمد احمد باشمیل نے بھی لکھا ہے کہ یہ روایت قابل قبول نہیں کیونکہ حضور اکرم ﷺ نے اس کے قتل کا حکم اللہ تعالیٰ کی مرضی اور اشارے سے دیا تھا۔ مجھے بھی یہی رائے درست معلوم ہوتی ہے۔ (تفصیلات کے لیے دیکھیے: سیرۃ ابن ھشام، القسم الاول، ص ۶۴۴-۶۵۴)

عقبہ بن ابی معیط کے قتل کا حکم عرق الظبیہ کے مقام پر دیا گیا۔ اس حکم نبوی کی تعمیل حضور کے مایہ ناز صحابی حضرت عاصم بن ثابت بن ابی الافلح انصاری رضی اللہ عنہ نے کی۔ حضرت عاصم عظیم مجاہد اور نڈر سپاہی تھے۔ وہ بہت بڑے عالم بھی تھے۔ واقعہ رجیع میں شہید ہوئے۔ یہ چھ صحابہ کے امیر تھے جنھیں کفار نے رجیع کے مقام پر غدر سے شہید کرنے کی سازش کی تھی۔ امیر جماعت اور تین دیگر صحابہ شہید ہو گئے تھے، جبکہ حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن دِثنہ رضی اللہ عنہ گرفتار کر لیے گئے اور بعد میں مکہ لے جا کر انھیں پھانسی دے دی گئی۔ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ

عقبہ بن ابی معیط بڑا چرب زبان تھا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل کا حکم دیا تو وہ کہنے لگا: ''اے محمد، مجھے قتل کروانا چاہتے ہو؟ سارے قریش کے درمیان سے مجھی کو کیوں نشانہ

Marfat.com

بنا رہے ہو؟'' آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے کرتوتوں کا تذکرہ فرمایا۔ اس موقع پر آپ نے اپنی بیٹی فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا ذکر کرتے ہوئے کہا: ''فاطمہ نے آ کر میری پیٹھ سے اوجھڑی ہٹائی۔ وہ میرے کپڑے دھوتی جاتی تھی اور فرطِ غم سے روتی جاتی تھی۔'' اس کے قتل کا حکم بھی اللہ کے حکم کے تحت دیا گیا۔ (سیرۃ ابن ھشام، القسم الاول، ص ۶۴۴)

--❀--❀--❀--

Marfat.com

باب سوم

غزوۂ بدر کے بعد

Marfat.com

اسیرانِ جنگ

اسیران جنگ کے بارے میں حضور کا مشورہ

مدینہ پہنچنے کے بعد حضور اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ سے اسیران جنگ کے بارے میں مشورہ کیا۔ اس مشاورت میں کبار صحابہ شریک تھے۔ ایک رائے یہ تھی کہ ان لوگوں کی گردنیں مار دی جائیں۔ اس رائے کے پیش کرنے والوں میں بعض دیگر صحابہ بھی شامل تھے، مگر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ان میں پیش پیش تھے۔ جن صحابہ نے یہ رائے دی تھی اس کے حق میں ان کے دلائل مندرجہ ذیل تھے:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے اور دلائل

یہ لوگ کفر کے سرغنے ہیں۔ انھوں نے اسلام کے خلاف بڑی سازشیں کی تھیں اور اہل اسلام پر بے پناہ مظالم ڈھائے تھے۔ اب جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان پر اہل اسلام کو غلبہ عطا فرمایا ہے تو ان کی گردنیں کاٹ دینی چاہییں، تاکہ اسلام دشمنوں کو عبرت حاصل ہو اور ان کے دلوں پر اسلام کی قوت وشوکت کی دھاک بیٹھ جائے اور مسلمانوں کے دل ٹھنڈے ہو جائیں۔ یہ اسیران جنگ اس سلوک کے ہر لحاظ سے مستحق ہیں۔ عصبیت جاہلیہ اور قبائلی حمیت کا بت بھی اس سے ٹوٹ جائے گا اور یہ بات ثابت ہو جائے گی کہ مسلمان اللہ اور اس کے رسول کے سچے وفادار ہیں اور ان کے دشمنوں کے بارے میں کوئی نرم گوشہ نہیں رکھتے، اگرچہ وہ ان کے خونی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔ اس رائے کے بڑے وکیل اور مؤید سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسی لیے یہ تجویز بھی پیش کی تھی کہ ہم میں سے ہر شخص اپنے قریبی عزیز کا گلا کاٹے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے اور دلائل

اسیران جنگ کے بارے میں دوسری رائے یہ تھی کہ ان سے نرمی اور شفقت کا معاملہ کیا

Marfat.com

جائے اورعفو ودرگزر سے کام لے کران کے اوران کے اعزہ واقربا کے دل جیت لیے جائیں۔اس رائے کا اظہار کئی صحابہ نے کیا' مگر اسے حضور کی خدمت میں پیش کرنے کا شرف سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوا'اس رائے کے حق میں یہ دلائل دیے گئے۔:

یہ لوگ ہمارے قبضے میں ہیں۔اب ان کی جانیں محفوظ ومحترم سمجھی جانی چاہییں اِلّا یہ کہ کسی کا کوئی خصوصی جرم ایسا ہو جس پر قتل کی سزا دی جاسکتی ہو۔

یہ ہمارے عزیز رشتہ دار ہیں۔انتقام وعقوبت کے مقابلے میں صلہ رحمی زیادہ بہتر ہے۔اس بات کا بھی امکان ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں اسلام کی محبت ڈال دے اور یہ اپنی روش ترک کر کے مسلمان ہو جائیں۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ کی انبیا سے مشابہت کی مثال

دونوں جانب سے اپنی اپنی آرا کے حق میں دلائل پیش کیے گئے۔ ہر جانب کے پیش نظر اسلام کی بہتری اور حق کا غلبہ تھا۔ دونوں آراء اجتہاد پر مبنی تھیں۔حضور اکرم ﷺ نے آراء سننے کے بعد ارشاد فرمایا:''اجتہاد کے لیے کوشش اور دلائل پر آپ حضرات مبارکباد اور اجر کے مستحق ہیں۔دونوں جانب دلائل موجود ہیں۔'' پھر آنحضور ﷺ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے کو حضرت ابراہیم اور عیسیٰ علیہما السلام کی دعا سے تشبیہ دی اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے قول کو حضرت نوح اور موسیٰ علیہما السلام کے اقوال کے مترادف قرار دیا۔حضرت ابراہیم علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی اقوام کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے نرمی ورافت کی دعا کی تھی۔ جبکہ موسیٰ ونوح علیہما السلام نے اتمامِ حجت کے بعد نافرمانوں کے لیے عذاب کا مطالبہ کیا تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا سورہ ابراہیم میں یوں منقول ہے''اے پروردگار جو میرے طریقے پر چلے وہ میرا ہے اور جو میرے خلاف طریقہ اختیار کرے تو یقیناً تو درگزر کرنے والا مہربان ہے۔''(آیت ۳۶)۔سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سورۃ المائدہ آیت ۱۱۸ میں یوں بیان کی گئی ہے۔''اے اللہ اگر تو ان کو عذاب میں مبتلا کر دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر انھیں

Marfat.com

معاف کر دے تو (اے مولا) تو غالب اور دانا ہے۔"

حضرت نوح علیہ السلام کی دعا کا تذکرہ سورہ نوح میں ملتا ہے جہاں آپ نے اپنی قوم کی صدیوں پر محیط بغاوت کو دیکھ کر عرض کیا: "اے میرے رب ان کافروں میں سے کوئی زمین پر بسنے والا نہ چھوڑ۔۔۔۔" (آیت ۲۶) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا فرعون اور اس کی قوم کے سرکش سرداروں کے متعلق سورہ یونس آیت ۸۸ میں مذکور ہے۔ "اے رب ان کے مال غارت کر دے اور ان کے دلوں پر ایسی مہر ثبت کر دے کہ ایمان نہ لائیں، جب تک دردناک عذاب نہ دیکھ لیں۔"

حضور اکرم ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے کو پسند فرمایا اور اسیران جنگ کو بتا دیا گیا کہ وہ اپنا فدیہ ادا کریں اور رہائی پا لیں۔ بعض اسیران کو آپ نے ان کی غربت کی وجہ سے بغیر فدیہ لیے بھی رہائی عطا فرما دی تھی جبکہ پڑھے لکھے قیدیوں کو حکم دیا گیا کہ وہ انصار کے دس دس بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دیں تو انھیں رہا کر دیا جائے گا۔

اسیران بدر جو دولت ایمان سے مالا مال ہوئے

ان جنگی قیدیوں میں سے بہت سے لوگ بعد میں مسلمان ہوئے اور اسلام کی خدمت کے لیے کارہائے نمایاں سرانجام دیے۔ مؤرخین نے اسیران بدر میں سے مندرجہ ذیل افراد کے نام بیان کیے ہیں جو قبول اسلام اور درجہ صحابیت سے شرف یاب ہوئے۔

حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ

عقیل بن ابی طالب بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ

نوفل بن حارث بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ

ابو العاص بن ربیع رضی اللہ عنہ (حضور پاک ﷺ کے داماد جن کے قبول اسلام کی تفصیل آگے آئے گی)

ابو عزیز بن عمیر رضی اللہ عنہ (مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے بھائی)

Marfat.com

السائب بن ابی حُبیش رضی اللہ عنہ

خالد بن ہشام رضی اللہ عنہ

عبداللہ بن ابی السائب رضی اللہ عنہ

المطلب بن حُنطب المخزومی رضی اللہ عنہ

ابو وداعہ الحارث بن ضبیرہ رضی اللہ عنہ

سائب بن عبید رضی اللہ عنہ

خالد بن اسید رضی اللہ عنہ

عبداللہ بن ابی بن خلف رضی اللہ عنہ

وہب بن عمیر رضی اللہ عنہ

سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ

عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہ (ام المومنین حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کے بھائی)

قیس بن السائب المخزومی رضی اللہ عنہ

نسطاس رضی اللہ عنہ مولیٰ امیہ بن خلف

اس طرح کل ستر کے قریب جنگی قیدی تھے، جن میں سے اٹھارہ خوش قسمت انسان قبول اسلام کی توفیق پا کر درجہ صحابیت پر فائز ہوئے۔ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔

بدر کے قیدیوں میں سے سب سے پہلے رہائی پانے والے ابو وداعہ الحارث بن ضبیرہ (نمبر ۱۰) تھے۔ ان کے بیٹے مطلب بن ابی وداعہ نے ان کا فدیہ مکے سے آ کر ادا کیا اور انھیں چھڑوا لیا۔ دونوں باپ بیٹا فتح مکہ کے دن اکٹھے ہی مسلمان ہوئے۔

مساواتِ محمدی

حضور اکرم ﷺ نے تمام جنگی قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک اور نرمی کا معاملہ کیا۔ آپ نے جنگی قیدی صحابہ کے درمیان تقسیم کر دیے تھے اور انھیں حکم دیا گیا تھا کہ اپنے اپنے قیدی کو پیٹ بھر

Marfat.com

کر کھانا کھلائیں' اگر چہ خود بھوکے ہوں۔ زخمیوں کی مرہم پٹی کا بھی حکم دیا گیا اور جن کے کپڑے پھٹ گئے تھے' ان کو نئے کپڑے پہنانے کی بھی تلقین فرمائی۔ مدینہ پہنچنے کے بعد پہلی رات کو تمام قیدی مسجد نبوی کے صحن میں رکھے گئے تھے۔ اس خدشے کے پیش نظر کہ کوئی قیدی بھاگ نہ جائے' ان سب کو بیڑیاں پہنا دی گئی تھیں۔ قیدیوں کے گرد پہرے کا بھی مناسب اہتمام تھا۔ قیدیوں کے درمیان حضور اکرم ﷺ کے چچا عباس بن عبدالمطلب بھی تھے۔ وہ جنگ میں زخمی ہو گئے تھے۔ زخموں کی وجہ سے ان کے کراہنے کی آواز حجرہ نبوی میں سنائی دیتی تھی۔ چچا کی تکلیف نے اللہ کے نبی کو بے چین کر دیا تھا۔ جنگ کی اعصاب شکن تھکاوٹ کے باوجود آپ ﷺ کو نیند نہ آرہی تھی آپ مسلسل کروٹیں بدل رہے تھے۔ پہرہ دینے والے ایک صحابی نے سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''عباس کے کراہنے کی آواز میری نیند اڑا دیتی ہے۔''

حضور اکرم ﷺ کی یہ بے چینی فطری اور تقاضائے بشری کے عین مطابق تھی۔ صحابی نے آپ کی بے قراری دیکھ کر خاموشی سے جا کر عباس بن عبدالمطلب کی بیڑیاں اتار دیں۔ تھوڑی ہی دیر میں عباس آرام کی نیند سو گئے۔ جب حضور ﷺ کو ان کی آواز سنائی نہ دی تو آپ نے استفسار کیا جس کے جواب میں صحابی نے ماجرا بیان کیا۔ حضور پاک نے ارشاد فرمایا: ''یا تو سب قیدیوں کی بیڑیاں اتار دو یا عباس کو بھی بیڑیاں پہنا دو۔'' یہ تھی مساوات محمدی! ہمارے دور میں مساوات محمدی کی اصطلاح تو کچھ لوگوں نے بہت استعمال کی' مگر جس ظلم و ستم اور عدوان و بے انصافی سے انھوں نے عام لوگوں کے حقوق چھینے اور اپنے اعزہ اور چہیتوں کو اندھا دھند نوازا' اسے دیکھ کر انسانیت سر پیٹ کر رہ گئی۔

جنگی قیدیوں سے حسن سلوک

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جنگی قیدیوں کے ساتھ جو حسن سلوک کیا۔ اس کی بہت سی مثالیں تاریخ کے سینے میں محفوظ ہیں۔ زرارہ بن عمیر المعروف ابوعزیز مکی' مصعب بن عمیر کا بھائی تھا اور جنگی قیدیوں میں شامل تھا۔ اس کا اپنا بیان ہے کہ ''میں انصار کے جس گھرانے میں تھا وہ انتہائی نیک

Marfat.com

نفس، پاک طینت اور اخلاق کریمانہ کے مالک لوگ تھے۔ دو پہر اور شام کو کھانے کا وقت ہوتا تو خود کھجوریں کھاتے، مگر مجھے ہمیشہ روٹی کھلاتے تھے۔ میں ان کو اس حال میں دیکھ کر شرمسار ہو جاتا تھا، مگر وہ میرے ساتھ مسلسل نیکی اور حسن اخلاق ہی کا معاملہ کرتے رہے۔''

آج جنگی قیدیوں کے متعلق جنیوا کنونشن کا بہت ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے، مگر جنگی قیدیوں کے حقوق کا تصور اور ان کا عملی اہتمام و احترام تو رسول عربی علیہ الصلوۃ والسلام نے کیا تھا۔ جنیوا کنونشن (۱۹۴۹ء) میں اقوام متحدہ کے ارکان نے جس مسودے پر دستخط کیے تھے۔ ان میں بیان کردہ حقوق سے کہیں زیادہ اور بہتر حقوق آج سے چودہ صدیاں قبل مدینہ منورہ میں قیدیوں کو عطا کیے گئے تھے۔ جنیوا کنونشن کے دستخط کنندگان قیدیوں کو خود اپنے طے کردہ حقوق بھی نہیں دیتے، جبکہ رسول رحمت نے اپنے خون کے پیاسوں کو انسانی عزت و شرف کے ساتھ جملہ حقوق عطا فرمائے۔

فدیہ

قیدیوں کو رہا کرنے کے لیے ان پر فدیے کی رقم عائد کی گئی تھی جو چار ہزار درہم فی کس تھی۔ یہ بھی اعلان کر دیا گیا تھا کہ اگر کوئی قیدی فدیہ ادا نہ کر سکے تو انصار مدینہ کے دس بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دے، یہی اس کا فدیہ شمار ہوگا۔ اس طرح مدینہ کے بہت سے بچوں نے کتابت و قرات کی تعلیم حاصل کی۔ معروف صحابی اور قرآن کے بہت بڑے عالم حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بھی انھی بچوں میں شامل تھے، جنھوں نے اسیران بدر سے تعلیم پائی تھی۔ قرآن مجید کو حضرت زید رضی اللہ عنہ ہی نے عہد صدیقی میں جنگ یمامہ کے بعد خلیفہ رسول کے حکم سے مدون کیا تھا۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ان کے بھتیجوں کا فدیہ

اسیران بدر کے ورثا اپنے قیدیوں کا فدیہ ادا کر کے انھیں رہا کروا رہے تھے۔ آنحضور ﷺ کے چچا عباس مالدار تاجر تھے۔ انھوں نے حضور ﷺ سے عرض کیا: ''یا رسول اللہ میں تو اسلام کا وفادار ہوں۔ بس مجبوری سے قریش کے ساتھ تھا۔''

Marfat.com

آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس وفاداری کا اجر تو آپ کو اللہ تعالیٰ سے مل جائے گا۔ ہم تو ظاہری حالات کے مطابق تمام لوگوں سے یکساں معاملہ کریں گے۔''

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے دو بھتیجے اور ایک حلیف بھی گرفتار ہوئے تھے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''چچا جان آپ اپنا فدیہ بھی ادا کریں اور عقیل بن ابی طالب، نوفل بن حارث بن عبدالمطلب اور عتبہ بن عمرو بن جحدم کا فدیہ بھی جمع کرائیں۔'' انھوں نے عذر پیش کیا کہ ان کے پاس کوئی رقم نہیں۔ حضور پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اس رقم کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں جسے آپ نے اپنی بیوی ام فضل کے ساتھ مل کر زمین میں دفن کر دیا تھا اور آپ نے ام فضل سے کہا تھا کہ اگر مجھے دوران جنگ کچھ ہو جائے تو اس رقم میں سے فضل، قثم، عبیداللہ اور عبداللہ کو اتنا اتنا حصہ دے دینا۔''

آنحضور ﷺ کی زبان سے یہ الفاظ سن کر عباس پکار اٹھے: ''خدا کی قسم میں جانتا ہوں کہ آپ اللہ کے سچے رسولؐ ہیں۔ اس واقعہ کا میرے اور ام فضل کے سوا کسی کو علم نہ تھا۔''

جنگ کے بعد جب حضرت عباس کو گرفتار کیا گیا تو ان کے پاس بیس اوقیہ سونا تھا جو غازیوں نے ان سے لے لیا۔ حضرت عباس نے کہا: ''اچھا ٹھیک ہے میرا وہ بیس اوقیہ سونا بھی زر فدیہ میں شمار کر لیا جائے۔'' آنحضور ﷺ نے فرمایا: ''نہیں وہ تو زر فدیہ میں شمار نہیں ہو سکتا، کیونکہ وہ اللہ نے ہمیں بطور مالِ غنیمت دلوایا ہے۔'' اس کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اپنا، اپنے بھتیجوں اور حلیف کا فدیہ ادا کیا اور رہائی پائی۔ یہ واقعہ ولید الاعظمی نے المعجزات المحمدیہ میں مستند حوالوں سے لکھا ہے۔ (دیکھیے کتاب کا اردو ترجمہ: معجزات سرورِ عالم ص: ۵۷، ۵۹)

محمد احمد باشمیل نے غزوئہ بدر الکبریٰ کے صفحہ ۲۴۵ پر ابن کثیر کے حوالے سے لکھا ہے کہ انصاری صحابہ نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ عباس چونکہ آپ ﷺ کے چچا ہیں اور ہمارے نواسے ہیں، اس لیے انھیں فدیہ لیے بغیر رہا کر دیا جائے، مگر آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ نہیں عباس فدیہ ادا کر سکتے ہیں۔ (امام بخاری نے بھی اپنی صحیح البخاری کی جلد اول میں کتاب

Marfat.com

المغازی میں یہ واقعہ تفصیلاً روایت کیا ہے)

حضور پاک ﷺ کے داماد ابوالعاص

اسیران بدر میں حضور ﷺ کے داماد ابوالعاص بن ربیع بھی شامل تھے۔ وہ بنو عبد شمس سے تعلق رکھتے تھے۔ آنحضور ﷺ کی بڑی صاحبزادی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا ان کے نکاح میں تھیں، اس وقت تک غیر مسلم مردوں کے ساتھ مسلم خواتین کے نکاح کو فسخ کرنے کا حکم نازل نہ ہوا تھا۔ ابوالعاص نے مدینہ سے مکہ اپنی اہلیہ کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ زرِ فدیہ کا انتظام کریں۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے پاس اور کچھ پس انداز نہ تھا، انھوں نے کچھ درہم اور اپنے گلے کا قیمتی ہار مدینہ بھجوا دیا۔ یہ ہار شادی کے وقت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے اپنی لختِ جگر کو دیا تھا۔ آنحضور ﷺ کی خدمت میں جب یہ سامان فدیہ پیش کیا گیا تو آپ کو اپنی رفیقۂ حیات یاد آگئیں، ان کی اسلام کے لیے خدمات آنکھوں کے سامنے گھوم گئیں، جی بھر آیا اور فرطِ جذبات سے آنکھیں بھیگ گئیں۔ ابوالعاص حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہالہ بنت خویلد کا بیٹا تھا، اس طرح داماد ہونے کے علاوہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا حقیقی بھانجا بھی تھا۔

حضور اکرم ﷺ نے زینب کا ہار اپنے ہاتھ میں لیا اور صحابہ سے کہا: ''یہ بیٹی کے پاس اس کی ماں کی نشانی ہے اگر تم اسے وصول کرنا چاہو تو کرلو اور اگر اس کی مالکہ کو واپس کر دو تو تمھاری مرضی۔'' مسلمانوں نے بخوشی ہار سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو واپس کرنے کا اعلان کیا اور ان کے اسیر خاوند کو ادا کردہ دراہم کے بدلے رہا کر دیا۔ ابوالعاص کی رہائی کے وقت آنحضور ﷺ نے ان سے کہا کہ وہ مکہ جا کر سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو مدینہ بھیج دیں، چنانچہ انھوں نے وعدے کے مطابق سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو مدینہ بھیج دیا۔ دونوں کے درمیان تفریق ہوگئی۔ جب کچھ عرصہ بعد ابوالعاص مسلمان ہوئے تو آنحضور ﷺ نے نئے عقد نکاح کے ساتھ زینب رضی اللہ عنہا کو ان کی زوجیت میں دے دیا۔ طبری نے یہ واقعہ تفصیل سے بیان کیا ہے۔ (دیکھیے: تاریخ طبری تذکرۂ اسیرانِ بدر ص ۱۳۴۸)

Marfat.com

ابو العاص رضی اللہ عنہ کی دوسری گرفتاری اور قبولِ اسلام

حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کا واقعہ بھی طبری اور دوسرے مؤرخین نے لکھا ہے۔ جنگ بدر کے بعد رہا ہو کر مکہ آئے تو مالی حالت خستہ تھی۔ یہ بہت اچھی شہرت اور ساکھ کے تاجر تھے۔ اہل مکہ کا مال لے کر شام گئے۔ وہاں سے کثیر مال تجارت لے کر واپس لوٹ رہے تھے کہ مسلمانوں کے ایک دستے نے ان کو ساز و سامان سمیت پکڑ لیا۔ مدینہ آئے تو یہ حضرت زینب کے پاس پہنچے۔ حضرت زینب نے ان کا استقبال تو کیا مگر فرمایا کہ میرے تمھارے درمیان اب مفارقت ہو چکی ہے۔ انھوں نے اپنے مال کے بارے میں تفصیل بتائی اور کہا کہ مال تجارت تو اہل مکہ کا ہے۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے آنحضور ﷺ سے ان کی سفارش کی اور عرض کیا کہ میں ان کو پناہ دے چکی ہوں۔ حضور اکرم ﷺ نے لوگوں سے فرمایا: ''اگر تم مناسب سمجھو تو ابو العاص کا مال واپس کر دو۔'' آپ ﷺ کا یہ فرمان سنتے ہی لوگوں نے لبیک کہا۔ اگرچہ مال سپاہیوں کے درمیان تقسیم ہو چکا تھا مگر چشم فلک نے عجیب منظر دیکھا۔ ہر شخص اپنے اپنے حصے کا مال لیے ہوئے آرہا تھا۔ سوئی دھاگے تک ہر چیز لا کر ڈھیر کر دی گئی۔ چشم فلک نے جو منظر دیکھا تھا' ابو العاص کی آنکھوں سے وہ کیسے اوجھل رہ سکتا تھا۔ وہ مال لے کر مکہ پہنچے۔ اہل مکہ کو ان کا مال واپس کیا اپنا حصہ وصول کیا اور کہا: ''میں مدینہ ہی میں دل سے مسلمان ہو چکا تھا' مگر تمھارا مال واپس کرنے کے لیے آیا ہوں' تاکہ تم یہ نہ کہو کہ اس شخص نے ہمارا مال کھا لیا ہے اور اب تقاضے کے ڈر سے مسلمان ہو گیا ہے۔ اب میں مدینہ جا کر اسلام کا اعلان کروں گا۔'' پھر لوگوں سے پوچھا کہ اگر کسی کا کوئی مال میرے ذمے ہو تو بتائے مگر کسی نے بھی کوئی مطالبہ نہ کیا۔

اہم نکات

حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ کے ان واقعات میں بہت سے اہم نکات

Marfat.com

قابل غور ہیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے احترام اور محبت کے باوجود آنحضور ﷺ نے ان کو فدیے کے بغیر رہا نہ کیا' کیونکہ وہ مالدار تھے اور فدیہ ادا کر سکتے تھے۔ ان کے ہاتھوں سے چھینا جانے والا سونا بھی مالِ غنیمت میں شمار کیا گیا۔ ان کے دونوں بھتیجے اور ان کا حلیف مفلس تھے۔ اس لیے آنحضور ﷺ نے ان سب کا فدیہ بھی حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے دلوایا۔

حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کے پاس اس زمانے میں مال و دولت نہ تھا۔ ان کا فدیہ ادا کرنے والا بھی مکہ میں ان کی اہلیہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے سوا کوئی نہ تھا۔ بنوامیہ اور بنوعبد شمس باوجود اپنی شان وشوکت اور قیادت کے جنگ بدر میں بری طرح پٹ گئے تھے۔ عتبہ، شیبہ، ولید، حنظلہ بن ابی سفیان، عقبہ بن ابی معیط سمیت ان کے بارہ افراد قتل ہوئے، جبکہ عمرو بن ابی سفیان، خالد بن اسید اور ابوالعاص بن ربیع سمیت ان کے ۱۹ اہم افراد جنگی قیدی بن چکے تھے۔ ابوالعاص کی رہائی کے لیے زینب بنت محمد ﷺ نے اپنا وہ ہار بھیجا جو آنحضور ﷺ کی مخلص بیوی اور سبقت فی الاسلام کے شرف سے مشرف خاتونِ عالی مقام' سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بیٹی کو دیا تھا۔ زینب مسلمان تھیں اور ان کے پاس وہی ہار تھا جو پیش کر سکیں۔ اس موقع پر حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کے سامنے مشاورت کے لیے یہ سوال رکھا کہ اگر وہ چاہیں تو ہار واپس کر دیں۔ ابوالعاص کی دوسری مرتبہ گرفتاری کا معاملہ بھی قابلِ غور تھا۔ وہ تجارتی قافلہ لے کر جا رہے تھے' مسلمانوں کے خلاف کسی جنگی کارروائی میں ملوث نہ تھے۔ نیز مال ان کے پاس لوگوں کی امانت کے طور پر تھا۔ وہ مالک نہیں امین تھے۔ یوں یہ ایک بہترین مثال ہے کہ سربراہ مملکت اپنے طور پر حکم صادر کر دینے کی بجائے متعلقہ افراد اور اداروں سے مشورہ کرے۔ ظاہر ہے کہ اگر آنحضور ﷺ ویسے ہی ہار واپس لوٹا دیتے تو بھی کسی کو کوئی اعتراض نہ ہوتا' مگر آنحضور ﷺ نے ایسا نہ کیا۔ اسلام کی اصل روح عوامی و قومی معاملات میں شورائیت اور حقوق میں مساوات ہے۔ کوئی شخص بھی قانون سے بالاتر تصور نہیں کیا جاتا۔ یہ اعلیٰ اقدار اسلام کے سوا دنیا کے کسی نظام میں نہیں پائی جاتیں۔

Marfat.com

سہیل بن عمرو کا معاملہ

جنگ بدر کے قیدیوں میں بنو عامر بن لوئی کا سردار اور قریش کا مایہ ناز خطیب سہیل بن عمرو بھی تھا۔ وہ شعلہ نوا خطیب تھا اور لوگوں کو اسلام کے خلاف بھڑکا تا رہتا تھا۔ اسے دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اس کے دانت توڑ دیے جائیں (بعض روایات میں ہے کہ اس کی زبان کاٹ دی جائے) تا کہ وہ اسلام کے خلاف آئندہ زہر نہ گھول سکے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا۔ اگر میں اس کا مثلہ کروں گا تو اللہ تعالیٰ میرا مثلہ کر دے گا' حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ اے عمر! اسے چھوڑ دو شاید اس کی شعلہ نوائی کبھی تمھارا دل خوش کر دے گی۔''

سہیل بے شک اسلام کا دشمن تھا' مگر اس میں جرأت و شجاعت تھی، رذیل حرکتیں اس نے کبھی نہیں کی تھیں۔ یہ فدیہ دے کر رہا ہوا۔ صلح حدیبیہ میں یہی قریش کا سفیر تھا۔ فتح مکہ کے وقت مسلمان ہوا اور پھر صحابہ کی صف میں شامل ہو کر اسلام کے جاں نثار سپاہی کا مقام حاصل کیا اور اس کا حق ادا کر دیا۔ رومی فوجوں کے مقابلے پر لڑتے ہوئے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جام شہادت نوش کیا۔ زمانہ جاہلیت میں بھی وہ اگلی صفوں میں تھے اور قبول اسلام کے بعد بھی اللہ نے انھیں سبقت فی الخیر کا شرف بخشا۔ فتح مکہ کے وقت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے لوگوں سے پوچھا تھا۔ ''تم میرے بارے میں کیا گمان رکھتے ہو؟'' اس پر سہیل ہی نے جواب دیا تھا۔ ''اَخٌ کَرِیْمٌ وَ ابْنُ اَخٍ کَرِیْمٍ۔'' (آپ ہمارے نہایت مہربان بھائی اور مہربان بھتیجے ہیں)۔

فتنہ ارتداد کے موقع پر مکہ میں سہیل بن عمرو ہی کی وجہ سے کوئی شخص اسلام کے خلاف سر نہ اٹھا سکا تھا۔ اس موقع پر اس خطیب کی خطابت نے ایسا کام کر دکھایا جو تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں جب یہ خبر سنی تو پکار اٹھے صَدَقْتَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ۔'' (اس بطل جلیل کے مزید حالات معلوم کرنے کے لیے ہماری کتاب روشنی کے مینار دیکھیے۔)

سہیل بن عمرو کے واقعہ میں بھی بڑا سبق ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مثلے

Marfat.com

سے منع فرمادیا اور سخت ترین الفاظ میں اس کی سزا واضح کر دی۔ صحیح احادیث میں اس کی مزید مثالیں بھی ہیں۔ یہاں تک کہ آپ نے فرمایا: ''مثلہ ہرگز نہ کرنا اگرچہ باؤلا کتا ہی کیوں نہ ہو۔'' دوسری بات یہ ہے کہ دشمن خواہ کتنا ہی خطرناک ہو اگر وہ دشمنی میں رذالت کا مظاہرہ نہیں کرتا (عقبہ بن ابی معیط' نضر بن حارث اور ابولہب کی طرح) بلکہ مردانگی کے ساتھ مخالفت کرتا ہے تو اس کے ساتھ حسن سلوک ہی کرنا اقرب الی الصواب ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ آنحضور ﷺ انسانوں کی خوبیوں اور جوہر قابل کا اعتراف فرمایا کرتے تھے اور کوشش کرتے تھے کہ ان کو راہ راست پر لا کر جوہر قابل کو اسلام کی خدمت کے لیے استعمال کیا جائے۔ (تفصیلات کے لیے دیکھیے :سیرۃ ابن ھشام ،القسم الاول ۶۴۹-۶۵۳)

--❀--❀--❀--

Marfat.com

جنگ بدر کے بعد جزیرہ نمائے عرب کی حالت

مکہ ماتم کدہ بن گیا

جنگ بدر کے بعد پورے جزیرہ نمائے عرب میں اسلام کی دھاک بیٹھ گئی اور کفر کی ہوا اکھڑ گئی۔ قریش کا رعب اور دبدبہ خاک میں مل گیا۔ مدینہ کے یہود اور منافقین مایوس ہو گئے، مگر ان کے دلوں کا کینہ اندر ہی اندر لاوا بن کر پکتا رہا۔ شکست کی خبر مکہ میں پہنچی تو پورا شہر سکتے میں آ گیا۔ کوئی گھرانہ ایسا نہ تھا جس کے افراد جنگ میں قتل نہ ہوئے ہوں یا مسلمانوں کے ہاتھوں قیدی نہ بن گئے ہوں۔ غم اور حزن کے سائے شہر پر چھا گئے۔ لوگوں کے دلوں سے خوشی اور ہونٹوں سے مسکراہٹ غائب ہو گئی۔ جنھیں چند سال پہلے تک مکہ کی وادیوں میں گھسیٹا جا رہا تھا وہ مستضعفین بے سروسامانی کے باوجود اپنے ایمان کی قوت سے اسلحے کی طاقت اور مادی وسائل پر غالب آ چکے تھے۔

مکہ کا نیا قائد

ہزیمت کی خبر سننے کے بعد ایک بار تو مکہ کی فضائیں ماتم کے کہرام سے گونج اٹھی تھیں مگر قریش کی قیادت نے فوراً اعلان کر دیا کہ مقتولین کا ماتم نہ کیا جائے کیونکہ اس سے کمزوری کا اظہار ہوتا ہے۔ قریش کے تمام معروف سردار بدر کے میدان میں قتل ہو چکے تھے۔ اس لیے اب مکہ کا قائد بنوامیہ کا سردار ابوسفیان بن حرب تھا۔ خالد بن ولید، صفوان بن امیہ، عکرمہ بن ابی جہل اور عمرو بن عاص اس کے مشیر اور دست و بازو تھے۔ ابوسفیان نے نہ صرف آہ و بکا سے منع کیا تھا بلکہ نوجوانوں کی ڈیوٹی لگا دی تھی کہ وہ لوگوں پر نظر رکھیں اور کسی کو بلند آواز سے رونے نہ دیں۔ اس کا

Marfat.com

اپنا بیٹا حنظلہ' اس کا خسر عتبہ اور بہت سے دیگر رشتہ دار بدر میں لقمہ اجل بن گئے تھے۔ اس نے خانہ کعبہ میں جا کر قسم کھائی کہ وہ جب تک مقتولین کا بدلہ نہ لے لے سر میں تیل نہیں لگائے گا' نہ ہی غسل جنابت کرے گا۔ شعراء نے مقتولین کے درد بھرے پر تاثیر مرثیے لکھے۔ ان مرثیوں کا رنگ عجیب ہے۔ مرثیوں میں میدان جنگ میں ڈھیر ہو جانے والے سورماؤں کی جدائی کا درد بھی نمایاں ہے اور قریش کی عظمت کے خاک میں مل جانے کا ماتم بھی عیاں ہے۔ ایک ایک شعر میں جذبہ انتقام ابھارنے اور نفرت کی آتش بھڑکانے کا بھرپور اہتمام کیا گیا تھا۔

ہزیمت کی خبر کا مکہ پہنچنا

قریش مکہ کے تقریباً ساڑھے آٹھ سو جنگجو شکست کے بعد میدان جنگ سے بھاگنے میں کامیاب ہو گئے۔ اپنی کثرت کے زعم اور قوت کے پندار کا حشر دیکھنے کے بعد اب انھیں سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کس منہ سے گھروں کو واپس لوٹیں۔ اہل مکہ اپنی فوجوں کی شکست سے نہ صرف بے خبر تھے' بلکہ ان کے نزدیک ان کی فتح یقینی تھی۔ جب پہلا شخص شکست کی خبر لے کر مکہ پہنچا تو کسی نے بھی اس کی بات کا یقین نہ کیا۔ بلکہ لوگوں نے اسے مجنون قرار دیا۔ میدان بدر سے مکہ پہنچنے والا یہ سب سے پہلا شخص حیسمان بن ایاس خزاعی تھا۔ اہل مکہ اسے دیکھتے ہی اس کے گرد جمع ہو گئے اور اس سے جنگ کا حال پوچھنے لگے۔ شدت غم سے اس کے ہونٹ کانپ رہے تھے اور زبان لڑکھڑا رہی تھی۔ اس نے کہا: ''بدر کے میدان میں ہم پر قیامت ٹوٹ پڑی' ہمارے بہت سے بہادر جنگجو دشمن کی تلواروں کا لقمہ بن گئے۔ میدان جنگ میں ہر جانب موت رقصاں تھی' مکہ کے سردار اور فوج کے قائدین زندگی کی بازی ہار گئے۔'' پھر وہ مقتولین کے نام گنوانے لگا۔ حاضرین سکتے میں آ گئے اور ان کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ مکہ میں جنگ سے پیچھے رہ جانے والا سردار صفوان بن امیہ غصے سے دھاڑا اور اس نے کہا: ''حیسمان کا دماغ چل گیا ہے۔ اس سے ذرا میرے بارے میں پوچھو کہ میں کہاں ہوں۔'' اس نے جواب دیا: ''صفوان بن امیہ وہ سامنے بیٹھا ہے اور اس کے بھائی اور باپ کو میں نے قتل ہوتے دیکھا ہے۔''

Marfat.com

حیسمان خزاعی کی باتیں سن کر کچھ لوگ متذبذب تھے مگر اکثریت نے اس کی بات پر یقین نہ کیا۔ اسی لمحے بدر سے آنے والا دوسرا فرد مکہ میں داخل ہوا۔ یہ خاندان بنو ہاشم کا چشم و چراغ ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب تھا۔ بنو ہاشم میں ابولہب کے بعد یہی شخص اسلام کا سب سے بڑا دشمن تھا۔ اس نے بھی حیسمان کی حرف بہ حرف تائید کی تو اہل مکہ کے لیے شکست کی خبر پر یقین کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا۔

ابولہب اور جنگ بدر

ابولہب اپنی اسلام دشمنی کے باوجود قریش کے ساتھ جنگ کے لیے نہیں نکلا تھا۔ اس نے اپنی جگہ عاص بن ہشام بن مغیرہ کو بھیجا تھا۔ عاص اس کا مقروض تھا۔ اس نے اس سے کہا کہ وہ اس کی جانب سے جنگ پر جائے تو یہ قرض معاف کر دیا جائے گا۔ وہ مکہ میں جنگ کے نتائج کا بے قراری سے انتظار کر رہا تھا۔ چاہِ زم زم کے قریب بیٹھا قریش کی فتح کے خواب دیکھ رہا تھا کہ کسی نے اسے بتایا کہ تمھارا بھتیجا ابوسفیان بن حارث میدان جنگ سے واپس آ گیا ہے۔ اس نے بلند آواز سے ابوسفیان کو اپنے پاس بلایا اور اس سے پوچھا: ''بھتیجے بتاؤ جنگ کی کیا خبر ہے؟''
ابوسفیان بن حارث نے کہا: ''چچا جنگ کی کیا خبر پوچھتے ہو؟ بات کہنے کی ہے نہ سننے کی۔ خدا کی قسم دشمن نے ہمیں گاجر مولی کی طرح کاٹا اور جنگ کے بعد ہمارے لوگوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح ہانک کر قیدی بنا لیا۔ ہم نے اپنے دشمنوں کے علاوہ ایک عجیب مخلوق دیکھی۔ سرخ و سفید رنگ کے نوجوان ابلق گھوڑوں پر سوار زمین و آسمان کے درمیان معلّق نظر آ رہے تھے......''

ابوسفیان کی باتوں نے ابولہب کی کمر توڑ دی۔ اس کے گرد عام لوگ جو جمع ہو گئے تھے' وہ بھی حوصلے ہار بیٹھے۔ زم زم کے قریب بنے ہوئے حجروں میں سے ایک حجرے میں ابورافع بیٹھے نیزے بنا رہے تھے۔ یہ آنحضور ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ جسمانی لحاظ سے بھی کمزور تھے اور سماجی لحاظ سے بھی ان کا کوئی مرتبہ نہیں تھا۔ اسلام قبول کر چکے تھے' مگر مکہ کے پر آشوب حالات کی وجہ سے اپنے اسلام کا اظہار نہ کرتے تھے۔ اس وقت وہ حضرت عباس کی پناہ میں تھے اور انھی کے

Marfat.com

لیے نیزے بناتے اور انھیں سیدھا کرتے تھے۔ (نیزے بنانا حضرت عباس کا تجارتی کاروبار تھا۔) ابوسفیان کی زبان سے جب انھوں نے عجیب مخلوق کا ذکر سنا تو حجرے کے دروازے کا پردہ ہٹا کر کہا: ''خدا کی قسم یہ عجیب مخلوق اللہ کے فرشتے تھے۔'' ابورافع خود اس واقعہ کے راوی ہیں کہ جونہی ابولہب نے ان کی بات سنی وہ مشتعل ہو کر ان پر جھپٹا' انھیں زمین پر گرا کر ان کے سینے پر چڑھ بیٹھا اور انھیں بدترین ظلم کا نشانہ بنایا۔ حضرت عباس کی بیوی ام الفضل نے یہ منظر دیکھا تو وہ بھاگتی ہوئی آئیں' ابولہب کے سر پر ایک چوب دے ماری اور اسے سخت سست کہتے ہوئے فرمایا: ''اس مسکین کا سرپرست موجود نہیں' اس لیے تم اس پر ظلم ڈھا رہے ہو۔'' ابولہب جنگ کے نتائج سے پہلے ہی حوصلہ ہار بیٹھا تھا۔ ام الفضل کی جرات نے اسے اور بھی رسوا کر دیا۔ اس واقعہ کے بعد وہ چیچک اور طاعون کی ایسی بیماری میں مبتلا ہوا کہ اس میں اس کے اپنے اہل و عیال نے بھی اس کا ساتھ چھوڑ دیا۔ ساتویں دن ذلت و رسوائی کے ساتھ ایڑیاں رگڑ رگڑ کر واصل جہنم ہوا۔

آہ نہ کر لبوں کو سی

معرکہ جنگ سے واپس پلٹنے والے جوں جوں مکہ پہنچ رہے تھے' گھر گھر میں صف ماتم بچھ رہی تھی۔ اگرچہ بعد میں قریش کے سرداروں نے نوحہ گری ممنوع قرار دے دی تھی' مگر شروع میں مکہ کا ہر گھرانہ ماتم کدہ بن گیا تھا اور پورے شہر میں کہرام برپا ہو گیا تھا۔ اسود بن مطلب قریش کا ایک معزز سردار تھا۔ وہ عمر رسیدہ اور آنکھوں سے معذور تھا۔ جنگ بدر میں اس کے دو بیٹے زمعہ بن اسود اور عقیل بن اسود اور ایک پوتا حارث بن زمعہ قتل ہو گئے تھے۔ اس کا بیٹا زمعہ بڑا قابل اور شریف النفس انسان تھا۔ وہ اپنے باپ کو بھی بہت محبوب تھا۔ آنحضور ﷺ اور بنو ہاشم کے خلاف قریش نے جب سوشل بائیکاٹ کیا اور آپ ﷺ بنو ہاشم اور مسلمانوں سمیت شعب ابی طالب میں محصور ہو گئے تو اس محاصرے کو ختم کرنے کے لیے جن پانچ سرداروں نے جدوجہد کی ان میں زمعہ بن اسود کا رول سب سے نمایاں تھا۔ بے چارا اسلام کی نعمت سے محروم رہا۔ بوڑھا اسود اپنے بیٹوں کے فراق میں گھل رہا تھا' مگر رونے کی اجازت نہ تھی۔ ایک رات کسی جانب سے رونے کی

Marfat.com

آواز آئی تو اپنے غلام سے کہا: ''جاؤ ذرا معلوم کرو کیا قریش نے رونے کی اجازت دے دی ہے۔ اگر ایسا ہے تو میں بھی جی بھر کے رولوں' میرا سینہ دردِ فراق سے پھٹا جا رہا ہے۔'' غلام نے آ کر اطلاع دی کہ ایک عورت کا اونٹ گم ہو گیا ہے جس کے غم سے وہ رو رہی ہے۔ بوڑھے اسود کی زبان سے بے ساختہ یہ شعر نکلے۔

اَتَبْکِیْ اَنْ اَضَلَّ لَهَا بَعِیْرٌ
وَیَمْنَعُهَا مِنَ النَّوْمِ السُّهُوْدُ
فَلَا تَبْکِیْ عَلٰی بَکْرٍ وَّلٰکِنْ
عَلٰی بَدْرٍ تَقَاصَرَتِ الْجُدُوْدُ
وَبَکِّیْ اِنْ بَکَیْتِ عَلٰی عَقِیْلٍ
وَبَکِّیْ حَارِثًا اَسَدِ الْاُسُوْدِ
وَبَکِیْهِمْ وَلَا تَسْمَعِیْ جَمِیْعًا
وَمَا لِاَبِیْ حَکِیْمَةِ مِنْ نَدِیْدٍ
اَلَا قَدْ سَادَ بَعْدَهُمْ رِجَالٌ
وَلَوْلَا یَوْمُ بَدْرٍ لَمْ یَسُوْدُوْا

ترجمہ:۔ کیا وہ اونٹ گم ہونے پر روتی ہے اور اسے اس کے غم سے نیند نہیں آ رہی؟ (اے نیک بخت) اونٹ پر آنسو مت بہا' اگر رونا ہی ہے تو بدر پر رو جہاں قسمت نے ساتھ نہ دیا۔ عقیل کے قتل پر بین کر اور شیروں کے شیر حارث پر نوحہ کر۔ بدر میں کھیت رہنے والے جواں مردوں کا ماتم کر اور ابو حکیمہ (زمعہ) کی جدائی پر اشک بار ہو کہ اس کا کوئی ثانی نہیں مل سکتا۔ بدر میں مارے جانے والوں کے نام لیے بغیر بھی ان پر رو۔ ہائے بدر میں مارے جانے والوں کے بعد وہ لوگ سردار بن گئے جو کبھی ان کی موجودگی میں سرداری کا خواب بھی نہ دیکھ سکتے تھے۔ (تاریخ طبری جلد دوم

Marfat.com

صفحہ ۴۶۴، سیرۃ ابن ھشام، القسم الاول، ص ۶۴۸)

ابوسفیان کی حیلہ سازی

جیسا کہ اوپر کے شعر میں اسود بن مطلب نے کہا ہے مکہ کے سب قابل ذکر سردار قتل ہو گئے تھے اور قیادت نئے لوگوں کے ہاتھ میں آ گئی تھی۔ نئے حالات میں ابوسفیان نے قوم کی مایوسی دور کرنے کے لیے مقتولین بدر کے انتقام کا اعلان کیا۔ ابوسفیان بڑا ہوشیار اور ذہین سردار تھا۔ اس کے پر جوش اعلانات سے ایک جانب شکست خوردہ قوم کو حوصلہ ملا‘ تو دوسری جانب اس کی قیادت پر بھی لوگوں کا اجماع ہو گیا‘ اسے جب کہا گیا کہ وہ اپنے بیٹے عمرو کا فدیہ ادا کر کے اسے رہا کرائے تو اس نے خالص سیاسی انداز میں کہا: ”کیا میں اپنا خون بھی دوں اور مال بھی دوں۔ حنظلہ کو انھوں نے قتل کر دیا اور اب عمرو کے لیے فدیہ مانگتے ہیں۔ میں ہرگز فدیہ نہ دوں گا۔ وہ جب تک چاہیں عمرو کو قید میں رکھیں۔“

اس عرصے میں جنگ کی تیاریاں جاری رہیں۔ شعراء اور خطباء لوگوں کے جذبات برانگیخت کرنے میں مصروف رہے۔ مدینہ سے ایک عمر رسیدہ صحابی حضرت سعد بن نعمان رضی اللہ عنہ اپنی بیوی کے ساتھ عمرہ کرنے کے لیے مکہ چلے گئے۔ معروف اصولوں کے مطابق قریش عمرہ اور حج کرنے والوں سے کوئی تعرض نہیں کیا کرتے تھے‘ مگر ان ضعیف العمر حاجیوں کو ابوسفیان نے پکڑ کر قید کر دیا۔ پھر مدینہ پیغام بھیجا کہ اگر ان کی رہائی چاہتے ہو تو میرے بیٹے عمرو کو چھوڑ دو۔ اخلاقی لحاظ سے یہ حرکت قابل مذمت تھی اور عربوں کی معروف روایات کے بھی خلاف تھی‘ مگر اسلام دشمنی کی وجہ سے قریش کے لوگوں نے ابوسفیان کی اس حرکت پر نہ صرف خاموشی اختیار کی‘ بلکہ اس کی ”ذہانت وتدبر“ پر اسے داد دی۔

حضرت سعد بن نعمان رضی اللہ عنہ کے خاندان والے آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے سامنے صورت حال بیان کی۔ نبی اکرم ﷺ نے عمرو بن ابی سفیان کو ان کے حوالے کر دیا‘ چنانچہ انھوں نے مکہ جا کر اس کے بدلے میں حضرت سعد اور ان کی اہلیہ کو رہا کروایا۔ ابن کثیر

Marfat.com

نے البدایة و النهایة جلد تین صفحہ ۳۱۱ پر اس واقعہ کا دلچسپ اور تفصیلی ذکر کیا ہے۔

یہود کا ردعمل

یہود کی اسلام دشمنی تو معروف ہے۔ ان کے دلوں میں اسلام اور پیغمبر اسلام کا بغض اور کینہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ بدر کے میدان میں اسلامی فوج کی شاندار فتح پر وہ بہت زیادہ غمگین اور مشتعل ہوئے۔ پہلے تو انھوں نے مدینہ میں یہ افواہیں پھیلا رکھی تھیں کہ قریش نے مسلمانوں کو میدان جنگ میں کچل کر رکھ دیا ہے۔ مگر جب اصل حقائق لوگوں کے سامنے آ گئے تو یہود تلملا اٹھے۔ ان کے بعض سرداروں نے اپنے خبثِ باطن کا اظہار کرتے ہوئے کہا: ''محمد ﷺ کے مد مقابل قریش لڑائی کے گر نہ جانتے تھے۔ اگر اس کا کبھی ہمارے ساتھ مقابلہ ہو گیا تو اسے پتہ چل جائے گا کہ جنگجو کس طرح لڑتے ہیں۔''

کعب بن اشرف یہودی

بنونضیر کا سردار کعب بن اشرف تو آنحضور ﷺ کا بدترین دشمن تھا۔ وہ اتنا رذیل انسان تھا کہ اسلام دشمنی کی وجہ سے نہ صرف آنحضور ﷺ کی ہجو لکھتا تھا بلکہ پاک دامن مسلمان خواتین سے اپنی فرضی محبت اور عشق کا اظہار اپنے لغو اور فحش اشعار میں کرتا رہتا تھا۔ بدر کے میدان میں اسلامی فوجوں کی کامیابی سے وہ اتنا سیخ پا ہوا کہ اس نے کہا: ''بخدا عرب کے معزز سرداروں کا ان کم تر لوگوں کے ہاتھوں مارا جانا عظیم سانحہ ہے۔ اب تو ہمارے لیے زمین کی پیٹھ سے زمین کا پیٹ ہی بہتر ہے۔''

کعب بن اشرف مکہ پہنچا اور مقتولین بدر کے نہایت اشتعال انگیز مرثیے کہے۔ اس کے مرثیوں میں قریش کے سرداروں کی تعریف اور ان کے ورثاء کی آتش انتقام کو بھڑکانے کے ساتھ ساتھ اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف بے حد زہر افشانی کی گئی ہے۔ کعب بن اشرف کے علاوہ یہود کے دیگر سردار اور یہودی قبائل کے عام افراد بھی بدر کے بعد اپنی اسلام دشمنی کا کھلم کھلا اظہار کرنے لگے تھے حالانکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دوستی کا معاہدہ بھی کر چکے تھے۔ اس طرح

Marfat.com

یہودیوں نے اسلام کے خلاف اعلان جنگ کر دیا جس کے نتیجے میں یہودیوں کے تینوں قبائل سے مسلمانوں کو جنگیں لڑنا پڑیں۔ ان جنگوں کا ذکر اگلی جلدوں میں آ رہا ہے۔ کعب بن اشرف ہر اخلاقی حد کو پھلانگ چکا تھا۔ اس لیے نبی اکرم ﷺ نے ربیع الاول ۳ ھ میں حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابونائلہ رضی اللہ عنہ کو بھیج کر اسے قتل کرا دیا۔ طبری نے اپنی تاریخ جلد دوم کے صفحہ ۴۸۸ پر اس کی تفصیلات لکھی ہیں۔ ابن سعد اور ابن ہشام میں بھی یہ واقعہ تفصیلاً مذکور ہے۔ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں عباد بن بشر، حارث بن اوس اور ابوعبس بن جبر کے نام بھی لکھے گئے ہیں۔ مؤرخین نے یہ بھی لکھا ہے کہ ابونائلہ رضی اللہ عنہ کعب بن اشرف کے رضاعی بھائی تھے۔

Marfat.com

جنگِ بدر کے شہدا

جنگ بدر میں شرکت کرنے والے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بدری کہا جاتا ہے اور بدری صحابہ کا مقام و مرتبہ تمام صحابہ کے درمیان بلند تصور کیا جاتا تھا۔ ابن ہشام، واقدی، ابن کثیر اور دیگر مؤرخین نے تمام بدری صحابہ رضی اللہ عنہم کے نام لکھے ہیں۔ ہم تمام بدری صحابہ کے نام آگے چل کر ان شاء اللہ درج کریں گے۔ یہاں اختصار کے پیش نظر کفر و اسلام کی اس پہلی جنگ میں اللہ کی راہ میں جان کے نذرانے پیش کر کے جام شہادت نوش کرنے والے فرزندان توحید کے اسمائے گرامی دیے جا رہے ہیں۔ ان عظیم شہدا میں سے اکثر فتح کو سر کی آنکھوں سے تو نہ دیکھ سکے، مگر انھیں یقین کامل تھا کہ فتح حق کی ہوگی اور اس معرکہ کارزار میں جس صحابی کو شہادت کا مرتبہ مل گیا وہ اپنے رب کے ہاں کامیاب و سرخرو ہو جائے گا۔ ان لوگوں نے فتح مکہ کا منظر دنیا میں تو نہ دیکھا، مگر ان کے خون کا نذرانہ فتح مکہ کا راستہ ہموار کر گیا۔ ان کی روحیں جنت میں یقیناً یہ مناظر دیکھ کر خوش ہوئی ہوں گی۔

۱۔ حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ بن حارث بن مطلب بن عبد مناف۔

یہ مکہ میں سابقون الاولون میں سے تھے۔ بہت اچھے گھڑ سوار اور ماہر جنگجو تھے۔ یہ آنحضور سے عمر میں بڑے تھے۔ ان کے دادا مطلب اور آنحضور ﷺ کے پردادا ہاشم حقیقی بھائی تھے۔ آنحضور کے دادا عبدالمطلب کو اپنے چچا مطلب کی وجہ ہی سے اس نام سے پکارا جاتا ہے۔ علامہ شبلی نعمانی نے سیرت النبی ﷺ جلد اول کے صفحہ ۱۰۷ پر مؤرخ طبری کے حوالے سے لکھا ہے کہ عبدالمطلب کا نام شیبہ تھا۔ وہ بنو نجار کی نیک بخت خاتون سلمٰی کے بطن سے تھے، مگر ان کے والد ہاشم ان کی پیدائش سے قبل وفات پا گئے تھے۔ ہاشم کے بھائی مطلب بن عبد مناف نے اپنے بھتیجے کی جس محبت اور شفقت سے تربیت کی اس کی مثال اس معاشرے میں کم ہی ملتی تھی۔ بعد میں

Marfat.com

عبدالمطلب کے بیٹے ابو طالب نے بلاشبہ اس مثال میں مزید حسن اور نکھار پیدا کیا اور اپنے بھتیجے محمد بن عبداللہ کو اپنی اولاد سے بھی زیادہ محبت کے ساتھ پروان چڑھایا۔ بہرحال نبی پاک ﷺ کے دادا شیبہ اپنے چچا کی سرپرستی اور شفقت کی وجہ سے انھی سے منسوب ہو گئے اور انھوں نے خود کو عبدالمطلب کہلایا اور تاریخ میں اس نام نے اس قدر شہرت پائی کہ اصل نام شیبہ پس منظر میں چلا گیا۔

بنو مطلب بنو ہاشم کے ساتھ ہر معاملے میں یوں منسلک رہے کہ وہ آپس میں چچازاد ہونے کے بجائے حقیقی بھائی سمجھے جاتے تھے۔ عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ ابو الحارث کی کنیت سے معروف تھے۔ جنگ بدر سے قبل حضور اکرم ﷺ نے ان کو بعض مہمات کا سالار مقرر کر کے بھی روانہ فرمایا تھا۔ ان کی شہادت کا کچھ تذکرہ پہلے بھی گزر چکا ہے۔

۲۔ عمیر بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

یہ فاتح ایران اور یکے از عشرہ مبشرہ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے چھوٹے بھائی تھے۔ کم عمری کی وجہ سے انھیں جنگ میں شمولیت سے آنحضور نے منع فرمایا' مگر یہ مچل گئے اور پھر سعد بن ابی وقاص کی بہ اصرار درخواست پر آنحضور ﷺ نے اجازت دی۔ یہ جذبۂ شہادت سے سرشار تھے۔

۳۔ ذوالشمالین عمیر ابن عبد عمرو الخزاعی رضی اللہ عنہ

ان کے والد عبد عمرو بھی صحابی تھے۔ انھیں ذوالیدین بھی کہا جاتا ہے' کیونکہ یہ دونوں ہاتھوں سے یکساں قوت کے ساتھ کام کر سکتے تھے۔ ذوالیدین نام کے ایک اور صحابی بھی تھے۔

۴۔ حضرت عاقل بن بکیر رضی اللہ عنہ

مکہ میں حضور اکرم ﷺ پر آزمائش و ابتلا کے دور میں ایمان لائے تھے۔ بنو کنانہ کے فرد تھے اور بنو عدی (حضرت عمر کا قبیلہ) کے حلیف تھے۔ روایات میں آتا ہے کہ جن دنوں کفار کے شر سے بچنے کے لیے آنحضور ﷺ نے اپنے صحابہ کے ساتھ دارارقم میں تعلیم و تربیت کا کام شروع کر رکھا تھا وہاں سب سے پہلے یہی آکر مسلمان ہوئے اور حضور پاک ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ ان

Marfat.com

کا جاہلی نام غافل تھا جسے آنحضور ﷺ نے بدل کر عاقل رکھ دیا۔ بہادر اور صاحب عزم صحابی تھے۔ ان کے ساتھ ان کے تین اور بھائیوں نے بھی غزوۂ بدر میں داد شجاعت دی تھی۔ ان کے نام آگے بدری صحابہ کے اسمائے گرامی میں آ رہے ہیں۔ ان چار حقیقی بھائیوں کے علاوہ معاذ رضی اللہ عنہ، معوذ رضی اللہ عنہ، اور عوف رضی اللہ عنہ بن حارث ان کے اخیافی بھائی تھے۔ ان سب کی ماں حضرت عفراء رضی اللہ عنہا تھیں۔ (رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ)

۵۔ مھجع رضی اللہ عنہ، مولیٰ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

حضرت مھجع رضی اللہ عنہ اصل میں عکہ کے رہنے والے تھے۔ ان کو بردہ فروش ان کے علاقے عکہ سے اٹھا کر مکہ لائے اور فروخت کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انھیں خرید کر آزاد کیا۔ یہ بھی مکہ کے سابقون الاولون میں سے ہیں۔ ان کے متعلق حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی رائے ہے کہ قرآن کی یہ آیت انھی کے حق میں نازل ہوئی ہے:

وَ لَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَ الْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ؕ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّ مَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۲﴾ (الانعام ۶: ۵۲)

اور (اے نبی ﷺ!) جو لوگ اپنے رب کو رات دن پکارتے رہتے ہیں اور اس کی خوشنودی کی طلب میں لگے ہوئے ہیں، انھیں اپنے سے دور نہ پھینکو۔ ان کے حساب میں سے کسی چیز کا بار تم پر نہیں ہے اور تمھارے حساب میں سے کسی چیز کا بار ان پر نہیں۔ اس پر بھی اگر تم انھیں دور پھینکو گے تو ظالموں میں شمار ہو گے۔

۶۔ صفوان بن وہب الفہری

ان کو صفوان بن بیضا بھی کہا جاتا ہے۔ مکہ میں اسلام قبول کیا۔ ہجرت کر کے مدینہ آئے اور جنگ بدر میں قریش کے سردار طعیمہ بن عدی کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ طعیمہ بھی قتل ہو گیا تھا۔

اوپر کے چھ صحابہ مہاجرین میں سے تھے۔ انصار میں سے ۸ صحابہ کو شہادت کا مقام بلند

Marfat.com

حاصل ہوا۔ان کا تذکرہ درج ذیل ہے:

۷-سعد بن خیثمہ رضی اللہ عنہ

یہ انصاری صحابی قبیلہ اوس میں سے تھے یہ بہت عظیم نوجوان تھے۔مکہ جا کر مسلمان ہوئے تھے۔حضور ﷺ کے مقرر کردہ بارہ نقیبوں میں سے ایک تھے۔جنگ بدر کا وقت آیا تو ان کے والد حضرت خیثمہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے کہا:''تم گھر پر رہو' میں جنگ پر جاتا ہوں۔''حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا:''نہیں مجھے جنگ پر جانے دیجیے۔''بالآخر باپ بیٹے نے قرعہ اندازی کا فیصلہ کیا۔قرعہ اندازی میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا نام نکلا تو ان کے والد نے پھر کہا:''سعد رضی اللہ عنہ آج مجھے اپنے آپ پر ترجیح دو اور میری خاطر ایثار کرو۔''یہ سن کر سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:''ابا جان اگر دنیا کا کوئی معاملہ ہوتا تو میں ضرور آپ کے لیے ایثار کر دیتا مگر یہ جنگ راہِ خدا میں شہادت اور حصولِ جنت کا معاملہ ہے۔''

سعد رضی اللہ عنہ کے اس فقرے میں راہ خدا میں جنگ کا شوق اور شہادت کی محبت اور طلب صادق کی جو جھلک نظر آتی ہے وہ کس قدر ایمان افروز ہے۔یہی شوق شہادت تھا جس نے صحابہ کرام کو ناقابل تسخیر بنا دیا تھا۔سعد رضی اللہ عنہ میدان بدر میں بہادری سے لڑے اور جام شہادت نوش کر کے زندہ جاوید ہو گئے۔

۸-حضرت مبشر بن عبدالمنذر

یہ صحابی بنو اوس کے سپوت تھے۔ان کو اللہ تعالیٰ نے دل و دماغ اور دست و بازو کی جو صلاحیتیں عطا کی تھیں' ان سب کو انھوں نے اسلام کے لیے وقف کر دیا تھا۔یہ شہید وفا حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ صحابی کے بھائی تھے۔ابولبابہ کو نبی پاک ﷺ نے جنگ بدر کے دوران مدینہ میں اپنا جانشین مقرر کیا تھا۔

۹-یزید بن حارث رضی اللہ عنہ

خزرج کی شاخ بنو قیس بن مالک کے چشم و چراغ تھے۔یہ ابن فسحم کے نام سے بھی معروف

Marfat.com

ہیں۔ مواخاۃ مدینہ کے وقت حضور پاک نے ان کے اور حضرت ذوالشمالین بن عبد عمرو کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا تھا۔ سیدنا ذوالشمالین کا تذکرہ اوپر گزر چکا ہے۔ دونوں بھائی بدر میں شہید ہوئے۔ ایک روایت کے مطابق حضور پاک نے ان دونوں کو ایک ساتھ قبر میں دفن کرایا۔ دونوں کے درمیان سچی اسلامی اخوت اور محبت پائی جاتی تھی۔ دنیا میں بھی ساتھی، قبر میں بھی رفیق اور جنت میں بھی ہم نشین! وَحَسُنَ أُولٰٓئِكَ رَفِيقًا۔

۱۰-عمیر بن حمام رضی اللہ عنہ

یہ قبیلہ خزرج کے خاندان بنوسلمہ میں سے تھے۔ ان کا واقعہ گزر چکا ہے۔ جنت کی کھجوروں کی خاطر ہاتھ کی کھجوریں پھینک کر دشمن سے لڑے اور جنت میں پہنچ گئے۔

۱۱-حضرت رافع بن المعلیٰ رضی اللہ عنہ

قبیلہ خزرج کے خاندان بنوحبیب میں سے تھے۔ دشمن کی صفوں میں گھس گئے تھے۔ عکرمہ بن ابی جہل کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

۱۲-حارثہ بن سرقہ بن الحارث رضی اللہ عنہ (بنونجار)

ان کی شہادت کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ انھوں نے شہادت کی آرزو کی تھی اور حضور اکرم ﷺ سے درخواست کی تھی کہ اس آرزو کے پورا ہونے کی دعا فرمائیں۔ آنحضور ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا تھا کہ وہ فردوس اعلیٰ میں پہنچ گئے ہیں۔

۱۳-عوف بن حارث بن رفاعہ رضی اللہ عنہ

۱۴-معوذ بن حارث بن رفاعہ رضی اللہ عنہ

یہ دونوں بھائی تھے۔ ابوجہل کے قتل میں ان کا نمایاں کردار ہے۔ بڑے بہادر اور نڈر تھے۔ ان کا تذکرہ پہلے بھی گزر چکا ہے۔ عاقل بن بکیر رضی اللہ عنہ بھی ان کے ماں جائے بھائی تھے۔ اس طرح

Marfat.com

یہ تین بھائی معرکہ بدر میں شہادت کے مقام رفیع پر سرفراز ہوئے۔ یہ عظیم سعادت ہے۔

بنا کر دند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

شہدائے بدر میں عمیر نامی تین عظیم المرتبت صحابہ شامل ہیں۔ ان میں سے دو مہاجرین اور ایک انصاری تھے۔ ان چودہ صحابہ کے نام بدر کے میدان میں تعمیر ہونے والی خوب صورت مسجد العریش کی دیوار پر بھی لکھے ہوئے ہیں۔ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔ (تفصیلات کے لیے دیکھیے: سیرۃ ابن هشام، القسم الاول، ۷۰۶-۷۰۸)

--❀--❀--❀--

Marfat.com

جنگِ بدر اور آنحضور ﷺ کے معجزات

جنگ بدر میں بہت سے معجزات رونما ہوئے۔ جنگ سے قبل آنحضور نے جو پیشین گوئیاں فرمائیں وہ حرف بحرف پوری ہوئیں۔ جنگ کے بعد مسلسل اسلام کی حقانیت اور آنحضور ﷺ کی صداقت کی شہادتیں ملتی رہیں۔ کئی معاندین نے اس جنگ کے نتیجے میں اسلام قبول کیا۔

یہاں ہم بطور نمونہ چند ایک ایمان افروز واقعات کا تذکرہ کرتے ہیں:

عمیر بن وہب جمحی کا قبول اسلام

غزوۂ بدر کے واقعات بیان کرتے ہوئے تمام مؤرخین نے عمیر بن وہب کے قبول اسلام کا واقعہ بیان کیا ہے۔ بعض محدثین نے بھی اسے اپنی کتب حدیث میں نقل کیا ہے۔ یہ واقعہ غزوۂ بدر میں حاصل ہونے والی بے مثال فتح کی برکات میں بھی شمار ہوتا ہے اور سرور دو عالم ﷺ کے معجزات میں بھی اسے شامل کیا گیا ہے۔ بہرحال یہ حقیقت سب پر عیاں ہے کہ یوم الفرقان نے میدان جنگ کی فتوحات کا باب بھی وا کر دیا اور دلوں کو فتح کرنے کے لیے قلب ونظر کے دروازے بھی کھول دیے۔ سیرت ابن هشام، طبقات ابن سعد، اسد الغابہ، البدایہ و النھایہ، الاصابہ، استیعاب اور المغازی للواقدی سبھی کتابوں میں حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی زبانی یہ واقعہ نقل کیا گیا ہے۔

عمیر بن وہب جمحی جنگ بدر کے کچھ عرصہ بعد صفوان بن امیہ کے ساتھ مکہ میں بیٹھا تھا۔ عمیر بن وہب قریش کے ان لوگوں میں سے تھا جو آنحضور ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو ایذا پہنچانے میں پیش پیش ہوتے تھے۔ اس کا بیٹا وہب بن عمیر بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں گرفتار ہو کر قیدی بن گیا تھا۔

Marfat.com

عمیر نے جنگ بدر کے حالات پر اظہار افسوس کیا اور مسلمانوں کے بارے میں برے الفاظ استعمال کیے۔ صفوان نے سن کر کہا: ''خدا کی قسم جو لوگ بدر میں مارے گئے۔ ان کے بعد زندگی کا کوئی لطف باقی نہیں رہا۔'' عمیر نے کہا: ''بخدا تم نے سچ کہا۔ خدا کی قسم اگر میرے اوپر قرض کا بوجھ نہ ہوتا اور اہل وعیال کی فکر دامن گیر نہ ہوتی جن کا میری عدم موجودگی میں ضائع ہو جانے کا خطرہ ہے تو میں ضرور مدینہ جا کر محمد کو قتل کر دیتا۔ (نعوذ باللہ) مدینہ جانے میں میرے لیے یہ بہانہ بھی ہے کہ میرا بیٹا ان لوگوں کے ہاتھوں میں قید ہے اور میں کہہ سکتا ہوں کہ اس سے ملنے آیا ہوں۔''

صفوان بن امیہ نے موقع غنیمت جانا اور کہنے لگا: ''تیرا قرض میں اپنے ذمے لیتا ہوں اور تیرے اہل وعیال کو میں اپنے اہل وعیال کی طرح سے اپنی سرپرستی میں رکھوں گا۔''

عمیر نے اس سے کہا: ''بس اس معاملے کو کسی پر ظاہر نہ کرنا۔'' اس نے کہا: ''میں کسی کو نہیں بتاؤں گا۔'' اس کے بعد عمیر نے اپنی تلوار خوب تیز کی اور اسے زہر میں بجھا دیا۔ پھر وہ مدینہ کی طرف چل پڑا۔ مدینہ پہنچ کر اس نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں کی ایک جماعت میں بیٹھے ہوئے دیکھا۔ اس وقت وہ لوگ جنگ بدر کا تذکرہ کر رہے تھے اور اس جنگ کی وجہ سے اللہ نے انھیں جو عزت بخشی تھی اور ان کے دشمنوں کو جس عبرتناک شکست کا سامنا کرنا پڑا تھا اس پر تبادلہ خیالات کر رہے تھے۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عمیر بن وہب کو دیکھا کہ وہ تلوار سے مسلح تھا اور اپنا اونٹ مسجد کے دروازے پر بٹھا رہا تھا۔

عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا: ''یہ دشمن خدا عمیر بن وہب ہے۔ خدا کی قسم یہ کسی شرارت کے لیے آیا ہے۔ یہی ہے جس نے بدر کے میدان میں دشمنوں کو ہمارے اوپر چڑھائی کے لیے آمادہ کیا اور ہماری تعداد کا اندازہ اسی نے انھیں بتایا تھا۔'' اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور عرض کیا: ''اے اللہ کے نبی ﷺ یہ دشمن خدا عمیر بن وہب اپنی تلوار لے کر آیا ہے اور اس کا ارادہ ٹھیک نہیں ہے۔''

Marfat.com

آنحضور ﷺ نے فرمایا: ''اسے میرے پاس لے آؤ'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کے پاس گئے اور اسے کھینچتے ہوئے آنحضور ﷺ کے پاس لائے۔ پھر اپنے انصاری ساتھیوں سے کہا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھ جائیں اور اس خبیث پر نظر رکھیں کیونکہ اس کی نیت ٹھیک نہیں۔''

رسول اللہ ﷺ نے جب دیکھا کہ عمر رضی اللہ عنہ اسے پکڑے ہوئے لا رہے ہیں تو فرمایا: ''عمر رضی اللہ عنہ اسے چھوڑ دو! اے عمیر یہاں میرے پاس آؤ۔'' عمیر آپ ﷺ کے پاس پہنچا اور اپنے جاہلانہ طریقے کے مطابق سلام کیا۔

آنحضور ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے ہمیں سلام دعا کا بہتر طریقہ سکھایا ہے اور یہ اہل جنت کا طریقہ ہے۔ جس میں سلامتی اور رحمت کی دعا دی جاتی ہے۔''

عمیر نے کہا: ''اے محمد (ﷺ)! بخدا تم جانتے ہو کہ یہ طریقہ زیادہ پرانا نہیں اس لیے مجھے معاف کیجیے۔ میں اس سے بے خبر ہوں۔''

آنحضور ﷺ نے پوچھا: ''اے عمیر' کس ارادے سے آئے ہو؟'' اس نے جواب دیا ''میرا قیدی تمھارے پاس ہے۔ میں اسی کے لیے آیا ہوں۔ میرے ساتھ نیکی کرو اور اسے چھوڑ دو۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تیرے گلے میں جو تلوار لٹک رہی ہے اس کا کیا معاملہ ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''اللہ تعالیٰ نے ہماری تلواروں کو غارت کر دیا۔ کیا ان تلواروں نے (بدر میں) ہماری کوئی مدد کی؟''

آنحضور ﷺ نے فرمایا: ''مجھے سچ سچ بتا دو کہ تم کس کام کے لیے آئے ہو؟''

اس نے جواب دیا: ''میں تو اسی کام کے لیے آیا ہوں جس کا میں ذکر کر چکا ہوں۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے جھوٹ بولا' تم صفوان بن امیہ کے ساتھ حجر اسود کے قریب بیٹھے تھے۔ پھر تم نے قریش کے مقتولین کا آپس میں ذکر کیا تو تم نے صفوان سے کہا اگر میرے اوپر قرض کا بوجھ اور اہل وعیال کی ذمہ داری نہ ہوتی تو میں جا کر محمد کا کام تمام کر دیتا۔ تمھاری بات سن کر صفوان نے تمھارا قرض بھی اپنے ذمے لے لیا اور تمھارے اہل وعیال کی دیکھ بھال کا وعدہ بھی

Marfat.com

کیا۔ تم مجھے قتل کرنے کے لیے آئے ہو' مگر میرے اور تمھارے ارادے کے درمیان اللہ تعالیٰ حائل ہے۔"

عمیر نے کہا: "میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول (ﷺ) ہیں!

یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ ہمیں جو آسمان کی خبریں بتایا کرتے تھے اور آپ ﷺ پر جو وحی نازل ہوا کرتی تھی ہم اسے جھٹلاتے تھے۔ اب یہ معاملہ جس کی آپ مجھے خبر دے رہے ہیں' اس کا علم میرے اور صفوان کے سوا کسی کو نہ تھا۔ خدا کی قسم میں اچھی طرح جان گیا ہوں کہ اس کی خبر سوائے اللہ کے آپ ﷺ کو کسی نے نہیں دی۔ پس حمد وثنا اس اللہ کی جس نے مجھے اسلام کی طرف ہدایت دی اور مجھے چلا کر یہاں تک پہنچایا اور حقیقت حال میرے اوپر واضح ہوگئی۔" اس کے بعد عمیر رضی اللہ عنہ نے کلمہ شہادت پڑھا۔

نبی اکرم ﷺ اس کے قبول اسلام پر بہت خوش ہوئے اور آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے کہا: "اپنے بھائی کو دین سمجھاؤ اور اسے قرآن مجید پڑھاؤ۔ نیز اس کے قیدی کو آزاد کردو۔" صحابہ رضی اللہ عنہم نے آنحضور ﷺ کے حکم کی تعمیل کی۔

اس کے بعد عمیر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا: "یارسول اللہ ﷺ! میں حالت کفر میں اللہ کے مومن بندوں کو شدید تکلیفیں پہنچایا کرتا تھا اور اللہ کی روشنی کو بجھانے میں کوشاں تھا۔ آپ ﷺ مجھے اجازت دیں کہ میں مکہ جاؤں اور اہل مکہ کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور دین حق کی طرف دعوت دوں۔ شاید اللہ انھیں ہدایت دے دے۔ اگر انھوں نے اسلام قبول نہ کیا تو جس طرح میں اہل حق کو تکلیفیں پہنچایا کرتا تھا' اسی طرح دشمنانِ حق کو بھی ایذائیں پہنچاؤں گا۔" آنحضور ﷺ نے عمیر رضی اللہ عنہ کو اجازت دے دی اور وہ مکہ چلے گئے۔

عمیر رضی اللہ عنہ کے مدینہ کی طرف روانہ ہونے کے بعد صفوان بن امیہ امید لگائے بیٹھا تھا کہ عمیر جلد ہی کوئی خوشخبری لائے گا۔ وہ اہل مکہ کو ہر روز بتاتا کہ عنقریب تمھیں ایک خوشخبری سناؤں گا جس کے بعد تم بدر کے غم بھول جاؤ گے۔ صفوان ہر قافلے سے عمیر رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھتا رہتا تھا۔ ایک دن ایک سوار آیا اور اس نے صفوان کو بتایا کہ عمیر رضی اللہ عنہ تو مسلمان ہوگیا ہے۔ صفوان کو بڑا

Marfat.com

افسوس ہوا اور اس نے قسم کھائی کہ وہ نہ تو عمیر رضی اللہ عنہ سے کبھی کلام کرے گا اور نہ اسے کوئی نفع پہنچائے گا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ عمیر رضی اللہ عنہ جب مکہ پہنچے تو لوگوں کو کھلے عام اسلام کی دعوت دینے لگے۔ اگر کوئی آپ رضی اللہ عنہ کی مخالفت کرتا تو آپ رضی اللہ عنہ اسے آڑے ہاتھوں لیتے۔ آپ کو کسی کا ڈر خوف نہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر کثیر تعداد میں لوگوں نے اسلام قبول کیا۔

قباث ابن اشیم کا واقعہ اور قبول اسلام

یہ واقعہ بھی جنگ بدر سے متعلق ہے اور ولید الاعظمی نے اسے المعجزات المحمدیہ میں مستند حوالوں سے نقل کیا ہے۔ یہاں کتاب کے اردو ترجمے معجزات سرور عالم، ص: ۱۱۵-۱۱۶ سے ہم یہ واقعہ من وعن نقل کر رہے ہیں۔

واقدی نے بیان کیا ہے کہ ان سے محمد بن ابی حمید نے اور ان سے عبداللہ بن عمرو بن امیہ نے بیان کیا کہ ان کے والد عمرو بن امیہ کو جنگ بدر میں شکست کھا جانے والے مشرکین میں سے ایک شخص نے بتایا کہ اس شکست پر انھیں از حد تعجب ہوا۔ وہ شکست کھا کر مکے کی جانب بھاگ رہے تھے اور دل میں کہہ رہے تھے کہ ایسی ہزیمت تو عورتیں ہی اٹھا سکتی ہیں۔

قباث ابن اشیم الکنانی بھی کہا کرتا تھا کہ اس نے جنگ بدر میں مشرکین کے ساتھ شرکت کی۔ اس کا بیان ہے: میں نے دیکھا محمد ﷺ کے ساتھی بہت کم ہیں اور ہماری فوج پیادہ اور گھڑ سوار بہت زیادہ ہے۔ پھر میں نے شکست کا منظر دیکھا اور بھاگنے والوں کے ساتھ میں بھی بھاگ نکلا۔ میں نے مشرکین میں سے ہر ایک کے چہرے کی طرف دیکھا اور اپنے دل میں کہا: ''ایسی شکست تو میں نے کبھی نہیں دیکھی یوں تو عورتیں ہی بھاگتی ہیں۔''

میں بھاگتا جا رہا تھا اور ڈر رہا تھا کہ کہیں پکڑا نہ جاؤں۔ عام راستہ چھوڑ کر میں نے غیر معروف راہ لے لی۔ غیقہ کے مقام پر مجھے اپنی قوم کا ایک شخص ملا اور اس نے مجھ سے حال احوال پوچھا۔ میں نے کہا: ''کیا پوچھتے ہو؟ ہمارے لوگ تہ تیغ ہوئے ہیں، گرفتار کر لیے گئے ہیں اور ہم نے بہت بری طرح شکست کھائی ہے۔ کیا تم مجھے سواری پر بٹھا لو گے؟''

Marfat.com

اس نے مجھے سواری پر بٹھالیا اور زادِ راہ بھی دیا۔ ہم جُحفہ پہنچ گئے۔ پھر میں مکہ میں داخل ہوا۔ مکہ میں داخل ہونے سے قبل میں نے غمیم کے مقام پر حیسمان ابن حابس الخزاعی کو دیکھا۔ مجھے معلوم تھا کہ وہ جلد مکہ پہنچ کر قتلِ عام کی اطلاع دے گا۔ میں نے سوچا کہ اچھا ہے' یہ بری خبر مجھ سے پہلے مکہ کے لوگ اس کی زبان سے سن لیں۔ میں رک گیا اور وہ مجھ سے پہلے مکہ میں داخل ہوگیا۔ اس نے اہل مکہ کو ان کے مقتولین کی خبر سنائی۔ وہ رونے پیٹنے لگے اور ساتھ ہی خزاعی کو گالیاں دینے لگے کہ اس نے انھیں خیر کی کوئی خبر سنانے کی بجائے ان کی کمر توڑ دینے والی خبر سنائی ہے۔''

قباث بیان کرتے ہیں کہ جنگ خندق کے بعد میرے دل میں کچھ تبدیلی پیدا ہوئی۔ میں نے سوچا کہ مدینہ جاؤں اور دیکھوں کہ محمد کیا کہتے ہیں میرے دل میں اسلام کی جانب میلان پیدا ہوگیا تھا۔ میں نے وہاں پہنچ کر آنحضور ﷺ کے بارے میں پوچھا تو لوگوں نے مجھے بتایا کہ آپ ﷺ مسجد کی دیوار کے سائے میں بیٹھے ہیں۔ آپ ﷺ کے ساتھ صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت بھی تھی۔ میں وہاں پہنچ گیا۔ میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان آپ ﷺ کو پہچان نہ سکا۔ سلام کیا تو آنحضور ﷺ نے فرمایا: ''اے اشیم کے بیٹے قباث تو نے بدر کے دن کہا تھا کہ ''ایسی شکست تو میں نے کبھی نہیں دیکھی۔ یوں تو عورتیں ہی بھاگتی ہیں۔''

میں نے آپ ﷺ کی زبان سے یہ سنتے ہی کلمہ شہادت پڑھا اور کہا: ''میں نے یہ بات دل ہی دل میں کہی تھی اور کسی کے سامنے کبھی اس کا اظہار نہیں کیا تھا۔ اگر آپ اللہ کے نبی نہ ہوتے تو اس واقعہ کی اطلاع آپ کو ہرگز نہ ملتی۔ آپ کو یہ اللہ نے بتایا ہے۔ آپ اپنا ہاتھ بڑھائیں تاکہ میں بیعت کروں۔ چنانچہ آپ نے میرے سامنے اسلام کے بنیادی اصول و تعلیمات پیش فرمائے اور میں داخلِ اسلام ہوگیا۔'' (تفصیلات کے لیے دیکھیے: سیرة ابن هشام، القسم الاول، ص ۶۶۱-۶۶۲)

--❀--❀--❀--

قرآن مجید میں جنگ بدر کا تذکرہ اور تبصرہ

قرآن مجید میں مختلف غزوات کا تذکرہ ملتا ہے۔ جنگ بدر پر مفصل بحث سورہ انفال میں پائی جاتی ہے۔ بعض دیگر مقامات پر بھی جنگ کی طرف اشارات ملتے ہیں۔ بعض آیات تو ہجرت سے پہلے مکہ میں نازل ہوئی تھیں جن کی تعبیر جنگ بدر کے بعد کھل کر سامنے آ گئی۔ سورہ انفال اور بعض دیگر مدنی سورتوں کی کچھ آیات جنگ بدر کے بعد نازل ہوئیں۔ ان میں جنگ پر بہترین تبصرہ ربانی انسانوں کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔

مکی سورتوں میں جنگ بدر کی نشاندہی

سورہ روم ہجرت سے پہلے مکہ میں نازل ہوئی تھی۔ (اس کا زمانہ نزول نبوت کا پانچواں یا چھٹا سال ہے) اس کے آغاز میں اللہ تعالیٰ نے ایرانیوں کے مقابلے پر رومیوں کی شکست کا ذکر کیا ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ رومی چند سالوں میں اپنی شکست کا بدلہ لے کر ایرانیوں پر غالب آ جائیں گے۔ ''اور وہ دن وہ ہوگا جبکہ اللہ کی بخشی ہوئی فتح پر مسلمان خوشیاں منائیں گے۔'' یہ پیشین گوئی حرف بحرف پوری ہوئی۔ ۲ھ میں رومی شہنشاہ ہرقل نے ایرانیوں کو ذلت آمیز شکست دی۔ عین انھی دنوں بدر کے مقام پر نبی رحمت ﷺ کی قیادت میں صحابہ کرام کو کافروں کے مقابلے پر عظیم الشان فتح نصیب ہوئی۔

سورۃ القمر بھی مکی سورت ہے جو ہجرت سے پانچ سال قبل نازل ہو چکی تھی۔ اس میں ارشاد فرمایا:

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ ۝ (القمر ۵۴:۴۵)

''عنقریب یہ بڑی جماعت شکست کھا جائے گی اور یہ سب پیٹھ پھیر کر بھاگتے نظر آئیں

Marfat.com

گے۔"

صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبانی روایت نقل کی گئی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو وہ مکہ میں چھوٹی سی عمر میں کھلونوں سے کھیلا کرتی تھیں اور جب بدر کی لڑائی ہوئی تو آیت کی تفسیر سامنے آگئی۔ عکرمہ کے حوالے سے ابوحاتم نے اور خالد بن مہران کے حوالے سے امام بخاری اور نسائی نے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: "یہ کون سی جماعت ہے جو مغلوب ہو جائے گی اور غالب آنے والی جماعت کون سی ہوگی؟" جنگ بدر کے موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضور ﷺ کو زرہ پہنے ہوئے دیکھا اس وقت آپ ﷺ یہی آیت تلاوت کر رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ میں نے اسی لمحے اس آیت کا مفہوم سمجھا۔

سورۃ ص کا زمانہ نزول نبوت کا چوتھا یا پانچواں سال تھا۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُومٌ مِّنَ الْأَحْزَابِ ﴿١١﴾ (ص ۳۸:۱۱)۔ یہ تو جتھوں میں سے ایک معمولی سا جتھہ ہے جو اس جگہ شکست کھانے والا ہے۔

امام ابن کثیر نے اپنی شہرہ آفاق تفسیر میں اس آیت کے مضمون کو بھی سورۃ القمر کی محولہ بالا آیت کی طرح جنگ بدر پر منطبق کیا ہے۔ جبکہ بعض دوسرے مفسرین فتح مکہ کو اس آیت کا مصداق گردانتے ہیں۔ ہمارے دور کے عظیم مفسر مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ بھی ثانی الذکر رائے کے حامی ہیں۔

امام ابن کثیر کی طرح امام قرطبی نے بھی اپنی تفسیر میں امام قتادہ کے حوالے سے اس آیت کو یوم بدر کی فتح سے متعلق بیان کیا ہے۔

سورہ نساء میں بدر کا ذکر

سورہ نساء کی آیت نمبر ۹۵ بھی جنگ بدر سے متعلق ہے۔ اس میں ارشاد فرمایا گیا ہے:

Marfat.com

لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۭ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ۭ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ۭ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۹۵﴾ (النساء ۴:۹۵)

مسلمانوں میں سے وہ لوگ جو کسی معذوری کے بغیر گھر بیٹھے رہتے ہیں اور وہ جو اللہ کی راہ میں جان و مال سے جہاد کرتے ہیں، دونوں کی حالت یکساں نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بیٹھنے والوں کی نسبت جہاد کرنے والوں کا درجہ بڑا رکھا ہے۔ اگرچہ ہر ایک کے لیے اللہ نے بھلائی ہی کا وعدہ فرمایا ہے، مگر اس کے ہاں مجاہدوں کی خدمات کا معاوضہ بیٹھنے والوں سے بہت زیادہ ہے۔''

امام ابن کثیر نے صحیح بخاری کے حوالے سے لکھا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آغاز میں اس میں غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ (کسی معذوری کے بغیر) نہیں لکھا تھا آنحضور ﷺ نے زید بن ثابت سے یہ آیت لکھوائی۔ جب عبداللہ بن ام مکتوم نے یہ آیت سنی تو آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ''یارسول اللہ میں تو اس لیے جنگ پر نہ جاسکا کہ نابینا اور معذور ہوں۔ تو اسی وقت ''غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ'' کے الفاظ نازل ہوئے۔ اس آیت میں بدری صحابہ کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

جنگ بدر پر سورہ آل عمران کا تبصرہ

سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۱۳ میں ارشاد فرمایا:

قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ۭ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ ۭ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ﴿۱۳﴾ (آلِ عمران ۳:۱۳)

تمھارے لیے ان دو گروہوں میں ایک نشان عبرت تھا جو (بدر میں) ایک دوسرے سے نبرد آزما ہوئے۔ ایک گروہ اللہ کی راہ میں لڑ رہا تھا اور دوسرا گروہ کافر تھا۔ دیکھنے والے

Marfat.com

بچشم سر دیکھ رہے تھے کہ کافر گروہ مومن جماعت سے دو چند ہے' مگر (نتیجے نے ثابت کر دیا کہ) اللہ اپنی فتح و نصرت سے جس کو چاہتا ہے مدد دیتا ہے۔ دیدۂ بینا رکھنے والوں کے لیے اس میں بڑا سبق پوشیدہ ہے۔''

سورہ آل عمران ہی میں جنگ احد پر تبصرہ کرتے ہوئے ضمناً جنگ بدر کا حوالہ دیا گیا ہے۔ ارشاد باری ہے:

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

(آلِ عمران ۳:۱۲۳)

''اور اس سے پہلے جنگ بدر میں اللہ تمھاری مدد کر چکا تھا' حالانکہ اس وقت تم بہت کمزور تھے' لہٰذا تمھیں چاہیے کہ اللہ کی ناشکری سے بچو' امید ہے کہ اب تم شکر گزار بنو گے۔''

سورہ انفال کا مرکزی مضمون

جہاں تک سورہ انفال کا تعلق ہے' اسے سورہ بدر بھی کہا جائے تو درست ہے' کیونکہ اس کا مرکزی اور بنیادی مضمون غزوۂ بدر ہی سے متعلق ہے۔ یہ پہلا موقع تھا جس پر اللہ تعالیٰ نے انفال کے مسائل بیان کیے۔ انفال نفل کی جمع ہے۔ نفل کا عربی زبان میں بڑا وسیع مفہوم ہے۔ لغت میں اس کے جو معانی بیان ہوئے ہیں' ان میں سے چند ایک یہ ہیں۔ قسم کھانا' خالص نیت سے تحفہ دینا' مالِ غنیمت میں سے سپاہیوں کو حصہ دینا' کسی کو اس کے حصے سے زائد چیز دینا' اپنے فرض سے زائد کام جو رغبت اور خوشی سے کیا جائے' لڑائی کے نتیجے میں مالِ غنیمت ہاتھ آنا۔ انفال یعنی مالِ غنیمت۔ گویا یہاں مالِ غنیمت کو انفال کہا گیا ہے۔ اسلامی اصطلاح میں مالِ غنیمت کو انفال کہنے سے یہ حقیقت واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ بندۂ مومن کے نزدیک جہاد کا اصل مقصد اللہ کی اطاعت اور اس کی رضا کا حصول ہے۔ وہ فتوحات اور مالِ غنیمت کو مقصود بالذات نہیں سمجھتا۔ یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے اپنی رضا کے علاوہ ایک زائد عطیہ ہے جو وہ اپنے بندوں کو عطا فرما دیتا ہے۔ علامہ اقبال نے بھی اس حقیقت کو اپنے ایک شعر میں یوں بیان کیا ہے:

Marfat.com

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مالِ غنیمت ' نہ کشور کشائی

مالِ غنیمت کے متعلق قرآنی احکام

سورہ انفال کا آغاز ان الفاظ سے ہوتا ہے:

یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ؕ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِكُمْ ۪ وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ① (الانفال ۸:۱)

''اے نبی! یہ لوگ آپ سے انفال کے متعلق پوچھتے ہیں۔ کہو یہ انفال تو اللہ اور اس کے رسول کے ہیں۔ پس تم لوگ اللہ سے ڈرو اور اپنے باہمی تعلقات درست کرو اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو اگر تم مومن ہو۔''

چونکہ اس سے پہلے مالِ غنیمت کی تقسیم کے بارے میں کوئی واضح حکم موجود نہیں تھا۔ اس لیے مسلمانوں میں سے مختلف لوگوں نے مالِ غنیمت میں سے اپنا حصہ طلب کرنا شروع کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے مندرجہ بالا آیت میں انھیں بتایا کہ یہ مال اللہ اور اس کے رسول کا ہے۔ اس پر سب لوگوں نے سرِ تسلیم خم کر دیا۔ آگے آیت نمبر ۴۱ میں اللہ تعالیٰ نے فیصلہ صادر فرمایا کہ پانچواں حصہ یعنی خمس وصول کرنے کے بعد باقی مال مجاہدین کے درمیان تقسیم کر دیا جائے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے خمس کے مصارف بھی بیان کیے ہیں۔ ارشاد باری ہے:

وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِی الْقُرْبٰی وَ الْیَتٰمٰی وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ ۙ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَ مَاۤ اَنْزَلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا یَوْمَ الْفُرْقَانِ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ㊶ (الانفال ۸:۴۱)

''اور تمھیں معلوم ہو کہ جو کچھ مالِ غنیمت تم نے حاصل کیا ہے' اس کا پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے۔ اگر تم ایمان لائے ہو اللہ پر اور اس چیز پر جو فیصلے کے روز یعنی دونوں فوجوں کی مڈبھیڑ کے

Marfat.com

دن ہم نے اپنے بندے پر نازل کی تھی (تو یہ حصہ بخوشی ادا کرو) اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

اللہ کافروں کی جڑ کاٹنا چاہتا تھا

سورہ انفال میں آنحضور ﷺ کا اپنے گھر سے نکلنے اور میدان جنگ کی طرف پیش قدمی کا فیصلہ کرنے' نیز میدان جنگ میں اللہ تعالیٰ سے فتح ونصرت کی دعائیں مانگنے کے تمام مراحل کو بہت خوب صورت پیرائے میں بیان کیا گیا ہے۔ جس طرح مالِ غنیمت کے متعلق لوگوں میں اختلاف رائے پیدا ہوگیا تھا' اسی طرح مدینہ سے نکلنے سے پہلے کچھ لوگوں کی رائے کفار کے لشکر کے مقابلہ پر جانے کے حق میں نہ تھی۔ وہ ابوسفیان کے تجارتی قافلے کا تعاقب کرنے کے حق میں تھے۔ بعض مؤرخین نے اس بات کو گڈ مڈ کر دیا ہے کہ آیا مدینہ سے نکلنے کے وقت آنحضور ﷺ کا مقصد قریش کے لشکر سے پنجہ آزمائی تھا یا ابوسفیان کے قافلے کا تعاقب۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ مشاورت کے آغاز میں بعض لوگوں نے قافلے کی طرف جانے کے حق میں رائے دی تھی' مگر سورہ انفال کی روشنی میں یہ بات بالکل واضح ہوجاتی ہے کہ مشاورت کے نتیجے میں مدینہ کے اندر ہی یہ طے ہوگیا تھا کہ لشکر کفار سے مقابلہ کرنا ہے۔ سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اور سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایات بیان ہوئی ہیں کہ انھوں نے اس مہم کو تجارتی قافلے کا تعاقب سمجھا تھا اسی لیے وہ اس میں شامل نہیں ہوئے تھے۔ ان دونوں بزرگ صحابہ کا یہ ذاتی خیال ہوگا' مگر حضرات صحابہ کرام کی باقی جماعت نے آغاز ہی سے اس مہم کو کفار سے جنگ ہی تصور کیا تھا۔ علامہ شبلی نعمانی نے سیرت النبیؐ جلد اول میں غزور بدر کے باب میں اس موضوع پر بڑی مدلل بحث کی ہے۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تفہیم القرآن جلد دوم میں سورہ انفال کے تعارف اور تفسیری حاشیوں میں اس موضوع پر قلم اٹھایا ہے۔ دونوں عظیم محققین نے یہ ثابت کیا ہے کہ مدینہ سے پیش قدمی کے وقت ہی فیصلہ ہوگیا تھا کہ بدر کا رخ کرنا ہے۔

جنگ بدر کے حالات وواقعات پر سب سے مستند ذریعہ خود قرآن مجید ہے اور قرآن مجید کا اس بارے میں قول فیصل پیش خدمت ہے:

Marfat.com

كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ ۠ وَ اِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ ۝۵
يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ۝۶ وَاِذْ يَعِدُكُمُ
اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَ تَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ
اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ۝۷ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ
الْمُجْرِمُوْنَ ۝۸ (الانفال ۸: ۵-۸)

"(اس مالِ غنیمت کے معاملے میں بھی ویسی ہی صورت پیش آرہی ہے جیسی اس وقت پیش آئی تھی جبکہ) تیرا رب تجھے حق کے ساتھ تیرے گھر سے نکال لایا تھا اور مومنین میں سے ایک گروہ کو یہ ناگوار تھا۔ وہ اس حق کے معاملے میں تجھ سے جھگڑ رہے تھے دراں حالیکہ وہ صاف صاف نمایاں ہو چکا تھا۔ ان کا حال یہ تھا کہ گویا وہ آنکھوں دیکھتے موت کی طرف ہانکے جا رہے ہیں۔ یاد کرو وہ موقع جب کہ اللہ تم سے وعدہ کر رہا تھا کہ دونوں گروہوں میں سے ایک تمھیں مل جائے گا۔ تم چاہتے تھے کہ کمزور گروہ تمھیں ملے، مگر اللہ کا ارادہ یہ تھا کہ اپنے ارشادات سے حق کو حق کر دکھائے اور کافروں کی جڑ کاٹ دے تاکہ حق حق ہو کر رہے اور باطل باطل ہو کر رہ جائے خواہ مجرموں کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو۔"

آیت نمبر ۵ اور ۶ سے واضح ہو جاتا ہے کہ آنحضور ﷺ کے گھر سے نکلنے کے وقت قریش سے مقابلے کا فیصلہ ہو چکا تھا۔ اسی لیے تو لوگوں کو موت کی طرف ہانکے جانے کا خطرہ محسوس ہو رہا ہے۔ آیت نمبر ۷ میں ابتدائی مرحلے کو بیان کر کے فوراً ہی یہ وضاحت کر دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کفار کی فوجی قوت کو کچلنا چاہتا تھا۔ آیت نمبر ۸ میں بھی اسی مضمون کی مزید وضاحت ہے۔ اب صاف ظاہر ہے کہ قافلے پر حملے سے تو کافروں کی فوجی اور سیاسی قوت کچلی نہیں جا سکتی تھی۔

میدان جنگ میں اہل ایمان کی دعاؤں کا تذکرہ کر کے بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کر لی اور ان کی مدد کے لیے فرشتے نازل کیے گئے۔ آسمان سے بارش برسائی گئی اور عین میدان جنگ میں ان پر ایک غنودگی کی کیفیت طاری ہوئی جس سے انھیں اطمینان اور جرات کی

Marfat.com

دولت ملی۔

اِذۡ تَسۡتَغِیۡثُوۡنَ رَبَّكُمۡ فَاسۡتَجَابَ لَكُمۡ اَنِّیۡ مُمِدُّكُمۡ بِاَلۡفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓئِكَةِ مُرۡدِفِیۡنَ ﴿۹﴾ وَ مَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشۡرٰی وَ لِتَطۡمَئِنَّ بِهٖ قُلُوۡبُكُمۡ ۚ وَ مَا النَّصۡرُ اِلَّا مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیۡزٌ حَكِیۡمٌ ﴿۱۰﴾ (الانفال ۸: ۹-۱۰)

"اور یاد کرو وہ موقع جب کہ تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے۔ جواب میں اس نے فرمایا کہ میں تمھاری مدد کے لیے پے در پے ایک ہزار فرشتے بھیج رہا ہوں۔ یہ بات اللہ نے تمھیں صرف اس لیے بتادی کہ تمھیں خوشخبری ہو اور تمھارے دل اس سے مطمئن ہو جائیں۔ ورنہ مدد تو جب بھی ہوتی ہے اللہ ہی کی طرف سے ہوتی ہے یقیناً اللہ زبردست اور دانا ہے۔

اِذۡ یُغَشِّیۡكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنۡهُ وَ یُنَزِّلُ عَلَیۡكُمۡ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّیُطَهِّرَكُمۡ بِهٖ وَ یُذۡهِبَ عَنۡكُمۡ رِجۡزَ الشَّیۡطٰنِ وَ لِیَرۡبِطَ عَلٰی قُلُوۡبِكُمۡ وَ یُثَبِّتَ بِهِ الۡاَقۡدَامَ ﴿۱۱﴾ (الانفال ۸: ۱۱)

اور وہ وقت جب کہ اللہ اپنی طرف سے غنودگی کی شکل میں تم پر اطمینان و بے خوفی کی کیفیت طاری کر رہا تھا اور آسمان سے تمھارے اوپر پانی برسا رہا تھا' تا کہ تمھیں پاک کرے اور تم سے شیطان کی ڈالی ہوئی نجاست دور کرے اور تمھاری ہمت بندھائے اور اس کے ذریعے سے تمھارے قدم جما دے۔

اِذۡ یُوۡحِیۡ رَبُّكَ اِلَی الۡمَلٰٓئِكَةِ اَنِّیۡ مَعَكُمۡ فَثَبِّتُوا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ؕ سَاُلۡقِیۡ فِیۡ قُلُوۡبِ الَّذِیۡنَ كَفَرُوا الرُّعۡبَ فَاضۡرِبُوۡا فَوۡقَ الۡاَعۡنَاقِ وَ اضۡرِبُوۡا مِنۡهُمۡ كُلَّ بَنَانٍ ﴿۱۲﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ شَآقُّوا اللّٰهَ وَ رَسُوۡلَهٗ ۚ وَ مَنۡ یُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَ رَسُوۡلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِیۡدُ الۡعِقَابِ ﴿۱۳﴾ ذٰلِكُمۡ فَذُوۡقُوۡهُ وَ اَنَّ لِلۡكٰفِرِیۡنَ عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۴﴾ (الانفال ۸: ۱۲-۱۴)

اور وہ وقت جب کہ تمھارا رب فرشتوں کو اشارہ کر رہا تھا کہ میں تمھارے ساتھ ہوں' تم اہل ایمان کو ثابت قدم رکھو' میں ابھی ان کافروں کے دلوں پر رعب ڈالے دیتا ہوں' پس تم

Marfat.com

ان کی گردنوں پر ضرب اور جوڑ جوڑ پر چوٹ لگاؤ۔ یہ اس لیے کہ ان لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا مقابلہ کیا اور جو اللہ اور اس کے رسول کا مقابلہ کرے اللہ اس کے لیے نہایت سخت گیر ہے۔ یہ ہے تم لوگوں کی سزا' اب اس کا مزا چکھو اور تمھیں معلوم ہو کہ حق کا انکار کرنے والوں کے لیے دوزخ کا عذاب ہے۔'' (آیت ۹ تا ۱۴)

نزول ملائکہ

میدان بدر میں فرشتوں کا نزول اہل ایمان کی تقویت کے لیے تھا۔ امام ابن کثیر نے دو روایات لکھی ہیں جن کا مفہوم یہ ہے کہ بدر میں اسلامی فوج کے میمنہ کی جانب جبرائیل ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ نازل ہوئے اور میسرہ کی جانب میکائیل ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ نازل ہوئے۔ اس روایت کے راوی حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں اور وہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ ابوبکر میمنہ کی طرف تھے اور میں میسرہ کی جانب۔ دوسری روایت حضرت عبداللہ بن عباس کی ہے جس میں فرشتوں کی کل تعداد ایک ہزار بیان کی گئی ہے۔ امام بخاری نے اپنی صحیح بخاری میں بدر میں ملائکہ کی حاضری پر ایک باب قائم کیا ہے جس میں بہت سی احادیث ہیں۔ ایک حدیث میں جبریل کے سوال کا ذکر ہے کہ انھوں نے آنحضور ﷺ سے پوچھا: ''آپ کے نزدیک اہل بدر کا کیا مقام ہے؟'' تو آپ نے جواب دیا: ''وہ مسلمانوں میں سب سے افضل ہیں۔'' جبرائیل نے کہا: ''جو ملائکہ بدر کے میدان میں اترے تھے وہ بھی فرشتوں کی جماعت میں سب سے افضل ہیں۔''

فرشتوں کے نازل ہونے کے بارے میں بہت سی روایات ملتی ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بدر کے دن فرشتوں نے سفید عمامے باندھ رکھے تھے اور ان کے شملے اپنی پشتوں پر چھوڑے ہوئے تھے۔ صرف جبرئل زرد عمامہ پہنے ہوئے تھے۔ ایک روایت میں یہ تفصیل ملتی ہے کہ جنگ بدر میں حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے بھی زرد رنگ کا عمامہ پہنا ہوا تھا۔

عبدالرحمٰن بن عباس کی روایت ہے کہ جنگ بدر میں فرشتوں کے عمامے سفید تھے' جبکہ یوم

Marfat.com

حنین میں سرخ۔ ابواُسید مالک بن ربیعہ جو بدری صحابی تھے' آخری عمر میں آنکھوں کی بینائی سے محروم ہوگئے۔ وہ فرمایا کرتے تھے: ''اگر میری آنکھیں ٹھیک ہوتیں تو آج بھی میں تمھیں میدان بدر کی وہ گھاٹی دکھا سکتا تھا جس سے فرشتے نمودار ہوئے تھے۔'' حضرت ابوداؤد مازنی نے بھی جنگ بدر میں حصہ لیا تھا۔ ان کی زبانی بھی بدر میں فرشتوں کا ظہور روایت کیا گیا ہے۔

جبیر بن مطعم جو جنگ بدر میں کافروں کی طرف سے لڑ رہے تھے بھی بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے پوری وادی ایک عجیب مخلوق سے بھری ہوئی دیکھی اور وہ سمجھ گئے کہ یہ فرشتے ہیں اور ان کی آمد قریش کی شکست کا اعلان ہے۔ (بعض مؤرخین کے نزدیک جبیر بن مطعم جنگ بدر میں شریک نہ تھے۔ واللہ اعلم) اس سے پہلے ابوسفیان بن حارث کا واقعہ بھی گزر چکا ہے کہ اس نے مکہ پہنچ کر ابولہب کو اس عجیب مخلوق کی خبر سنائی تھی جس پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے غلام ابورافع پکار اٹھے تھے کہ خدا کی قسم یہ ملائکہ تھے۔

ثابت قدمی کی تلقین

اللہ تعالیٰ نے میدان جنگ میں ثابت قدمی کی تلقین فرمائی اور میدان جنگ سے پیٹھ پھیرنے پر اپنے غضب اور دوزخ کے عذاب کی وعید سنائی۔ اسی طرح باہمی اختلاف سے منع کیا کہ اس سے بزدلی اور کمزوری پیدا ہوتی ہے۔

سورہ انفال کی ان آیات کا مطالعہ کرتے ہوئے ہمیشہ میری آنکھوں کے سامنے اپنی ملت کی تاریخ گھوم جاتی ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ ہم نے جب بھی باہمی اختلافات کا راستہ اپنایا ہے' ہم دشمن کا تر نوالہ بن گئے ہیں۔ اس کے برعکس جب بھی ہم نے اسلام کے بنیادی اصولوں پر اتحاد و یکجہتی کا مظاہرہ کیا ہے ہمارا دشمن ہم سے مات کھا گیا ہے۔ یہ معاملہ میدان جنگ پر بھی صادق آتا ہے اور عام زندگی کی جدوجہد میں بھی اس کی حقانیت ثابت ہو چکی ہے۔

سورہ انفال میں ارشاد فرمایا گیا ہے:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ إِذَا لَقِيتُمُ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوهُمُ ٱلْأَدْبَارَ ﴿۱۵﴾ وَمَن يُوَلِّهِمْ

Marfat.com

يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗۤ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۶﴾ (الانفال ۸: ۱۵-۱۶)

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو جب تم ایک لشکر کی صورت میں کفار سے آمنا سامنا کرو تو ان کے مقابلے میں پیٹھ نہ پھیرو۔ جس نے ایسے موقع پر پیٹھ پھیری الا یہ کہ جنگی چال کے طور پر ایسا کرے یا اپنی فوج کے کسی دوسرے دستے سے جا ملنا مقصود ہو تو وہ اللہ کے غضب میں گھر جائے گا۔ اس کا ٹھکانہ جہنم میں ہوگا اور وہ بہت بری جائے بازگشت ہے۔''

آگے جا کر آیت نمبر ۴۵ اور ۴۶ میں پھر اسی مضمون کو یوں دہرایا ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۴۶﴾ (الانفال ۸: ۴۵-۴۶)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو، جب کسی گروہ سے تمھارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو کثرت سے یاد کرو، توقع ہے کہ تمھیں کامیابی نصیب ہوگی۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں جھگڑو نہیں۔ ورنہ تمھارے اندر کمزوری پیدا ہو جائے گی اور تمھاری ہوا اکھڑ جائے گی۔ صبر سے کام لو، یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔''

کافروں کو تنبیہ

میدان جنگ میں حضور اکرم ﷺ نے مٹھی بھر ریت ہاتھ میں لے کر 'شَاهَتِ الْوُجُوْهُ' کہتے ہوئے کفار کی طرف پھینکی، اس کے بعد میدان جنگ کافروں کی لاشوں سے پٹ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کی طرف بھی اشارہ کیا ہے اور ابوجہل اور قریش کی اس دعا کا بھی ذکر کیا ہے جو انھوں نے مکہ سے چلتے وقت خانہ کعبہ کے غلاف پکڑ کر مانگی تھی۔ اس دعا میں انھوں نے یہی کہا تھا کہ ''اے اللہ ہم میں سے جو سچا ہے اسے فتح عطا فرما۔'' ارشاد باری ہے:

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۪ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ

Marfat.com

وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۷﴾ ذٰلِكُمْ وَ اَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۸﴾ اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ ۚ وَاِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ ۚ وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْـًٔا وَّلَوْ كَثُرَتْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۹﴾ (الانفال ۸: ۱۷-۱۹)

''پس حقیقت یہ ہے کہ تم نے انھیں قتل نہیں کیا' بلکہ اللہ نے قتل کیا اور اے نبی ﷺ' تو نے نہیں پھینکا' بلکہ اللہ نے پھینکا (اور مومنوں کے ہاتھ جو اس کام میں استعمال کیے گئے) تو یہ اس لیے تھا کہ اللہ مومنوں کو ایک بہترین آزمائش سے کامیابی کے ساتھ گزار دے' یقیناً اللہ سننے اور جاننے والا ہے۔ یہ معاملہ تو تمھارے ساتھ ہے اور کافروں کے ساتھ معاملہ یہ ہے کہ اللہ ان کی چالوں کو کمزور کرنے والا ہے۔ (ان کافروں سے کہہ دو) ''اگر تم فیصلہ چاہتے تھے تو لو' فیصلہ تمھارے سامنے آگیا۔ اب باز آجاؤ' تمھارے ہی لیے بہتر ہے' ورنہ پھر پلٹ کر اسی حماقت کا اعادہ کرو گے تو ہم بھی اسی سزا کا اعادہ کریں گے اور تمھاری جمعیت' خواہ وہ کتنی ہی زیادہ ہو' تمھارے کچھ کام نہ آسکے گی۔ اللہ مومنوں کے ساتھ ہے۔''

مستضعفین کی مدد اور تائید

مکی دور میں اہل ایمان کمزور تھے۔ ان کے دشمن طاقتور تھے۔ وہ پوری دنیا میں ایک کمزور سی جماعت تھی جو حق کی علمبردار اور پیغام توحید کی امین تھی۔ وہ ہجرت کر کے مدینہ آگئے تو یہاں آکر ان کی اپنی ایک ریاست قائم ہوگئی' مگر پھر بھی یہ ریاست دشمنوں کے وسیع و عمیق سمندر میں ایک چھوٹے سے جزیرے کی حیثیت رکھتی تھی۔ بدر کی لڑائی نے ان کمزور لوگوں کو قوت و طاقت عطا فرمائی اور ان کی یہ فتح کسوٹی بن گئی جس نے حق و باطل کے درمیان واضح خط امتیاز کھینچ دیا۔ اس سیاق و سباق میں مکی دور کی ان سازشوں کا ذکر بھی کیا گیا ہے جن کے ذریعے کفار قریش آنحضور ﷺ کو قتل کرنے یا قید کرنے یا جلاوطن کردینے کے منصوبے بنا رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

فرماتا ہے:

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۶﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۹﴾ (الانفال ۸: ۲۶-۲۹)

''یاد کرو وہ وقت جب کہ تم تھوڑے تھے، زمین میں تم کو بے زور سمجھا جاتا تھا، تم ڈرتے رہتے تھے کہ کہیں لوگ تمھیں مٹا نہ دیں، پھر اللہ نے تم کو جائے پناہ مہیا کر دی، اپنی مدد سے تمھارے ہاتھ مضبوط کیے اور تمھیں اچھا رزق پہنچایا، شاید کہ تم شکر گزار بنو۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو، جانتے بوجھتے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ خیانت نہ کرو، اپنی امانتوں میں غداری کے مرتکب نہ ہو اور جان رکھو کہ تمھارے مال اور تمھاری اولاد حقیقت میں سامانِ آزمائش ہیں اور اللہ کے پاس اجر دینے کے لیے بہت کچھ ہے۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اگر تم خدا ترسی اختیار کرو گے تو اللہ تمھارے لیے کسوٹی بہم پہنچا دے گا اور تمھاری برائیوں کو تم سے دور کرے گا اور تمھارے قصور معاف کرے گا۔ اللہ بڑا فضل فرمانے والا ہے۔''

پھر آگے ارشاد فرمایا:

وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ۭ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴿۳۰﴾ (الانفال ۸: ۳۰)

وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے جبکہ منکرین حق آپ کے خلاف تدبیریں سوچ رہے تھے کہ آپ کو قید کر دیں یا قتل کر ڈالیں یا جلاوطن کر دیں۔ وہ اپنی چالیں چل رہے تھے اور اللہ اپنی چال چل رہا تھا اور اللہ سب سے بہتر چال چلنے والا ہے۔

Marfat.com

جنگ جاری رہے گی جب تک فتنہ مٹ نہ جائے

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو حکم دیا ہے کہ وہ فتنہ وفساد ختم کرنے اور دین کے مکمل غلبے کے لیے کافروں سے لڑائی جاری رکھیں۔ اس کے لیے سامان جنگ کی تیاری کا بھی حکم دیا گیا ہے اور آنحضور ﷺ کو یہ تلقین بھی کی گئی ہے کہ مومنین کو جہاد کی فضیلت بتائیں اور اس میں شرکت کے لیے انھیں آمادہ کریں۔ آیت نمبر ۳۹ اور ۴۰ میں ارشاد فرمایا:

وَقَاتِلُوهُمْ حَتّٰى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَّيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿۳۹﴾ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ۭ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿۴۰﴾
(الانفال ۳۹: ۴۰)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو ان کافروں سے جنگ کرو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین پورا کا پورا اللہ کے لیے ہو۔ پھر اگر وہ فتنے سے رک جائیں تو ان کے اعمال کا دیکھنے والا اللہ ہے اور اگر وہ نہ مانیں تو جان رکھو کہ اللہ تمھارا سرپرست ہے اور وہ بہترین سرپرست اور مددگار ہے۔''

آگے آیت نمبر ۶۰ میں ارشاد فرمایا:

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۶۰﴾ (الانفال ۳۹: ۶۰)

''اور تم لوگ، جہاں تک تمھارا بس چلے، زیادہ سے زیادہ طاقت اور تیار بندھے رہنے والے گھوڑے ان کے مقابلے کے لیے مہیا رکھو تاکہ اس کے ذریعے سے اللہ کے اعدا اور اپنے دشمنوں کو اور ان دوسرے اعداء کو خوف زدہ کردو جنھیں تم نہیں جانتے مگر اللہ جانتا ہے۔ اللہ کی راہ میں جو کچھ تم خرچ کرو گے اس کا پورا پورا بدل تمھاری طرف پلٹایا جائے گا اور تمھارے ساتھ ہرگز ظلم نہ ہوگا۔''

Marfat.com

اہل حق کا پلہ بھاری رہے گا

مسلمانوں کا حوصلہ بلند کرنے اور جہاد کی ترغیب دینے کے لیے وحی نازل فرمائی:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ ؕ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ۝ اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَ عَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ؕ فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ (الانفال ۸:۶۵-۶۶)

''اے نبی ﷺ! مومنوں کو جنگ پر ابھار دو۔ اگر تم میں سے بیس آدمی صابر ہوں تو وہ دو سو پر غالب آئیں گے اور اگر سو آدمی ایسے ہوں تو منکرین حق میں سے ہزار آدمیوں پر بھاری رہیں گے' کیونکہ وہ ایسے لوگ ہیں جو سمجھ نہیں رکھتے۔ اچھا' اب اللہ نے تمھارا بوجھ ہلکا کیا اور اسے معلوم ہوا کہ ابھی تم میں کمزوری ہے' پس اگر تم میں سے سو آدمی صابر ہوں تو وہ دو سو پر اور ہزار آدمی ایسے ہوں تو دو ہزار پر اللہ کے حکم سے غالب آئیں گے اور اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو صبر کرنے والے ہیں۔''

شیطان کی کارستانی اور اس کا انجام

جنگ سے پہلے قریش مکہ بڑے غرور اور تکبر کا اظہار کر رہے تھے اور شیطان بھی بنو مدلج کے ایک سردار کی شکل میں ان کے حوصلے بڑھا رہا تھا۔ جب لڑائی شروع ہوئی اور سیدنا جبریل علیہ السلام کی قیادت میں فرشتے آسمان سے اترے تو ابلیس اپنی ساری شیخی اور مکر و فریب بھول گیا اور پیٹھ پھیر کر بھاگا۔ اس واقعہ کی منظر کشی اللہ تعالیٰ نے آیت نمبر ۴۷ اور ۴۸ میں کی ہے:

وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّ رِئَآءَ النَّاسِ وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ۝ وَ اِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَ قَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَ اِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ ۚ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى

Marfat.com

عَقِبَيۡهِ وَقَالَ اِنِّیۡ بَرِیۡٓءٌ مِّنۡكُمۡ اِنِّیۡۤ اَرٰی مَا لَا تَرَوۡنَ اِنِّیۡۤ اَخَافُ اللّٰهَ ؕ وَاللّٰهُ شَدِيۡدُ الۡعِقَابِ ﴿۴۸﴾ (الانفال ۳۹:۸ ۴۷-۴۸)

''اور ان لوگوں کے سے رنگ ڈھنگ نہ اختیار کرو جو اپنے گھروں سے اتراتے اور لوگوں کو اپنی شان دکھاتے ہوئے نکلے اور جن کی روش یہ ہے کہ اللہ کے راستے سے روکتے ہیں' جو کچھ وہ کر رہے ہیں۔ وہ اللہ کی گرفت سے باہر نہیں ہے۔ ذرا خیال کرو اس وقت کا جب کہ شیطان نے ان لوگوں کے کرتوت ان کی نگاہوں میں خوشنما بنا کر دکھائے تھے اور ان سے کہا تھا کہ آج کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا اور یہ کہ میں تمھارے ساتھ ہوں' مگر جب دونوں گروہوں کا آمنا سامنا ہوا تو وہ الٹے پاؤں پھر گیا اور کہنے لگا کہ میرا تمھارا ساتھ نہیں ہے' میں وہ کچھ دیکھ رہا ہوں جو تم لوگ نہیں دیکھتے مجھے خدا سے ڈر لگتا ہے اور خدا بڑی سزا دینے والا ہے۔''

اللہ نے تعداد تھوڑی دکھائی

میدان جنگ میں اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کو مسلمانوں کی نگاہ میں تھوڑا دکھایا اور اسی طرح سے مسلمانوں کو کافروں کی نگاہ میں تھوڑا کر کے پیش کیا۔ آنحضور ﷺ کو بھی خواب میں دشمن ان کی اصل تعداد سے کہیں کم کر کے دکھائے گئے۔ اس سے متعلق حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے گزشتہ صفحات میں واقعہ گزر چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِذۡ اَنۡتُمۡ بِالۡعُدۡوَةِ الدُّنۡيَا وَهُمۡ بِالۡعُدۡوَةِ الۡقُصۡوٰی وَالرَّكۡبُ اَسۡفَلَ مِنۡكُمۡ ؕ وَلَوۡ تَوَاعَدۡتُّمۡ لَاخۡتَلَفۡتُمۡ فِی الۡمِيۡعٰدِ ۙ وَلٰكِنۡ لِّيَقۡضِیَ اللّٰهُ اَمۡرًا كَانَ مَفۡعُوۡلًا ۙ لِّيَهۡلِكَ مَنۡ هَلَكَ عَنۡۢ بَيِّنَةٍ وَّيَحۡيٰی مَنۡ حَیَّ عَنۡۢ بَيِّنَةٍ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ﴿۴۲﴾ اِذۡ يُرِيۡكَهُمُ اللّٰهُ فِیۡ مَنَامِكَ قَلِيۡلًا ؕ وَلَوۡ اَرٰٮكَهُمۡ كَثِيۡرًا لَّفَشِلۡتُمۡ وَلَتَنَازَعۡتُمۡ فِی الۡاَمۡرِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ؕ اِنَّهٗ عَلِيۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ﴿۴۳﴾ وَاِذۡ يُرِيۡكُمُوۡهُمۡ اِذِ الۡتَقَيۡتُمۡ فِیۡۤ اَعۡيُنِكُمۡ قَلِيۡلًا وَّيُقَلِّلُكُمۡ فِیۡۤ اَعۡيُنِهِمۡ لِيَقۡضِیَ اللّٰهُ اَمۡرًا كَانَ مَفۡعُوۡلًا ؕ وَاِلَی اللّٰهِ تُرۡجَعُ الۡاُمُوۡرُ ﴿۴۴﴾ (الانفال ۳۹:۸ ۴۲-۴۴)

Marfat.com

یاد کرو وہ وقت جب تم وادی کی اس جانب تھے اور وہ وادی کی دوسری جانب پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے اور قافلہ تم سے نیچے (ساحل) کی طرف تھا۔ اگر کہیں پہلے سے تمھارے اور ان کے درمیان مقابلے کی قرارداد ہو چکی ہوتی تو تم ضرور اس موقع پر پہلو تہی کر جاتے' لیکن جو کچھ پیش آیا وہ اس لیے تھا کہ جس بات کا فیصلہ اللہ کر چکا تھا' اسے ظہور میں لے آئے تاکہ جسے ہلاک ہونا ہے وہ دلیل روشن کے ساتھ ہلاک ہو اور جسے زندہ رہنا ہے وہ دلیل روشن کے ساتھ زندہ رہے' یقیناً خدا سننے اور جاننے والا ہے۔ اور یاد کرو وہ وقت جب کہ اے نبی ﷺ' خدا ان کو تمھارے خواب میں تھوڑا دکھا رہا تھا۔ اگر کہیں وہ تمھیں ان کی تعداد زیادہ دکھا دیتا تو ضرور تم لوگ ہمت ہار جاتے اور لڑائی کے معاملے میں جھگڑا شروع کر دیتے' لیکن اللہ ہی نے اس سے تمھیں بچایا' یقیناً وہ سینوں کا حال تک جانتا ہے۔ اور یاد کرو جب کہ مقابلے کے وقت خدا نے تم لوگوں کی نگاہوں میں دشمنوں کو تھوڑا دکھایا اور ان کی نگاہوں میں تمھیں کم کر کے پیش کیا' تاکہ جو بات ہونی تھی اسے اللہ ظہور میں لے آئے' اور آخر کار سارے معاملات اللہ ہی کی طرف رجوع ہوتے ہیں''۔

مدینہ کے منافقین اور یہود

مدینہ منورہ میں منافقین اور یہودی اپنی اسلام دشمنی کی آگ میں جل رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا بھی ذکر کیا ہے اور ان کے قبیح چہروں سے نقاب الٹایا ہے۔ یہودیوں نے آنحضور ﷺ کے ساتھ معاہدہ بھی کیا ہوا تھا' مگر معاہدے کے باوجود ان کی ہمدردیاں کفار قریش کے ساتھ تھیں۔ جن کافروں کی محبت میں یہ لوگ مبتلا تھے' ان کا انجام بھی بیان کیا گیا ہے:

إِذْ يَقُولُ الْمُنٰفِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِينُهُمْ ۗ وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَإِنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٤٩﴾ وَلَوْ تَرٰٓى إِذْ يَتَوَفَّى الَّذِينَ كَفَرُوا ۙ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ ۚ وَذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ ﴿٥٠﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيكُمْ وَأَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ ﴿٥١﴾ (الانفال ۴۹:۸-۵۱)

Marfat.com

یاد کرو، جب کہ منافقین اور وہ سب لوگ جن کے دلوں کو روگ لگا ہوا ہے، کہہ رہے تھے کہ ان لوگوں کو تو ان کے دین نے خبط میں مبتلا کر رکھا ہے، حالانکہ اگر کوئی اللہ پر بھروسہ کرے تو یقیناً اللہ بڑا زبردست اور دانا ہے۔ کاش تم اس حالت کو دیکھ سکتے جب کہ فرشتے مقتول کافروں کی روحیں قبض کر رہے تھے۔ وہ ان کے چہروں اور ان کے کولہوں پر ضربیں لگاتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے: ''لو اب جلنے کی سزا بھگتو، یہ وہ جزا ہے جس کا سامان تمھارے اپنے ہاتھوں نے پیشگی مہیا کر رکھا تھا، ورنہ اللہ تو اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔''

كَدَأْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۵۲﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰي قَوْمٍ حَتّٰي يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۳﴾ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ ۚ وَكُلٌّ كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿۵۴﴾

(الانفال ۳۹: ۵۲-۵۴)

یہ معاملہ ان کے ساتھ اسی طرح پیش آیا جس طرح آل فرعون اور ان سے پہلے کے دوسرے لوگوں کے ساتھ پیش آتا رہا ہے کہ انھوں نے اللہ کی آیات کو ماننے سے انکار کیا اور اللہ نے ان کے گناہوں پر انھیں پکڑ لیا۔ اللہ قوت رکھتا ہے اور سخت سزا دینے والا ہے۔ یہ اللہ کی اس سنت کے مطابق ہوا کہ وہ کسی نعمت کو جو اس نے کسی قوم کو عطا کی ہو اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک کہ وہ قوم خود اپنے طرزِ عمل کو نہیں بدل دیتی۔ اللہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔ آل فرعون اور ان سے پہلے کی قوموں کے ساتھ جو کچھ پیش آیا وہ اسی ضابطے کے مطابق تھا۔ انھوں نے اپنے رب کی آیات کو جھٹلایا تب ہم نے ان کے گناہوں کی پاداش میں انھیں ہلاک کیا اور آل فرعون کو غرق کر دیا۔ یہ سب ظالم لوگ تھے۔

اِنَّ شَرَّ الدَّوَاۗبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۵﴾ اَلَّذِيْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ

Marfat.com

يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ ﴿۵۸﴾ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَبَقُوْا ؕ اِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُوْنَ ﴿۵۹﴾

(الانفال ۸:۵۵-۵۹)

یقیناً اللہ کے نزدیک زمین پر چلنے والی مخلوق میں سب سے بدتر وہ لوگ ہیں جنھوں نے حق کو ماننے سے انکار کر دیا۔ پھر کسی طرح وہ اسے قبول کرنے پر تیار نہیں ہیں۔ (خصوصاً) ان میں سے وہ لوگ جن کے ساتھ تو نے معاہدہ کیا پھر وہ ہر موقع پر اس کو توڑتے ہیں اور ذرا خدا کا خوف نہیں کرتے۔ پس اگر یہ لوگ تمھیں لڑائی میں مل جائیں تو ان کی ایسی خبر لو کہ ان کے بعد دوسرے جو لوگ ایسی روش اختیار کرنے والے ہوں ان کے حواس باختہ ہو جائیں۔ توقع ہے کہ بدعہدوں کے اس انجام سے وہ سبق لیں گے اور اگر کبھی تمھیں کسی قوم سے خیانت کا اندیشہ ہو تو اس کے معاہدے کو علانیہ اس کے منہ پر دے مارو، یقیناً اللہ خائنوں کو پسند نہیں کرتا۔ منکرین حق اس غلط فہمی میں نہ رہیں کہ وہ بازی لے گئے، یقیناً وہ ہم کو ہرا نہیں سکتے۔''

جنگی قیدیوں کا معاملہ

جیسا کہ اس سے پہلے ذکر ہو چکا ہے، اللہ تعالیٰ نے جنگی قیدیوں کے بارے میں سرزنش فرمائی کہ انھیں گرفتار کرنے سے پہلے کافروں کی طاقت کو کچلنے کے لیے ضروری تھا کہ ان کی گردنیں کاٹی جاتیں۔ اس عتاب پر حضور اکرم ﷺ اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک جگہ بیٹھے رو رہے تھے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی آ گئے۔ انھوں نے پوچھا: ''یارسول اللہ ﷺ آپ دونوں کس بات پر رو رہے ہیں۔ مجھے بھی بتایئے تاکہ میں بھی آپ کے ساتھ شریک گریہ ہو جاؤں۔'' آنحضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا عذاب اس درخت سے بھی قریب آ گیا تھا، مگر شکر ہے کہ اس نے عذاب ٹال دیا اور عفو و درگزر سے کام لیا۔'' فدیہ لینے کے بارے میں بھی سرزنش کی گئی، مگر اس کے

Marfat.com

ساتھ ہی ارشاد فرمایا کہ اب جو فدیہ لے چکے ہو وہ حلال اور طیب ہے اس کے کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗۤ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِى الْاَرْضِ ؕ تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۖ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۶۷﴾ لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَاۤ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۶۸﴾ فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۶۹﴾ (الانفال ۶۷:۳۹-۶۹)

"کسی نبی کے لیے یہ زیبا نہیں ہے کہ اس کے پاس قیدی ہوں، جب تک کہ وہ زمین میں دشمنوں کو اچھی طرح کچل نہ دے۔ تم لوگ دنیا کے فائدے چاہتے ہو حالانکہ اللہ کے پیش نظر آخرت ہے اور اللہ غالب اور حکیم ہے۔ اگر اللہ کا نوشتہ پہلے نہ لکھا جا چکا ہوتا تو جو کچھ تم لوگوں نے لیا ہے اس کی پاداش میں تم کو بڑی سزا دی جاتی۔ پس جو کچھ تم نے مال حاصل کیا ہے اسے کھاؤ کہ وہ حلال اور پاک ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ یقیناً اللہ درگزر کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔"

--❀--❀--❀--

Marfat.com

بدری صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین

مہاجرین

بدر میں شریک ہونے والے مہاجر صحابہ کرام کی تعداد ۸۳ بیان کی گئی ہے۔ان کے اسمائے گرامی ذیل میں دیے جارہے ہیں۔

۱- حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ' اسد اللہ واسد رسولہ (حضور ﷺ کے چچا)

۲- حضرت علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ۔(حضور ﷺ کے چچازاد اور چوتھے خلیفہ راشد)

۳- حضرت زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ بن شرحبیل بن کعب (حضور ﷺ کے آزاد کردہ غلام)

۴- حضرت انسہ رضی اللہ عنہ مولیٰ رسول اللہ ﷺ (یہ حضور ﷺ کے غلام تھے اور حبشی تھے۔)

۵- حضرت ابو کبشہ رضی اللہ عنہ مولیٰ رسول اللہ ﷺ (حضور ﷺ کے غلام' یہ فارسی النسل تھے۔)

۶- حضرت ابومرثد رضی اللہ عنہ کناز بن حصن بن یربوع بن عمرو (یہ بنو ہاشم کے حلیف تھے اور قبیلہ قیس عیلان سے ان کا نسلی تعلق تھا۔)

۷- حضرت مرثد بن ابی مرثد رضی اللہ عنہ (یہ حضرت ابومرثد رضی اللہ عنہ کے فرزند تھے۔)

۸- حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ بن الحارث بن مطلب بن عبد مناف (یہ جنگ بدر میں شہید ہوئے تھے۔ان کا واقعہ شہادت گزشتہ صفحات میں گزر چکا ہے)۔

۹- حضرت طفیل بن حارث رضی اللہ عنہ بن مطلب (یہ حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ کے حقیقی بھائی تھے)۔

۱۰- حضرت حصین بن حارث بن مطلب رضی اللہ عنہ

۱۱- حضرت مسطح رضی اللہ عنہ۔ان کا نام عوف بن اُثاثہ بن عباد بن مطلب تھا۔

Marfat.com

۱۲- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان بن ابی العاص۔ (حضور ﷺ کے داماد اور تیسرے خلیفہ راشد۔ یہ حضور ﷺ کے حکم سے اپنی بیوی رقیہ رضی اللہ عنہا بنت محمد ﷺ کی علالت کی وجہ سے جنگ میں عملاً شریک نہ ہو سکے، مگر آپ ﷺ نے ان کو بھی بدری صحابہ میں شمار فرمایا اور مالِ غنیمت کا حصہ عطا فرمایا)۔

۱۳- حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس (ان کا نام ہشام یا مہشم تھا، مگر ابوحذیفہ کے نام سے زیادہ معروف ہیں)۔

۱۴- حضرت سالم مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ (ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے غلام تھے۔ بڑے صاحب فضیلت صحابی تھے)۔

۱۵- حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن جحش بن رباب۔ (حضور ﷺ کے پھوپھی زاد تھے اور ام المومنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے بھائی تھے)۔

۱۶- حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ بن محصن بن حرثان بن قیس۔ (ان کا ذکر گزر چکا ہے)

۱۷- حضرت شجاع رضی اللہ عنہ بن وہب بن ربیعہ بن اسد

۱۸- حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ بن وہب بن ربیعہ بن اسد

۱۹- حضرت یزید رضی اللہ عنہ بن رقیش بن رئاب

۲۰- حضرت ابوسنان رضی اللہ عنہ بن محصن بن حرثان بن قیس (عکاشہ بن محصن کے بھائی تھے)۔

۲۱- حضرت سنان بن ابی سنان رضی اللہ عنہ۔ (یہ حضرت ابوسنان کے بیٹے تھے۔ انھی کی وجہ سے ان کی یہ کنیت معروف ہوئی)

۲۲- محرز رضی اللہ عنہ بن نضلہ بن عبداللہ

۲۳- حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ بن اکثم بن سنجرہ بن عمرو۔

۲۴- حضرت ثقف بن عمرو رضی اللہ عنہ۔

۲۵- حضرت مالک بن عمرو رضی اللہ عنہ۔

Marfat.com

۲۶- حضرت مدلج بن عمرو رضی اللہ عنہ۔ (بنو امیہ کے حلیف تھے۔ مسلمان ہو گئے تھے)۔

۲۷- حضرت ابو مخشی رضی اللہ عنہ ان کا نام سید بن مخشی تھا (بنو سالم کے حلیف تھے)۔

۲۸- حضرت عتبہ بن غزوان بن جابر بن وہب رضی اللہ عنہ۔

۲۹- حضرت خباب رضی اللہ عنہ (یہ حضرت عتبہ بن غزوان کے آزاد کردہ غلام تھے)۔

۳۰- حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ بن خویلد بن اسد۔ (حضور ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہ کے لختِ جگر اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے داماد تھے اور یہ عشرہ مبشرہ میں سے تھے)۔

۳۱- حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ (فتح مکہ سے پہلے انھوں نے قریش کو خط لکھا تھا' مگر حضور ﷺ نے بدری ہونے اور سچی بات بتا دینے کی وجہ سے معاف کر دیا)۔

۳۲- حضرت سعد الکلبی رضی اللہ عنہ۔ (یہ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کے غلام تھے)۔

۳۳- حضرت مصعب بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف رضی اللہ عنہ (یہ بنو عبد الدار سے تعلق رکھتے تھے اور مکہ میں شہزادوں کی سی زندگی گزارتے تھے۔ مدینہ انھی کی تبلیغ سے اسلام کا مرکز بنا۔ ان کے دادا کا نام بھی ہاشم بن عبد مناف تھا' مگر یہ حضور ﷺ کے خاندان ہاشم میں سے نہیں تھے)۔

۳۴- حضرت سویبط بن سعد بن حریملہ بن مالک رضی اللہ عنہ

۳۵- حضرت عبد الرحمٰن بن عوف بن عبد عوف رضی اللہ عنہ۔ (صحابہ میں سب سے مالدار تاجر اور یکے از عشرہ مبشرہ تھے)۔

۳۶- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ' ابو وقاص کا نام مالک بن اہیب بن عبد مناف تھا۔ (یہ فاتح ایران اور عشرہ مبشرہ میں سے تھے)

۳۷- حضرت عمیر بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ۔ (حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے چھوٹے بھائی تھے۔ بدر میں شہید ہوئے۔ واقعہ شہادت پہلے گزر چکا ہے)۔

۳۸- حضرت مقداد بن عمرو بن ثعلبہ بن مالک بن ربیعہ رضی اللہ عنہ۔ (بنو زہرہ کے حلیف تھے۔ بدر پر

Marfat.com

جانے سے قبل ان کی تقریر کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے)۔

۳۹- حضرت عبداللہ بن مسعود بن الحارث رضی اللہ عنہ۔ (مفسر قرآن اور بہت بڑے عالم وفقیہہ تھے۔ ابوجہل کا سر انھوں نے ہی کاٹا تھا)۔

۴۰- حضرت مسعود بن ربیعہ بن عمرو بن سعد رضی اللہ عنہ۔

۴۱- حضرت عمیر بن عمرو بن نضلہ بن غیشان رضی اللہ عنہ۔ (انھیں ذوالشمالین اور ذوالیدین بھی کہا جاتا ہے' کیونکہ دونوں ہاتھوں میں ایک جیسی قوت رکھتے تھے۔ بدر میں شہید ہوئے)۔

۴۲- حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ۔ (بنوتمیم میں سے تھے۔ ان کو مکہ میں دہکتے ہوئے انگاروں پر لٹایا جاتا تھا۔)

۴۳- سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ (آنحضور ﷺ کے یار غار پہلے خلیفہ راشد اور انبیاء کے بعد تمام اولاد آدم میں سے افضل ترین انسان۔ ان کا نام عبداللہ بن عثمان تھا۔ ان کی چار نسلیں درجہ صحابیت پر فائز ہیں)۔

۴۴- حضرت بلال بن رباح رضی اللہ عنہ۔ (مؤذن رسول ﷺ اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ حبشی غلام تھے)۔

۴۵- عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ (یہ بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے غلام تھے)۔

۴۶- حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ۔ (یہ بھی عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔ ان کے دادا عثمان اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دادا عامر سگے بھائی تھے۔ جنگ کے وقت یہ شام گئے ہوئے تھے' مگر آنحضور ﷺ نے انھیں بدری صحابہ میں شمار فرما کر غنیمت میں سے حصہ دیا)۔

۴۷- حضرت صہیب بن سنان الرومی رضی اللہ عنہ۔ (ملک روم سے ان کا تعلق تھا۔ مشہور صحابی تھے)۔

۴۸- حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسد رضی اللہ عنہ (ان کا نام عبداللہ تھا۔ یہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پہلے خاوند تھے۔ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ ہی کے نام سے زیادہ معروف ہیں)

۴۹- حضرت شماس بن عثمان بن الشرید بن سوید رضی اللہ عنہ۔

Marfat.com

۵۰- حضرت ارقم بن ابی الارقم رضی اللہ عنہ (ان کے باپ کا نام عبد مناف تھا۔ یہ ابوجہل کے بھتیجے لگتے تھے۔ مکہ میں ان کا گھر دار ارقم اسلام کا پہلا مدرسہ بنا' جہاں سے اسلام کی روشنی پھیلی۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسی گھر میں آ کر مسلمان ہوئے۔)

۵۱- حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ۔ (تاریخ اسلام کی پہلی شہیدہ سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے تھے)۔

۵۲- حضرت معتب بن عوف بن عامر رضی اللہ عنہ۔

۵۳- سیدنا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ۔ (دوسرے خلیفہ راشد اور تاریخ اسلام کے مایہ ناز سپوت۔ فاروق اعظم کہلاتے ہیں)۔

۵۴- حضرت زید بن خطاب رضی اللہ عنہ۔ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بڑے بھائی تھے۔ اسلام قبول کرنے میں بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر سبقت لے گئے اور جام شہادت پینے میں بھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کی اس فضیلت کا ذکر اکثر کرتے رہتے تھے)۔

۵۵- حضرت مِہجع رضی اللہ عنہ (یہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے' غزوۂ بدر میں شہید ہوئے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے)۔

۵۶- حضرت عمرو بن سراقہ المعتمر بن انس رضی اللہ عنہ

۵۷- حضرت عبداللہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ بن المعتمر بن انس (حضرت عمرو اور حضرت عبداللہ دونوں حقیقی بھائی تھے)

۵۸- حضرت واقد رضی اللہ عنہ بن عبداللہ بن عبد مناف بن عمر بن ثعلبہ۔ (انھی کے تیر سے عمرو بن حضرمی قتل ہوا تھا۔ یہ واقعہ سریہ عبداللہ بن جحش میں گزر چکا ہے)۔

۵۹- حضرت خولی رضی اللہ عنہ بن ابی خولی

۶۰- حضرت مالک رضی اللہ عنہ بن ابی خولی

۶۱- حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ

۶۲- حضرت عامر رضی اللہ عنہ البکیر بن عبد یا لیل بن ناشب بن غیرہ۔

Marfat.com

۶۳- حضرت عاقل رضی اللہ عنہ بن البکیر (شہید بدر)

۶۴- حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن البکیر

۶۵- حضرت ایاس رضی اللہ عنہ بن البکیر (یہ چاروں صحابہ آپس میں بھائی تھے۔ ان میں سے حضرت عاقل رضی اللہ عنہ میدان بدر میں شہید ہو گئے تھے۔ ان کی شہادت کا تذکرہ سابقہ صفحات میں گزر چکا ہے۔ حضرت عفراء رضی اللہ عنہ کے بیٹے تھے۔ معاذ رضی اللہ عنہ اور معوذ رضی اللہ عنہ کے اخیافی بھائی تھے)۔

۶۶- حضرت سعید رضی اللہ عنہ بن زید بن عمرو بن نفیل۔ (حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے چچازاد بھائی اور بہنوئی تھے۔ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ جنگ کے وقت یہ بھی شام گئے ہوئے تھے مگر حضور پاک ﷺ نے ان کو بھی بدری صحابہ میں شامل فرمایا)۔

۶۷- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن مظعون بن حبیب بن وہب۔ (یہ مشہور صحابی ہیں۔ مہاجرین میں سے یہی مدینہ منورہ میں سب سے پہلے فوت ہوئے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زوجہ زینب بنت مظعون ان کی ہمشیرہ تھیں۔ اس طرح یہ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ماموں لگتے تھے)۔

۶۸- حضرت سائب بن عثمان رضی اللہ عنہ۔ (حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے فرزند تھے)۔

۶۹- حضرت قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ۔

۷۰- حضرت عبداللہ بن مظعون رضی اللہ عنہ۔ (دونوں حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے)۔

۷۱- حضرت معمر بن وہب رضی اللہ عنہ بن حذافہ بن جمیح۔ (حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے حقیقی چچا تھے)۔

۷۲- حضرت ابوسبرہ رضی اللہ عنہ بن ابی رہم بن عبدالعزیٰ۔ (بنی عامر بن لوئی میں سے تھے)۔

۷۳- حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن مخرمہ بن عبدالعزیٰ بن قیس۔ (بنی عامر بن لوئی میں سے تھے)۔

۷۴- حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن سہیل بن عمرو بن عبدشمس۔ (یہ قریش کے مشہور سردار سہیل بن عمرو کے بیٹے اور ابوجندل کے بھائی تھے۔ مکہ میں مسلمان ہو چکے تھے، مگر اس کا اعلان نہیں کیا

Marfat.com

تھا۔ اپنے باپ کے ساتھ کافروں کی فوج میں شامل تھے مگر میدان جنگ میں پہنچ کر کافروں کا ساتھ چھوڑ دیا اور مسلمانوں سے آملے تھے)۔

۷۵- حضرت عمیر رضی اللہ عنہ بن عوف (یہ سہیل بن عمرو کے غلام تھے)

۷۶- حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن خولہ۔ (بنو عامر کے حلیف تھے)

۷۷- حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ عامر بن عبداللہ بن الجراح۔ (امین الامت حضرت ابوعبیدہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ بدر کے میدان میں اپنے کافر باپ کو تہہ تیغ کیا تھا)۔

۷۸- حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن الحارث بن زہیر بن ابی شداد بن ربیعہ۔

۷۹- حضرت سہیل رضی اللہ عنہ بن وہب بن ربیعہ بن ہلال بن ابی اہیب۔

۸۰- حضرت صفوان رضی اللہ عنہ بن وہب بن ربیعہ بن ہلال بن ابی اہیب۔ (دونوں حقیقی بھائی تھے۔ حضرت صفوان بدر میں شہید ہوئے)۔

۸۱- حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن ابی سرح بن ربیعہ بن ہلال (یہ سہیل اور صفوان کے چچیرے بھائی تھے)۔

۸۲- ابن اسحاق نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ بنو سہم بن عمرو سے ایک صحابی بدر میں شریک ہوئے مگر ان کا نام ریکارڈ نہیں ہو سکا۔ ان ۸۲ مہاجرین کے ساتھ فوجوں کے سپریم کمانڈر ختم الرسل مولائے کل شاہ عرب وعجم سیدنا ومولانا محمد بن عبداللہ ﷺ کا نام شامل کر کے مہاجرین کی تعداد ۸۳ بنتی ہے۔

انصار مدینہ

غزوۂ بدر میں انصار مدینہ سے ۲۳۱ صحابہ نے شرکت فرمائی۔ ان میں سے ۶۱ کا تعلق قبیلہ اوس سے تھا اور ۱۷۰ قبیلہ خزرج میں سے تھے۔

قبیلہ اوس کے بدری صحابہ رضی اللہ عنہم

۱- حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ بن نعمان بن امرئ القیس بن زید بن عبدالاشہل۔ (اوس کے

Marfat.com

سرداراور نہایت جلیل القدر صحابی تھے)۔

۲- حضرت عمرو بن معاذ رضی اللہ عنہ بن نعمان (سردار قبیلہ کے بھائی تھے)۔

۳- حضرت حارث بن اوس رضی اللہ عنہ بن معاذ بن نعمان (سردارِ قبیلہ کے بھتیجے تھے)۔

۴- حضرت حارث بن انس رضی اللہ عنہ بن رافع بن امرئ القیس۔

۵- حضرت سعد بن زید رضی اللہ عنہ بن مالک بن عبید۔

۶- حضرت سلمہ بن سلامہ رضی اللہ عنہ بن وقش بن زُغبہ (پرجوش نوجوان تھے۔ان کا تذکرہ پہلے بھی آچکا ہے)۔

۷- حضرت عباد بن بشر رضی اللہ عنہ بن وقش بن زغبہ۔

۸- حضرت سلمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ بن وقش۔

۹- حضرت رافع بن یزید رضی اللہ عنہ بن کرز بن سکن بن زُعورا۔

۱۰- حضرت حارث بن خزمہ رضی اللہ عنہ بن عدی بن ابی بن غنم بن سالم بن عوف۔

۱۱- حضرت محمد بن مسلمہ بن خالد رضی اللہ عنہ بن عدی۔(بڑے فداکار تھے۔یہودیوں کے خبیث سردار کعب بن اشرف کوانھی کے ذریعے آنحضور ﷺ نے قتل کروایا تھا)۔

۱۲- حضرت سلمہ بن اسلم رضی اللہ عنہ بن حریش بن عدی بن مجدعہ۔

۱۳- حضرت ابوالہیثم بن التیہان رضی اللہ عنہ

۱۴- حضرت عبید بن التیہان رضی اللہ عنہ (دونوں بھائی تھے)۔

۱۵- حضرت عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہ۔

۱۶- حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ بن زید بن عامر بن سواد۔

۱۷- حضرت عبید بن اوس رضی اللہ عنہ بن مالک بن سواد۔

۱۸- حضرت نصر بن حارث رضی اللہ عنہ بن عبد۔

۱۹- حضرت معتب بن عبد رضی اللہ عنہ۔

Marfat.com

۲۰- حضرت عبداللہ بن طارق رضی اللہ عنہ (واقعہ رجیع میں شہید ہوئے تھے)۔

۲۱- حضرت مسعود بن سعد رضی اللہ عنہ بن عامر بن عدی بن جُشَم بن مجدعہ بن حارثہ۔

۲۲- حضرت ابوعبس بن جبر رضی اللہ عنہ بن عمرو بن زید بن جُشَم بن مجدعہ بن حارثہ۔

۲۳- حضرت ابوبردہ بن نیار رضی اللہ عنہ (ان کا نام ہانی تھا۔ابو بردہ کنیت تھی)۔

۲۴- حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ بن قیس بن عصمہ بن مالک۔(حضرت عاصم رضی اللہ عنہ بڑے بہادر اور نڈر جنگجو تھے۔بدر و احد میں داد شجاعت دی۔واقعہ رجیع میں ان کی شہادت ہوئی۔ ان کا واقعہ شہادت بڑا ایمان افروز ہے)۔

۲۵- حضرت معتب بن قشیر رضی اللہ عنہ بن ملیل بن زید بن عطاف بن ضبیعہ۔

۲۶- حضرت ابوملیل رضی اللہ عنہ بن الازعر بن زید بن عطاف بن ضبیعہ۔

۲۷- حضرت عمرو بن معبد رضی اللہ عنہ بن الازعر بن زید بن عطاف بن ضبیعہ۔

۲۸- حضرت سہیل بن حنیف رضی اللہ عنہ بن وہب بن حکیم بن ثعلبہ بن مجدعہ۔

۲۹- حضرت مبشر رضی اللہ عنہ بن عبدالمنذر بن زنیر بن زید بن امیہ۔(مدینہ میں آنحضور ﷺ کے جانشین حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے۔یہ بدر کے میدان میں جام شہادت پی کر زندہ جاوید ہوگئے)۔

۳۰- حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمنذر بن زنیر بن زید۔(یہ بھی حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے۔)

۳۱- حضرت سعد بن عبید رضی اللہ عنہ بن نعمان بن قیس بن عمرو بن زید بن امیہ۔

۳۲- حضرت عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہ۔

۳۳- حضرت رافع بن عنجدہ رضی اللہ عنہ (عنجدہ ان کی ماں تھیں)

۳۴- حضرت عبید بن ابی عبید رضی اللہ عنہ۔

۳۵- ثعلبہ بن حاطب۔(یہ شخص بعد میں منافق ہوگیا تھا۔دیکھیے تفسیر ابن کثیر جلد اول

Marfat.com

سورہ توبہ آیت ۷۵ تا ۷۷ اور تفسیر قرطبی جلد ہشتم، آیت ایضاً العیاذ باللہ)

۳۶- حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ ' بشیر بن عبدالمنذر ر۔ (ان کو مدینہ سے نکلنے کے بعد حضور ﷺ نے واپس بھیجا اور ان کے ذمے اپنی غیر حاضری میں اپنی جانشینی سونپی۔ انھیں بدری صحابہ میں شمار کیا گیا ہے۔)

۳۷- حضرت حارث بن حاطب رضی اللہ عنہ۔

۳۸- حضرت انیس بن قتادہ رضی اللہ عنہ بن ربیعہ بن خالد بن حارث بن عبید۔

۳۹- حضرت معن بن عدی رضی اللہ عنہ بن جد بن عجلان بن ضبیعہ۔

۴۰- حضرت ثابت بن اقرم رضی اللہ عنہ بن ثعلبہ بن عدی بن عجلان۔

۴۱- حضرت عبداللہ بن سلمہ رضی اللہ عنہ بن مالک بن حارث بن عدی بن عجلان۔

۴۲- حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ بن ثعلبہ بن عدی بن عجلان۔

۴۳- حضرت ربعی بن رافع رضی اللہ عنہ بن زید بن حارثہ بن جد بن عجلان۔

۴۴- حضرت عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ بن جد بن عجلان

۴۵- حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ بن نعمان بن امیہ بن برک۔ (جنگ احد میں درے پر مقرر کردہ پچاس تیز اندازوں کے سالار یہی تھے)۔

۴۶- حضرت عاصم بن قیس رضی اللہ عنہ۔

۴۷- حضرت ابوضیاح بن ثابت رضی اللہ عنہ بن نعمان بن امیہ بن امرئ القیس۔

۴۸- ابوحنہ رضی اللہ عنہ یا ابوحبہ بن ثابت بن نعمان بن امیہ بن امرئ القیس۔ (یہ ابوضیاح کے برادر تھے)۔

۴۹- حضرت سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ بن ثابت بن نعمان بن امیہ بن امرئ القیس۔

۵۰- حضرت حارث بن نعمان رضی اللہ عنہ بن امیہ بن امرئ قیس۔

۵۱- حضرت خوات بن جبیر رضی اللہ عنہ بن نعمان۔ (یہ بھی قبیلہ اوس کے سردار اور صاحب شمشیر و

Marfat.com

سناں اور صائب الرائے بزرگ تھے)۔

۵۲- حضرت منذر بن محمد رضی اللہ عنہ بن عقبہ بن اُحَیحہ بن جلاح بن حریش۔

۵۳- حضرت ابوعقیل بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بن ثعلبہ۔ (ان کا نام حباب یا عبدالرحمان تھا۔ بڑے صاحب عزیمت تھے۔ غزوہ تبوک میں ان کا ذکر آئے گا۔ انھوں نے سیر بھر کھجوریں لا کر پیش کی تھیں جن کی اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے بے پناہ قدر افزائی کی)۔

۵۴- حضرت سعد بن خیثمہ رضی اللہ عنہ بن حارث بن مالک بن کعب۔ (جنگ بدر میں شہادت پائی)۔

۵۵- حضرت منذر بن قدامہ رضی اللہ عنہ بن عرفجہ۔

۵۶- حضرت مالک بن قدامہ رضی اللہ عنہ بن عرفجہ۔

۵۷- حضرت حارث بن عرفجہ رضی اللہ عنہ بن کعب بن نحاط بن کعب بن حارثہ۔

۵۸- حضرت تمیم رضی اللہ عنہ۔ (ابن ہشام کے مطابق یہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن خیثمہ کے غلام تھے)۔

۵۹- حضرت جبر بن عتیک رضی اللہ عنہ بن حارث بن قیس۔

۶۰- حضرت مالک بن تمیلہ رضی اللہ عنہ۔

۶۱- حضرت نعمان بن عصر رضی اللہ عنہ۔

بنوخزرج کے بدری صحابہ رضی اللہ عنہم

قبیلہ خزرج سے ایک سو ستر صحابہ کرام بدر میں شریک ہوئے۔ ان کے نام درج ذیل ہیں:

۱- حضرت خارجہ بن زید بن ابی زہیر رضی اللہ عنہ بن مالک بن امرئ القیس۔

۲- حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ بن عمرو بن ابی زہیر بن مالک بن امرئ القیس۔

۳- حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بن ثعلبہ بن امری القیس بن عمرو بن امرئ القیس (مشہور شاعر اور بہادر جنگجو تھے۔ صاحبِ رائے بھی تھے۔ جنگ موتہ میں فوج کی کمان کرتے ہوئے شہید ہوئے)۔

۴- حضرت خلاد بن سوید بن ثعلبہ بن عمرو بن حارثہ بن امرئ القیس۔

Marfat.com

۵- حضرت بشیر رضی اللہ عنہ بن سعد بن ثعلبہ بن خلاس۔

۶- حضرت سماک رضی اللہ عنہ بن سعد۔ (حضرت بشیر بن سعد کے بھائی تھے)

۷- حضرت سبیع رضی اللہ عنہ بن قیس بن عیشہ بن امیہ بن مالک بن عامر بن عدی۔

۸- حضرت عباد رضی اللہ عنہ بن قیس بن عیشہ۔ (حضرت سبیع بن قیس کے بھائی تھے)۔

۹- حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عبس۔

۱۰- حضرت یزید رضی اللہ عنہ بن حارث بن قیس بن مالک بن احمر۔ (بدر میں شہید ہوئے)

۱۱- حضرت خبیب رضی اللہ عنہ بن اساف بن عتبہ بن عمرو بن خدیج بن عامر بن جشم۔

۱۲حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن زید بن ثعلبہ بن عبدربہ بن زید۔

۱۳- حضرت حریث رضی اللہ عنہ بن زید بن ثعلبہ۔ (حضرت عبداللہ بن زید کے بھائی تھے)۔

۱۴- حضرت سفیان رضی اللہ عنہ بن بشیر بن عمرو۔ (ابن ہشام نے ان کا نام سفیان بن نسر لکھا ہے)۔

۱۵- حضرت تمیم رضی اللہ عنہ بن یعار بن قیس بن عدی بن امیہ بن جدارہ۔

۱۶- حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمیر۔

۱۷- حضرت زید رضی اللہ عنہ بن مزین بن قیس بن عدی بن امیہ بن جدارہ۔

۱۸- حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عرفطہ بن عدی بن امیہ بن جدارہ۔

۱۹- حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن ربیع بن قیس بن عمرو بن عباد۔

۲۰- حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عبداللہ بن ابی بن مالک بن حارث بن عبید۔ (یہ صادق الایمان صحابی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کے بیٹے تھے)۔

۲۱- حضرت اوس رضی اللہ عنہ بن خولی بن عبداللہ بن حارث بن عبید۔

۲۲- حضرت زید رضی اللہ عنہ بن ودیعہ بن عمرو بن قیس۔

۲۳- حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ بن وہب بن کلدہ۔

۲۴- حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ بن عمرو بن زید بن عمرو بن ثعلبہ بن مالک بن سالم بن غنم۔

Marfat.com

۲۵- حضرت عامر رضی اللہ عنہ بن سلمہ بن عامر۔

۲۶- حضرت ابوحُمَیضَہ معبد رضی اللہ عنہ بن عباد بن قشیر بن المُقدم بن سالم بن غنم۔

۲۷- حضرت عامر رضی اللہ عنہ بن البکیر۔ (ان کا نام بعض مؤرخین نے عاصم بن العکیر بھی لکھا ہے)۔

۲۸- حضرت نوفل رضی اللہ عنہ بن عبداللہ بن نضلہ بن مالک بن عجلان۔

۲۹- حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ بن صامت بن قیس بن اصرم۔ (خزرج کے روسا میں سے تھے، بڑے ذہین، عقل منداور بہادر تھے)۔

۳۰- حضرت اوس رضی اللہ عنہ بن صامت۔ (عبادہ رضی اللہ عنہ بن صامت کے بھائی اور خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا کے خاوند تھے۔ سورۃ المجادلہ میں ان کا اور ان کی بیوی کا ظہار کے ضمن میں ذکر ملتا ہے)۔

۳۱- حضرت نعمان رضی اللہ عنہ بن مالک بن ثعلبہ بن وعد۔

۳۲- حضرت ثابت رضی اللہ عنہ بن ہزال بن عمرو بن قریوش۔

۳۳- حضرت مالک رضی اللہ عنہ بن دخشم بن مرضخہ۔

۳۴- حضرت ربیع رضی اللہ عنہ بن ایاس بن عمرو بن غنم بن امیہ بن لوذان۔

۳۵- حضرت ورقہ رضی اللہ عنہ بن ایاس۔

۳۶- حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن ایاس۔ (ورقہ اور عمرو رضی اللہ عنہما دونوں حضرت ربیع رضی اللہ عنہ بن ایاس کے بھائی تھے)۔

۳۷- حضرت مجذر رضی اللہ عنہ بن زیاد بن عمرو بن زمزمہ بن عمرو بن عمارہ بن مالک (ابوالبختری کے قتل کے ضمن میں ان کا تذکرہ گزر چکا ہے)۔

۳۸- حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ بن خشخاش بن عمرو بن زمزمہ (یہ حضرت مجذر کے چچیرے بھائی تھے)۔

۳۹- حضرت نحاب رضی اللہ عنہ بن ثعلبہ بن حزمہ بن اصرم بن عمرو بن عمارہ

۴۰- حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن ثعلبہ بن حزمہ بن اصرم بن عمرو بن عمارہ۔

۴۱- حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ بن ربیعہ بن خالد بن معاویہ۔

Marfat.com

۴۲- حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ سماک بن لوذان بن عبدود بن زید بن ثعلبہ (بڑے بہادر اور عظیم مجاہد تھے۔ میدان جنگ میں اکڑ کر چلتے تو آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اگرچہ اللہ تعالیٰ کو بندے کا اکڑنا بالکل پسند نہیں، مگر آج دشمن کے مقابلے پر ابودجانہ رضی اللہ عنہ کا اکڑ کر چلنا اللہ کو بہت محبوب ہے۔ احد میں حضور اکرم ﷺ نے دشمن سے لڑنے کے لیے ان کو اپنی تلوار عنایت فرمائی تھی)۔

۴۳-حضرت منذر رضی اللہ عنہ بن عمرو بن خنیس بن حارثہ بن لوذان بن عبدود۔

۴۴- حضرت ابواسید رضی اللہ عنہ مالک بن ربیعہ بن البدی۔

۴۵- حضرت مالک رضی اللہ عنہ بن مسعود بن البدی۔

۴۶- حضرت عبدربہ رضی اللہ عنہ بن حق بن اوس بن وقش بن ثعلبہ بن طریف۔

۴۷- حضرت کعب رضی اللہ عنہ بن حمار بن ثعلبہ۔

۴۸- حضرت ضمرہ رضی اللہ عنہ بن عمرو الجہنی۔

۴۹- حضرت زیاد رضی اللہ عنہ بن عمرو الجہنی۔

۵۰- حضرت بسبس رضی اللہ عنہ بن عمرو الجہنی۔ (یہ تینوں بھائی تھے۔ یہ قبیلہ جہینہ سے تھے، مگر خزرج کے خاندان طریف بن خزرج کے حلیف تھے)۔

۵۱- حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عامر البلوی۔ (قبیلہ بلی سے تھے۔ یہ بھی طریف کے حلیف تھے)۔

۵۲- حضرت خراش رضی اللہ عنہ بن صمہ بن عمرو بن جموح بن زید بن حرام۔

۵۳-حضرت حباب رضی اللہ عنہ بن منذر بن جموح بن زید بن حرام۔ (صاحب الرائے تھے۔ ان کے مشورے کا ذکر گزر چکا ہے)۔

۵۴-حضرت عمیر رضی اللہ عنہ بن حمام بن جموح بن زید بن حرام۔ (ہاتھ کی کھجوریں پھینک دیں اور شہید ہوئے۔)

Marfat.com

۵۵- حضرت تمیم رضی اللہ عنہ مولیٰ خراش بن صمہ۔

۵۶- حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام

۵۷- حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بن عمرو بن جموح بن زید بن حرام

۵۸- حضرت معوذ بن عمرو رضی اللہ عنہ بن جموح

۵۹- حضرت خلاد رضی اللہ عنہ بن عمرو بن جموح (یہ تینوں مشہور صحابی حضرت عمرو بن جموح کے فرزند تھے۔حضرت عمرو کا تذکرہ احد میں آئے گا)۔

۶۰- حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ بن عامر بن نابی بن زید بن حرام۔(بیعت عقبہ میں حاضر تھے۔ بڑے بہادر اور عقلمند تھے)۔

۶۱- حضرت حبیب رضی اللہ عنہ بن اسود۔(یہ حضرت عمرو بن جموح کے بیٹوں کے غلام تھے)۔

۶۲- حضرت ثابت رضی اللہ عنہ بن ثعلبہ بن زید بن حارث بن حرام۔

۶۳-حضرت بشیر رضی اللہ عنہ بن براء بن معرور بن صخر بن مالک بن خنساء۔

۶۴- حضرت طفیل رضی اللہ عنہ بن نعمان بن خنساء۔

۶۵- حضرت طفیل رضی اللہ عنہ بن مالک بن خنساء۔

۶۶- حضرت سنان رضی اللہ عنہ بن صیفی بن صخر بن خنساء۔

۶۷- حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن جد بن قیس بن صخر بن خنساء

۶۸- حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ بن عبداللہ بن صخر بن خنساء

۶۹- حضرت جبار رضی اللہ عنہ بن صخر بن امیہ بن خنساء

۷۰- حضرت خارجہ رضی اللہ عنہ بن حمیر الاشجعی۔

۷۱- حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن حمیر الاشجعی۔(یہ دونوں بھائی تھے۔قبیلہ اشجع سے تھے مگر مدینہ میں خزرج کی شاخ بنو عبید بن عدی کے حلیف تھے)۔

۷۲- حضرت یزید رضی اللہ عنہ بن منذر بن سرح بن خناس

Marfat.com

۷۳ -حضرت معقل رضی اللہ عنہ بن منذر بن سرح بن خناس۔

۷۴ -حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن نعمان بن بلذمہ یا بلذمہ۔

۷۵- حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ بن حارثہ بن زید بن ثعلبہ بن عبید بن عدی۔

۷۶- حضرت سواد رضی اللہ عنہ بن زریق بن ثعلبہ بن عبید بن عدی۔

۷۷ -حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عبد مناف بن نعمان۔

۷۸- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بن عبداللہ بن رباب بن نعمان۔

۷۹- حضرت معبد رضی اللہ عنہ بن قیس بن صخر بن حرام بن ربیعہ۔

۸۰- حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن قیس بن صخر بن حرام بن ربیعہ۔

۸۱- حضرت خلیدہ رضی اللہ عنہ بن قیس بن نعمان۔

۸۲- حضرت نعمان رضی اللہ عنہ بن سنان۔

۸۳ -حضرت ابوالمنذر رضی اللہ عنہ یزید بن عامر بن حدیدہ۔

۸۴- حضرت سلیم رضی اللہ عنہ بن عمرو بن حدیدہ۔

۸۵- حضرت قطبہ رضی اللہ عنہ بن عامر بن حدیدہ۔

۸۶- حضرت عنترہ رضی اللہ عنہ (یہ حضرت سلیم رضی اللہ عنہ بن عمرو بن حدیدہ کے غلام تھے)۔

۸۷- حضرت عبس رضی اللہ عنہ بن عامر بن عدی

۸۸- حضرت ثعلبہ رضی اللہ عنہ بن غنمہ بن عدی۔

۸۹- حضرت ابوالیسر رضی اللہ عنہ کعب بن عمرو بن عباد بن عمرو بن غنم بن سواد۔

۹۰- حضرت سہل رضی اللہ عنہ بن قیس بن ابی کعب بن قیس بن کعب بن سواد۔

۹۱- حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن طلق بن زید بن امیہ بن سنان بن کعب بن غنم۔

۹۲- حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بن جبل بن عمرو بن اوس بن عائذ بن عدی۔ (عظیم صحابی تھے۔ حضور ﷺ نے ان سے اپنی محبت کا اظہار فرمایا تھا اور ان کو یمن کا گورنر بھی مقرر فرمایا

Marfat.com

تھا)۔

۹۳- حضرت قیس رضی اللہ عنہ بن محصن بن خالد بن مخلد۔

۹۴- حضرت ابوخالد رضی اللہ عنہ حارث بن قیس بن خالد بن مخلد۔

۹۵- حضرت جبیر رضی اللہ عنہ بن ایاس بن خالد بن مخلد۔

۹۶- حضرت ابوعبادہ رضی اللہ عنہ سعد بن عثمان بن خلدہ بن مخلد۔

۹۷- حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ بن عثمان بن خلدہ بن مخلد۔

۹۸- حضرت ذکوان رضی اللہ عنہ بن عبد قیس بن خلدہ بن مخلد۔

۹۹- حضرت مسعود رضی اللہ عنہ بن خلدہ بن عامر بن مخلد۔

۱۰۰- حضرت عباد رضی اللہ عنہ بن قیس بن عامر بن خالد۔

۱۰۱- حضرت اسعد رضی اللہ عنہ بن یزید بن فاکہ بن زید بن خلدہ۔

۱۰۲- حضرت فاکہ رضی اللہ عنہ بن بشر بن فاکہ بن زید بن خلدہ۔

۱۰۳- حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بن ماعص بن قیس بن خلدہ۔

۱۰۴- حضرت عائذ رضی اللہ عنہ بن ماعص بن قیس بن خلدہ۔

۱۰۵- حضرت مسعود رضی اللہ عنہ بن سعد بن قیس بن خلدہ۔

۱۰۶- حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ بن رافع بن مالک بن عجلان۔

۱۰۷- حضرت خلاد رضی اللہ عنہ بن رافع بن مالک بن عجلان۔

۱۰۸- حضرت عبید رضی اللہ عنہ بن زید بن عامر بن عجلان۔

۱۰۹- حضرت زید رضی اللہ عنہ بن لبید بن ثعلبہ بن سنان بن عامر بن عدی بن امیہ۔

۱۱۰- حضرت فروہ رضی اللہ عنہ بن عمرو بن وذفہ بن عبید بن عامر بن بیاضہ۔

۱۱۱- حضرت خالد رضی اللہ عنہ بن قیس بن مالک بن عجلان بن عامر بن بیاضہ۔

۱۱۲- حضرت عطیہ رضی اللہ عنہ بن نویرہ بن عامر بن عطیہ بن بیاضہ۔

Marfat.com

۱۱۳-حضرت رجیلہ رضی اللہ عنہ بن ثعلبہ بن خالد بن ثعلبہ بن عامر بن بیاضہ۔

۱۱۴- حضرت خلیفہ رضی اللہ عنہ بن عدی بن عمرو بن مالک بن عامر بن فہیرہ بن بیاضہ۔

۱۱۵- حضرت رافع رضی اللہ عنہ بن معلیٰ بن لوذان بن حارثہ بن عدی۔ (بدر میں شہید ہوئے)۔

۱۱۶- حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ خالد بن یزید بن کلیب بن ثعلبہ (حضور ﷺ کے میزبان۔ شہید قسطنطنیہ)

۱۱۷- حضرت ثابت رضی اللہ عنہ بن خالد بن نعمان۔

۱۱۸- حضرت عمارہ رضی اللہ عنہ بن حزم بن زید بن لوذان بن عمرو۔

۱۱۹- حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ بن کعب بن عبدالعزیٰ بن غزیہ بن عمرو۔

۱۲۰- حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ بن نعمان بن زید بن عبید۔

۱۲۱- حضرت سُلیم رضی اللہ عنہ بن قیس فہد۔

۱۲۲-حضرت سہیل رضی اللہ عنہ بن رافع بن ابی عمرو بن عائذ۔

۱۲۳-حضرت عدی رضی اللہ عنہ بن ابی الزغباء (قبیلہ جہینہ سے تھے۔خزرج کی مشہور شاخ بنونجار سے حلیفانہ تعلقات تھے)۔

۱۲۴-حضرت مسعود رضی اللہ عنہ بن اوس بن زید

۱۲۵- حضرت ابوخزیمہ رضی اللہ عنہ بن اوس بن زید (دونوں بھائی تھے)۔

۱۲۶-حضرت رافع رضی اللہ عنہ بن حارث بن سواد بن زید۔

۱۲۷-حضرت عوف رضی اللہ عنہ بن حارث بن رفاعہ بن سواد۔

۱۲۸- حضرت معوذ رضی اللہ عنہ بن حارث بن رفاعہ بن سواد۔

۱۲۹- حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بن حارث بن رفاعہ بن سواد (تینوں بھائی تھے)۔عوف رضی اللہ عنہ اور معوذ رضی اللہ عنہ بدر میں شہید ہوگئے۔معاذ زخمی ہوئے۔ان کا بازو کٹ گیا تھا' مگر زخم ٹھیک ہوگیا۔وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت تک زندہ رہے۔

Marfat.com

۱۳۰-حضرت نعمان رضی اللہ عنہ بن عمرو بن رفاعہ بن سواد۔

۱۳۱- حضرت عامر رضی اللہ عنہ بن مخلد بن حارث بن سواد۔

۱۳۲-حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن قیس بن خالد بن خلدہ بن حارث بن سواد۔

۱۳۳-حضرت عصیمہ رضی اللہ عنہ (قبیلہ اشجع میں سے تھے جو بنونجار کے حلیف تھے)۔

۱۳۴-حضرت ودیعہ رضی اللہ عنہ بن عمرو الجہنی۔(یہ بھی بنوخزرج کے حلیف تھے۔ان کا قبیلہ بنوجہینہ تھا)۔

۱۳۵-حضرت ثابت رضی اللہ عنہ بن عمرو بن زید بن عدی بن سواد۔

۱۳۶-حضرت ابوحمراء رضی اللہ عنہ مولیٰ حارث رضی اللہ عنہ بن عفراء۔

۱۳۷-حضرت ثعلبہ رضی اللہ عنہ بن عمرو بن محصن بن عمر بن عتیک۔

۱۳۸-حضرت سہل رضی اللہ عنہ بن عتیک بن عمرو بن نعمان بن عتیک۔

۱۳۹-حضرت حارث رضی اللہ عنہ بن صمہ بن عمرو بن عتیک۔(ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ میدان بدر کی طرف جاتے ہوئے 'روحا' کے مقام پر یہ گر پڑے اور زخمی ہو گئے۔انھیں واپس مدینے بھیج دیا گیا' مگر حضور ﷺ نے ان کو بدری صحابہ میں شمار فرمایا)۔

۱۴۰- حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ بن قیس۔(مشہور حافظ و مفسر قرآن' حضور ﷺ کو اللہ کی طرف سے ان کی تلاوت سننے کا حکم ہوا تھا۔دور فاروقی میں نماز تراویح باجماعت شروع ہوئی تو مسجد نبوی میں یہی تراویح کے امام بنائے گئے' تاحیات وہ اس منصب پر فائز رہے۔عظیم مجاہد تھے)۔

۱۴۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ بن معاذ بن انس بن قیس۔

۱۴۲-حضرت اوس رضی اللہ عنہ بن ثابت بن منذر بن حرام بن عمرو بن زید بن مناۃ بن عدی۔

۱۴۳-حضرت ابوشیخ اُبی رضی اللہ عنہ بن ثابت بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی (شاعر رسول حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے)۔

Marfat.com

۱۴۴-حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ زید بن سہل بن اسود بن حرام بن عمرو بن زید بن مناۃ بن عدی۔(بہت ہی معروف صحابی ہیں۔ بہادری اور فیاضی میں بے مثال تھے۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے سوتیلے باپ تھے۔حضرت انس کی والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے بیوہ ہونے کے بعد ان سے شادی کر لی تھی)۔

۱۴۵-حضرت حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ بن حارث بن عدی بن مالک بن عدی بن عامر(بدر میں شہید ہوئے۔واقعہ سابقہ صفحات میں گزر چکا ہے)۔

۱۴۶-حضرت عمر بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ بن وہب بن عدی بن مالک بن عدی بن عامر۔

۱۴۷-حضرت سلیط رضی اللہ عنہ بن قیس بن عمرو بن عتیک بن مالک بن عدی بن عامر۔

۱۴۸-حضرت ابوسلیط رضی اللہ عنہ اسیرہ بن عمرو۔

۱۴۹-حضرت ابوخارجہ رضی اللہ عنہ عمرو بن قیس بن مالک بن عدی بن عامر۔

۱۵۰-حضرت ثابت رضی اللہ عنہ بن خنساء بن عمرو بن مالک بن عدی بن عامر۔

۱۵۱- حضرت عامر رضی اللہ عنہ بن امیہ بن زید بن حسحاس بن مالک بن عدی بن عامر۔

۱۵۲-حضرت مُحرز رضی اللہ عنہ بن عامر بن مالک بن عدی بن عامر۔

۱۵۳-حضرت سواد رضی اللہ عنہ بن غزیہ بن اہیب البلوی۔(بلی قبیلہ سے تھے۔بنونجار کے حلیف تھے۔ ان کا ذکر گزر چکا ہے۔یہ صف سے باہر نکلے ہوئے تھے۔حضور ﷺ نے ان کے پیٹ پر لکڑی سے ضرب لگائی تھی)۔

۱۵۴-حضرت ابوزید رضی اللہ عنہ قیس بن سکن بن قیس بن زعوراء بن حرام۔

۱۵۵-حضرت ابوالاعور رضی اللہ عنہ بن حارث بن ظالم بن عبس بن حرام۔

۱۵۶-حضرت سلیم رضی اللہ عنہ بن ملحان۔

۱۵۷-حضرت حرام رضی اللہ عنہ بن ملحان۔(دونوں بھائی تھے۔ان کے والد ملحان کا نام مالک بن خالد بن زید بن حرام تھا۔یہ سارا گھرانہ اسلام کے لیے نہایت مخلص اور جانثار تھا)۔

Marfat.com

۱۵۸-حضرت قیس رضی اللہ عنہ بن ابی صعصعہ عمرو بن زید بن عوف۔

۱۵۹-حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن کعب بن عمرو بن عوف۔

۱۶۰-حضرت عصیمہ رضی اللہ عنہ (بنی مازن بن نجار کے حلیف تھے۔ان کا قبیلہ بنواسد بن خزیمہ تھا۔)

۱۶۱-حضرت ابوداؤد رضی اللہ عنہ عمیر بن عامر بن مالک بن خنساء۔

۱۶۲-حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ بن عمر بن عطیہ بن خنساء۔

۱۶۳-حضرت جابر رضی اللہ عنہ بن خالد بن عبدالاشہل بن حارثہ۔

۱۶۴-حضرت قیس رضی اللہ عنہ بن مخلد بن ثعلبہ بن صحر۔

۱۶۵-حضرت نعمان رضی اللہ عنہ بن عبدعمرو بن مسعود

۱۶۶-حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ بن عبدعمرو بن مسعود

۱۶۷-حضرت سلیم رضی اللہ عنہ بن حارث بن ثعلبہ بن کعب (نعمان رضی اللہ عنہ اور ضحاک رضی اللہ عنہ تو حقیقی بھائی تھے جبکہ سلیم بن حارث رضی اللہ عنہ ان کے ماں جائے بھائی تھے)۔

۱۶۸-حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن سہیل بن عبدالاشہل۔

۱۶۹-حضرت کعب رضی اللہ عنہ بن زید بن قیس۔

۱۷۰-حضرت بجیر رضی اللہ عنہ بن ابی بجیر۔(بنوغطفان میں سے تھے۔بنونجار کے حلیف تھے)۔

ابن اسحاق نے بدری صحابہ کی کل تعداد ۳۱۳ بیان کی ہے۔حضور نبی اکرم ﷺ کو شامل کر کے کل تعداد ۳۱۴ بن جاتی ہے۔جیسا کہ اوپر کی مکمل فہرست میں دیکھا جاسکتا ہے۔مؤرخ اور سیرت نگار ابن ہشام نے بھی یہی تعداد بیان کی ہے۔بعض دیگر مؤرخین نے تعداد میں ۳۱۸ نام لکھے ہیں۔ہماری تحقیق کے مطابق یہ تعداد ۳۱۴ تھی۔ان میں سے بعض لوگ عملاً جنگ میں موجود نہ تھے۔جیسا کہ فہرست میں ان صحابہ کے ناموں کے سامنے صراحت کر دی گئی ہے، مگر چونکہ ان کو حضور ﷺ نے بدری صحابہ میں شمار کیا ہے اور مالِ غنیمت میں ان کو حصہ دیا ہے، اس لیے ان کے نام فہرست میں شامل کرنا ضروری ہے۔ان صحابہ کو یا تو حضور ﷺ نے کوئی ذمہ داری

Marfat.com

سونپ کر جنگ میں شمولیت سے روک دیا تھا یا یہ مدینہ میں موجود نہ تھے اور حضور ﷺ کو ان پر اتنا اعتماد تھا کہ آپ نے یقین کر لیا تھا کہ مدینہ میں موجود ہونے کی صورت میں وہ لازماً آپ ﷺ کے ساتھ جہاد کے لیے نکلتے۔ بیعت رضوان میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے حضور ﷺ کا خود بیعت کرنا بھی اسی سے مشابہت رکھتا ہے۔ یہ واقعہ اگلی جلدوں میں صلح حدیبیہ میں تفصیلاً آ رہا ہے۔

سیرۃ ابن ہشام، القسم الاول، ص ۶۷۶-۷۰۶)

--❀--❀--❀--

Marfat.com

جنگ بدر میں کفار کے مقتولین

۱- عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس (حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ بن حارث نے زخمی کیا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ و علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا)۔

۲- شیبہ بن ربیعہ بن عبد شمس (حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اسے تہہ تیغ کیا)۔

۳- ولید بن عتبہ بن ربیعہ (حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں قتل ہوا)۔

۴- حنظلہ بن ابوسفیان بن حرب (زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا)۔

۵- حارث بن الحضرمی (حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے قتل کیا)۔

۶- عامر بن الحضرمی (عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے قتل کیا)

۷- عمیر بن ابی عمیر

۸- ابن عمیر بن ابی عمیر [نمبر ۷ اور ۸ دونوں باپ بیٹا بنی عبد شمس کے غلام تھے۔]

۹- عبیدہ بن سعید بن عاص (زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے قتل کیا)۔

۱۰- عاص بن سعید بن عاص (علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے قتل کیا)

۱۱- عقبہ بن ابی معیط (عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ نے قتل کیا)۔

۱۲- عامر بن عبداللہ نمری (علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے قتل کیا)

۱۳- حارث بن عامر بن نوفل (حبیب بن اساف رضی اللہ عنہ نے قتل کیا)۔

۱۴- طعیمہ بن عدی بن نوفل (علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے قتل کیا)۔

۱۵- زمعہ بن اسود بن مطلب (ثابت بن جذع رضی اللہ عنہ نے قتل کیا)۔

۱۶- ابوالبختری عاص بن ہشام (مجذر بن زیاد رضی اللہ عنہ نے قتل کیا)۔

Marfat.com

۱۷- حارث بن زمعہ بن اسود (عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے قتل کیا)۔

۱۸- عقیل بن اسود بن مطلب (حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مل کر قتل کیا)۔(نمبر ۱۵ اور ۱۸ آپس میں بھائی تھے جبکہ نمبر ۱۷ نمبر ۱۵ کا بیٹا تھا)۔

۱۹- نوفل بن خویلد (یہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا بھائی تھا' مگر اسلام کے بدترین دشمنوں میں سے تھا۔ اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا)۔

۲۰- عقبہ بن زید (یہ یمن کا رہنے والا اور بنو اسد کا حلیف تھا)۔

۲۱- عمیر مولیٰ بنی اسد

۲۲- نضر بن حارث بن کلدہ (اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا)۔

۲۳- زید بن ملیص (یہ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کے والد عمیر بن ہاشم کا غلام تھا۔ اسے حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔)

۲۴- عمیر بن عثمان بن عمرو بن کعب (اسے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔)

۲۵- عثمان بن مالک بن عبید اللہ (یہ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کا بھتیجا تھا' اسے حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا)۔

۲۶- مالک بن عبید اللہ بن عثمان (یہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا بھائی تھا۔ جنگ میں زخمی ہوا اور قید کے دوران مر گیا۔ اس لیے اسے بدر کے مقتولین میں شمار کیا گیا ہے)۔

۲۷- عمرو بن ہشام بن مغیرہ المعروف ابوجہل (سردار قریش تھا۔ اس کی قوم اسے ابوالحکم کہتی تھی۔ معاذ رضی اللہ عنہ اور معوذ رضی اللہ عنہ نے اسے زخمی کیا اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کا سر کاٹا)۔

۲۸- عاص بن ہشام بن مغیرہ (ابوجہل کا بھائی تھا۔ اسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔ یہ ان کا حقیقی ماموں تھا۔)

۲۹- نبیہ بن زید بن ملیص التمیمی

Marfat.com

۳۰- عبید بن سلیط (قبیلہ قیس میں سے تھا)۔

۳۱- یزید بن عبداللہ تمیمی (اسے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے قتل کیا)۔

۳۲- ابو مسافع اشعری (اسے حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا)۔

۳۳-حرملہ بن عمرو (اسے حضرت خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ نے قتل کیا)۔

۳۴-ابوقیس بن ولید بن مغیرہ (خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا بھائی تھا اسے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔)

۳۵- مسعود بن ابی امیہ بن مغیرہ (اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا)۔

۳۶-رفاعہ بن عابد بن عبداللہ مخزومی (اسے حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ نے قتل کیا)۔

۳۷- ابوقیس بن فاکہہ بن مغیرہ (اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا)۔

۳۸- المنذر بن ابی رفاعہ بن عابد المخزومی (اسے حضرت معن بن عدی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا)۔

۳۹- اسود بن عبدالاسد المخزومی (اسے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا)۔

۴۰- حاجب بن سائب مخزومی (اسے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے قتل کیا)۔

۴۱- عویمر بن سائب مخزومی (اسے نعمان بن مالک رضی اللہ عنہ نے قتل کیا)۔

۴۲- عمرو بن سفیان طائی (اسے یزید بن رقیش رضی اللہ عنہ نے قتل کیا)۔

۴۳-جابر بن سفیان طائی۔(اسے ابو بردہ جابر بن نیار رضی اللہ عنہ نے قتل کیا)۔

۴۴- عبداللہ بن منذر مخزومی (اسے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے قتل کیا)۔

۴۵- حذیفہ بن ابی حذیفہ بن مغیرہ (اسے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے قتل کیا)۔

۴۶- ہشام بن ابی حذیفہ بن مغیرہ (اسے صہیب رومی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا)

۴۷- زہیر بن ابی رفاعہ (اسے ابواُسید مالک بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا)

۴۸- سائب بن ابی رفاعہ (اسے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے قتل کیا)۔

۴۹- عائذ بن سائب بن عویمر (اسے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے زخمی کیا اور پھر اسے گرفتار کرلیا گیا۔ فدیہ دے کر یہ چھوٹا، مگر انھی زخموں کی وجہ سے بعد میں مرگیا اس لیے اسے بھی مقتولین بدر

Marfat.com

میں شمار کیا گیا)۔

۵۰- عمیر طائی

۵۱- خیار (بنو قارہ کا ایک فرد)

۵۲- منبہ بن حجاج سہمی (اسے ابوالیسر رضی اللہ عنہ نے قتل کیا)۔

۵۳-عاص بن منبہ بن حجاج سہمی (اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا)۔

۵۴-نبیہ بن حجاج سہمی (اسے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے مل کر قتل کیا)۔

۵۵- ابوالعاص بن قیس سہمی (اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یا حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا)۔

۵۶- عاصم بن عوف بن ضبیرہ سہمی (اسے ابوالیسر رضی اللہ عنہ نے قتل کیا)۔

۵۷- عامر بن عوف بن ضبیرہ (اسے عبداللہ بن سلمہ رضی اللہ عنہ نے یا ابودجانہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا)۔

۵۸- حارث بن منبہ بن حجاج سہمی (اسے حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا)۔

۵۹- معاویہ بن عامر (اسے عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ نے قتل کیا)

۶۰- معبد بن وہب (اسے خالد رضی اللہ عنہ اور ایاس رضی اللہ عنہ بن بکیر دو بھائیوں نے قتل کیا۔)

۶۱- امیہ بن خلف (ایک انصاری صحابی کے ہاتھوں قتل ہوا)۔

۶۲- علی بن امیہ بن خلف (اسے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے قتل کیا)۔

۶۳-اوس بن معیر بن لوذان (اسے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے قتل کیا)۔

۶۴- سبرہ بن مالک

۶۵- وہب بن حارث

۶۶- عامر بن زید

۶۷- عمرو بن عبداللہ بن جدعان

۶۸- سائب بن ابی سائب بن عابد بن عبداللہ مخزومی۔

جنگ بدر کے قیدیوں کی تعداد ستر بتائی جاتی ہے۔ ابن اسحاق نے ان میں سے پچاس کے

Marfat.com

نام لکھے ہیں جبکہ ابن ہشام نے اڑسٹھ ناموں کی فہرست پیش کی ہے۔ حضرت کعب بن مالک نے اپنے ایک شعر میں جنگ احد کا ذکر کرتے ہوئے جنگ بدر کی طرف اشارہ کیا ہے جس میں مقتولین کی تعداد ستر بیان کی گئی ہے۔ سورہ آل عمران آیت نمبر ۱۶۵ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اور یہ تمھارا کیا حال ہے کہ جب تم پر (جنگ احد میں) مصیبت آپڑی تو تم کہنے لگے یہ کہاں سے آئی؟ حالانکہ (جنگ بدر میں) اس سے دوگنی مصیبت تمھارے ہاتھوں (فریق مخالف پر) پڑ چکی ہے۔'' مفسرین نے بیان کیا ہے کہ جنگ احد میں ستر صحابہ کرام شہید ہوئے تھے۔ جبکہ جنگ بدر میں کافروں کی فوج کے ستر آدمی قتل ہوئے اور ستر ہی گرفتار کر لیے گئے۔ دوگنی مصیبت کا اشارہ اسی جانب ہے۔

تاریخ کی مختلف کتابوں میں سے فہرستیں کھنگالنے کے بعد یہی اڑسٹھ نام مل سکے ہیں۔ ان میں سے بھی آخری نام (سائب بن ابی سائب) اگر چہ ابن ہشام اور ابن اسحاق نے مقتولین کی فہرست میں درج کیا ہے، مگر اس کا مستند ہونا بھی محل نظر ہے، کیونکہ خود ابن ہشام نے اپنی سیرت میں حضرت سائب بن ابی سائب کے بارے میں ایک روایت لکھی ہے کہ وہ مسلمان ہو گئے تھے اور اسلام کے بڑے جانثار سپاہی کی حیثیت سے مقبول ہوئے۔ (دیکھیے: سیرت ابن ھشام، جلد اول، صفحہ ۱۱۷)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تین مقتولین کے نام تاریخ میں محفوظ ہونے سے رہ گئے ہیں۔ سائب بن ابی سائب کو شامل کر لیا جائے تو بھی دو ناموں کی کمی رہ جاتی ہے۔ ابن اسحاق، ابن ہشام کے علاوہ دور جدید کے محققین شوقی ابوخلیل، محمد احمد باشمیل اور دیگر اصحاب مغازی نے عبید بن عمیر کا نام مقتولین بدر کی فہرست میں شامل نہیں کیا جبکہ مشہور مؤرخ اور مفسر قرآن علامہ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی عبید بن عمیر کو بدر میں قتل کر دیا تھا۔

یہی معاملہ حضرت ابوعبیدہ ابن الجراح رضی اللہ عنہ کے والد عبداللہ ابن الجراح کا ہے۔ مفسر ابن

Marfat.com

کثیر اور تقریباً تمام مستند سیرت نگار لکھتے ہیں کہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ عبداللہ بن جراح کو جنگ بدر میں قتل کیا تھا، مگر فہرست میں یہ نام بھی شامل نہیں ہو سکا۔ یہ دو نام شامل کرنے سے تعداد ستر ہو جاتی ہے۔(**ھذا ما عندی و العلم عند اللہ**) مفسر قرطبی نے بھی ان دونوں مقتولین بدر کے نام لکھے ہیں۔(تفصیل کے لیے دیکھیے تفسیر ابن کثیر جلد چہارم سورۃ المجادلہ صفحہ ۳۵۲ اور تفسیر قرطبی جلد ۷ اصفحہ ۳۰۷-۳۰۸)

--❀--❀--❀--

Marfat.com

اسیرانِ جنگِ بدر

۱- عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم۔ (سید کونین ﷺ کے چچا)

۲- عقیل بن ابی طالب بن عبدالمطلب۔ (سید کونین ﷺ کے چچازاد بھائی)

۳- نوفل بن حارث بن عبدالمطلب۔ (سید کونین ﷺ کے چچازاد بھائی)

۴- عتبہ حلیف بنی ہاشم۔

۵- سائب بن عبید بن عبد یزید بن ہاشم بن مطلب بن عبد مناف (یہ حضرت امام شافعی کے جد امجد تھے۔ بنو ہاشم کے مشرکین انھی کے جھنڈے کے نیچے قریش کی فوج میں شامل ہوئے تھے۔ انھوں نے فدیہ دے کر رہائی پائی۔ بعد میں یہ مسلمان ہوئے اور اسلام کی عظیم خدمات سرانجام دیں)۔

۶- حارث بن ابی وبذہ بن ابی عمرو بن امیہ۔

۷- ابوالعاص بن ربیع بن عبدالعزیٰ (آنحضور ﷺ کے داماد)

۸- ابوریشہ بن ابی عمرو۔ (بنو امیہ کا حلیف تھا)

۹- عمرو بن ازرق (ایضاً)

۱۰- عدی بن خیار بن عدی۔

۱۱- عقبہ بن ابی حارث حضرمی۔

۱۲- عثمان بن عبد شمس۔ (بنی مازن میں سے)

۱۳- ابوثور۔ (بنو نوفل بن عبد مناف کا حلیف)

۱۴- ابوعزیز بن عمیر۔ (مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کا بھائی)

Marfat.com

۱۵- اسود بن عامر۔

۱۶- سائب بن ابی حبیش بن مطلب الاسدی۔

۱۷- حویرث بن عباد بن عثمان بن اسد۔

۱۸- سالم بن شماخ

۱۹- خالد بن ہشام بن مغیرہ مخزومی

۲۰- امیہ بن ابی حذیفہ مخزومی۔

۲۱- ولید بن ولید بن مغیرہ مخزومی۔(حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا بھائی)

۲۲- عثمان بن عبداللہ بن مغیرہ مخزومی

۲۳- صیفی بن ابی رفاعہ بن عابد مخزومی

۲۴- ابوالمنذر بن ابی رفاعہ بن عابد مخزومی۔

۲۵- ابوعطا عبداللہ بن ابی سائب مخزومی۔

۲۶- مطلب بن حنطب بن حارث بن عبید مخزومی۔

۲۷- خالد بن اعلم (بنی مخزوم کا حلیف)۔ جنگ میں جب قریش کے سورما قتل ہونے لگے تو سب سے پہلے یہی شخص میدان سے بھاگا۔لطف کی بات یہ ہے کہ اس نے اپنے ایک شعر میں اپنی جرأت وشجاعت کا نہایت اعلیٰ نقشہ کھینچا تھا، مگر اس شعر کے بالکل متضاد عملی نمونہ پیش کیا۔اس کا شعر ملاحظہ فرمایئے:

وَلَسْنَا عَلَى الْاَدْبَارِ تَدْمِیْ كُلُوْمُنَا

وَلٰكِنْ عَلٰى اَقْدَامِنَا يَقْطُرُ الدَّمْ

میدان جنگ میں ہم پیٹھ پر کبھی زخم نہیں کھاتے۔ہم سینے پر زخم سہتے ہیں اور خون ہمارے قدموں (کے اگلے حصے پر) پر گرتا ہے۔(زخموں کے باوجود ہم قدم آگے بڑھاتے ہیں)۔

Marfat.com

۲۸- ابو وداع بن ضبیرہ بن سعید بن سعد سہمی

۲۹- فروہ بن قیس بن عدی بن حذافہ بن سعد سہمی

۳۰- حنظلہ بن قبیصہ بن حذافہ بن سعد سہمی

۳۱- حجاج بن قیس بن عدی بن سعد سہمی۔

۳۲- عبداللہ بن ابی بن خلف بن وہب جمحی۔

۳۳- ابو عزہ عمرو بن عبد بن عثمان بن وہیب۔

۳۴- فاکہ (امیہ بن خلف کا غلام)

۳۵- وہب بن عمیر بن وہب بن خلف بن وہب جمحی۔

۳۶- ربیعہ بن دراج بن عنبس بن اہبان بن وہب جمحی۔

۳۷- سہیل بن عمرو بن عبد شمس بن عبد ود بن نصر العامری۔

۳۸- عبد بن زمعہ بن قیس بن عبد شمس عامری (ام المومنین سودہ بنت زمعہ کا بھائی)

۳۹- عبدالرحمان بن مشنوء بن وقدان بن قیس۔

۴۰- طفیل بن ابی قنیع الفہری۔

۴۱- عتبہ بن عمرو بن جحدم الفہری۔

۴۲- عقیل بن عمرو۔ (بنو مطلب کا حلیف تھا)

۴۳- تمیم بن عمرو۔ (بنو مطلب کا حلیف تھا۔ [عقیل بن عمرو اور تمیم بن عمرو دونوں بھائی تھے])۔

۴۴- ابن تمیم بن عمرو (تمیم بن عمرو کا بیٹا تھا)

۴۵- خالد بن اسید بن ابی عیص۔

۴۶- ابو العریض یسار (عاص بن امیہ کا غلام تھا)۔

۴۷- نبہان (نوفل بن عبد مناف کا غلام تھا)۔

۴۸- عبیداللہ بن حمید بن زہیر بن حارث اسدی۔

Marfat.com

۴۹- عقیل (بنو عبدالدار بن قیس کا حلیف تھا۔ یمنی الاصل تھا)

۵۰- مسافع بن عیاض بن صخر بن عامر بن کعب تیمی

۵۱- جابر بن زبیر (بنو تمیم کا حلیف تھا)

۵۲- قیس بن سائب مخزومی۔

۵۳- عمرو بن ابی بن خلف۔

۵۴- ابورہم بن عبداللہ (بنو جمیح کا حلیف)

۵۵- بنو جمیح بن عمرو کا ایک حلیف (ابن ہشام نے اس کا نام نہیں درج کیا)

۵۶- نسطاس (امیہ بن خلف کا غلام)

۵۷- ابورافع (امیہ بن خلف کا غلام)

۵۸- امیہ بن خلف کا ایک اور غلام (ابن ہشام کے مطابق اس کا نام ان کے ذہن سے نکل گیا)۔

۵۹- اسلم (نبیہ بن حجاج کا غلام)

۶۰- حبیب بن جابر (بنو عامر بن لوئی میں سے تھا)۔

۶۱- سائب بن مالک (بنو عامر بن لوئی میں سے تھا)۔

۶۲- شافع (بنی حارث بن فہر کا حلیف' یمن سے تھا)۔

۶۳- شفیع (بنی حارث بن فہر کا حلیف' یمن سے تھا)

۶۴- نعمان بن عمرو بن عنقم بن مطلب بن عبد مناف۔

۶۵- عمرو بن ابی سفیان بن حرب بن امیہ (سردار قریش ابوسفیان کا بیٹا۔ فدیہ دیے بغیر چھوٹ گیا)۔

۶۶- ابوالعاص بن نوفل بن عبد شمس۔

۶۷- مالک بن عبیداللہ بن عثمان (گرفتار ہوا تھا' مگر اسیری ہی میں طبعی موت مر گیا۔ اس لیے

Marfat.com

اس کا نام مقتولین میں بھی شامل ہے۔ بحوالہ: سیرۃ ابن ھشام، القسم الاول، ص۷۱۵)۔

۶۸- عائذ بن سائب بن عویمر (یہ جنگ میں زخمی ہو کر قیدی بنا۔ فدیہ ادا کر کے رہائی پائی، مگر انہی زخموں کی وجہ سے مر گیا، لہٰذا اسے مقتولین میں بھی شمار کیا گیا ہے اور قیدیوں میں بھی)۔

۶۹- عقبہ بن ابی معیط (یہ بھی گرفتار ہوا تھا، مگر اپنے ناقابل معافی جرائم کی وجہ سے اسے بدر اور مدینہ کے درمیان عرق الظبیہ کے مقام پر آنحضور ﷺ نے قتل کرادیا)۔

۷۰- نضر بن حارث بن کلدہ (یہ بھی اسیروں میں شامل تھا، مگر اپنی شیطانی چالوں اور اسلام دشمنی کی پاداش میں وادی صفرا میں قتل کر دیا گیا)۔ (سیرۃ ابن ھشام، القسم الثانی، ص۳-۸)

--❀--❀--❀--

Marfat.com

غزوۃ السویق

جیسا کہ پہلے بیان کیا جاچکا ہے‘ مکہ کے معروف سرداروں کے میدانِ جنگ میں مارے جانے کے بعد بنوامیہ کا سردار ابوسفیان بن حرب قریش کا مسلمہ لیڈر بن گیا تھا۔ بنوامیہ بنوہاشم کے ساتھ روایتی طور پر مخاصمت رکھتے تھے۔ ابوسفیان بھی ان لوگوں میں شامل تھا جو پیغمبر اسلام ﷺ کے ساتھ شدید دشمنی کا اظہار کرتے تھے۔ جنگ بدر کی بہت سی دیگر وجوہات بھی تھیں‘ مگر اس کی بڑی اور فوری وجہ ابوسفیان کا تجارتی قافلہ اور مدینہ سے متوقع خطرات سے بچنے کی خاطر اہل مکہ کے نام اس کا ہنگامی پیغام تھا۔ جنگ میں ابوسفیان خود تو شرکت نہ کر سکا‘ مگر اس کے سبھی قریبی عزیز‘ بھائی بند سسرالی رشتے دار اور بیٹے میدان میں لڑنے کے لیے پہنچے۔ ان میں اس کے دو بیٹے حنظلہ اور عمرو بھی شامل تھے۔ بنوعبدشمس (بنواُمیہ) کے اپنے افراد اور ان کے حلیف جو میدان جنگ میں قتل ہوئے‘ ان کی تعداد بارہ تھی۔ ابوسفیان کا اپنا بیٹا حنظلہ بھی مقتولین میں شامل تھا۔ گرفتار ہونے والوں میں بنوعبدشمس کے اپنے افراد اور حلیفوں کی تعداد نو تھی۔ ابوسفیان کا بیٹا عمرو بھی جنگی قیدیوں میں شامل تھا۔ ابوسفیان ذاتی طور پر بھی آتش انتقام میں جل رہا تھا‘ مگر اس پر مکہ کے ہر بچے‘ بوڑھے اور مرد و زن کا دباؤ بھی تھا کہ وہ دشمن سے مقتولین بدر کا بدلہ لے۔ پھر قریش کے شعرا اور خطیبوں نے بھی بڑی جذباتی فضا پیدا کر دی تھی۔ قریش کے علاوہ یہودی اور دیگر مشرک قبائل بھی مقتولین کے دردناک مرثیے لکھ کر آگ بھڑکانے میں خوب مصروف تھے۔ ابوسفیان نے قسم کھائی کہ جب تک وہ مقتولین بدر کا بدلہ نہ لے لے‘ نہ تو وہ غسل جنابت کرے گا نہ سر میں تیل ڈالے گا۔ جب اس نے لوگوں سے جنگ کی تیاری کے لیے کہا تو لوگوں نے اسے ہر قسم کے تعاون

Marfat.com

کا یقین دلایا۔

ذوالحجہ ۲ھ میں ابوسفیان دوسو سواروں کے ساتھ مکہ سے نکلا۔ حقیقت میں اس کی یہ مہم جوئی اپنی قسم پوری کرنے اور لوگوں کی اشک شوئی کے لیے تھی ورنہ ہر آدمی سمجھ سکتا ہے کہ ابھی دو ماہ پہلے جن لوگوں کے مقابلے پر ایک ہزار کا مضبوط لشکر مات کھا گیا تھا' ان کو دوسو جنگجو کیا نقصان پہنچا سکیں گے۔ ابوسفیان نے اپنے ساتھیوں کو جوش دلانے کے لیے خود بھی دردناک اور جوش سے بھرے ہوئے رزمیہ شعر کہے۔ اس کے ان شعروں کا تذکرہ تاریخ کی کتابوں میں ملتا ہے۔

مدینہ منورہ کے قرب وجوار میں ابوسفیان رات کی تاریکی میں پہنچا اور یہودیوں کے قبیلے بنو نضیر کے سردار حیَی بن اخطب کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ رات کا سماں تھا اور ابوسفیان کی آواز میں گھبراہٹ تھی۔ یہودی سردار ڈر گیا اور دروازہ کھولنے سے انکار کر دیا۔ ابوسفیان سلام بن مشکم یہودی کے پاس گیا۔ اس زمانے میں سلام بن مشکم بنو نضیر کا سب سے طاقتور اور مالدار سردار تھا۔

ابوسفیان اسی ادھیڑ بن میں تھا کہ یہ یہودی سردار بھی کہیں دروازہ کھولنے سے انکار نہ کر دے۔ امید و بیم کے ملے جلے جذبات کے ساتھ اس نے دروازے پر دستک دی۔ سلام کو جب معلوم ہوا کہ سردار قریش ابوسفیان اس کے پاس آیا ہے تو اس نے بڑی خوشی کا اظہار کیا' دروازہ کھولا' ابوسفیان کی خوب آؤ بھگت کی' بہترین شراب پلائی اور مقتولین بدر کا تذکرہ کر کے یوم بدر کے نتائج پر اظہار افسوس کیا۔ سلام بن مشکم نے ابوسفیان کو مدینہ کے بارے میں معلومات بھی مہیا کیں۔ اس دوران میں ابوسفیان کے ساتھی ایک وادی میں اس کے انتظار میں بیٹھے تھے۔

رات کے اندھیرے میں ہی ابوسفیان' سلام بن مشکم کے ہاں سے نکلا اور اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچا۔ صبح پو پھٹنے کے وقت ابوسفیان نے مدینہ سے تین میل کے فاصلے پر ایک چھوٹی سے آبادی عریض پر حملہ کیا۔ یہاں انصار کے لوگ رہتے تھے جن کا ذریعہ معاش کاشتکاری اور مویشی پالنا تھا۔ ابوسفیان نے خشک گھاس اور چارے کے انبار جلا دیے اور کچھ گھروں کو بھی آگ لگا دی۔

Marfat.com

ایک انصاری صحابی حضرت سعد بن عمرو رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ ابوسفیان سمجھا کہ اس کی قسم پوری ہو گئی ہے۔ وہ گھبراہٹ کے عالم میں مکہ کی طرف بھاگا۔

حضور اکرم ﷺ کو اس واقعہ کی اطلاع ملی تو آپ بلا تاخیر ابوسفیان کے تعاقب کے لیے نکلے' مگر وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ بہت برق رفتاری سے مکہ کی جانب بھاگ گیا تھا۔ مکی فوج کے پاس ستو کا بڑا ذخیرہ تھا۔ پکڑے جانے کے خوف سے اپنا بوجھ کم کرنے کے لیے نیز اپنے مخالفین کی توجہ ہٹانے کے لیے وہ ستو کے تھیلے راستے میں پھینکتے چلے گئے۔ عربی زبان میں ستو کو سویق کہا جاتا ہے۔ اس لیے یہ جنگ غزوہ سویق کے نام سے تاریخ میں مشہور ہے۔

اس جنگ میں آنحضور ﷺ کا دشمن سے آمنا سامنا نہیں ہوا' مگر صحابہ کرام کو بطور غنیمت ستو ہاتھ آ گئے۔ یہ جنگ چونکہ جنگ بدر ہی کا تکملہ تھی' اس لیے ہم نے اسے غزوہَ بدر کے ساتھ ہی شامل کر دیا ہے۔ غزوہ سویق سے اگرچہ ابوسفیان نے اپنی قسم پوری ہونے کا حیلہ ڈھونڈ لیا' مگر اس کے ساتھیوں نے اور مکہ کی آبادی نے اس پر اسے کوئی داد نہ دی۔ ابوسفیان اس کے بعد سے جنگ کی تیاری میں لگ گیا اور ۳ھ میں احد کے میدان میں مسلمانوں سے آ ٹکرایا۔ غزوہَ اُحد کا تفصیلی ذکر آگے آ رہا ہے۔

غزوہ السویق میں اگرچہ کافروں کا کوئی فرد زخمی یا قتل نہیں ہوا، جبکہ ایک صحابی شہید ہوئے' مگر یہ جنگ بھی مسلمانوں کی کامیابی پر منتج ہوئی۔ ایک تو دشمن نے راہ فرار اختیار کی۔ دوسرے مسلمانوں کو دشمن کا مال ہاتھ آ گیا۔ زمانہ قدیم سے کسی فوج کی کامیابی کے لیے جو اصول مقرر کیے گئے تھے اور جو کم و بیش آج بھی تسلیم کیے جاتے ہیں یہ ہیں کہ فاتح وہ ہے جو

۱- دشمن کو بھگا دے۔

۲- دشمن کے علاقے پر قبضہ کرے۔

۳- دشمن کا مال (مالِ غنیمت) اس کے ہاتھ آ جائے۔

Marfat.com

۴-دشمن کے جنگی قیدی اس کے قبضے میں ہوں۔

اس جنگ میں مسلمانوں کے مقابلے پر دشمن نے راہ فرار اختیار کی اور اس کا مالِ غنیمت بھی مسلمانوں کو مل گیا۔لہٰذا یہ جنگ مسلمانوں کی فتح اور کافروں کی شکست کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔

(البداية والنهاية ،ج۱،ص ۶۶۲،سیرۃ ابن هشام ،القسم الثانی،ص ۴۴-۴۵)

الحمدللہ! جنگ بدر کا حصہ مکمل ہوا۔آگے کے صفحات میں جنگ احد کے حالات وواقعات ملاحظہ فرمائیں۔

--❀--❀--❀--

Marfat.com

باب چہارم

غزوۂ اُحد

Marfat.com

جنگ احد کے لیے قریش کی تیاریاں

جنگ بدر میں قریش کو جو ذلت ناک شکست ہوئی اس نے ان کی کمر توڑ کر رکھ دی' مگر عربوں کے معروف طریقے کے مطابق ان کی آتش انتقام بھی خوب بھڑک اٹھی تھی۔ ابوسفیان اب مکہ کا رہنما بن چکا تھا۔ بڑے بڑے رؤسا کے قتل نے بنوامیہ کی دیرینہ خواہش پوری کر دی تھی۔ جیسا کہ اس سے پہلے بھی تذکرہ گزر چکا ہے۔ ہزیمت خوردہ لشکر کی آمد پر مکہ میں غم و حزن کے سائے چھائے ہوئے تھے۔ اس مایوسی کے عالم میں ابوسفیان نے انتقام کا نعرہ بلند کیا تو مکہ کے ہر بچے' بوڑھے' مرد اور عورت نے اسے اپنے دل کی آواز سمجھا۔ ابوسفیان تجارتی سفر کے دوران میں کامیاب رہا تھا۔ مال تجارت ابھی تقسیم نہ ہوا تھا۔ ابوسفیان اہل مکہ کا پچاس ہزار اشرفی اصل زر لے کر تجارت پر گیا تھا۔ اب مال کی مالیت ایک لاکھ اشرفی تھی گویا منافع سو فیصد تھا۔ پچاس ہزار اشرفی کے نقد منافع کے علاوہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری کے مطابق ایک ہزار اونٹ بھی منافع میں تھے۔ یہ اونٹ بھی جنگی فنڈ میں شامل کر لیے گئے۔ (ملاحظہ ہو: رحمۃ اللعالمین جلد اول صفحہ ۱۰۸)

عظیم قومی منصوبہ؟

عکرمہ بن ابی جہل' صفوان بن امیہ' عبداللہ بن ابی ربیعہ اور دیگر قریشی سرداران اپنے عزیزوں کے قتل سے انتہائی دل برداشتہ اور مغموم تھے۔ وہ ابوسفیان کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ مال تجارت کو جنگی فنڈ میں دے دیا جائے۔ ابوسفیان نے یہ مسئلہ قریش کی مجلس میں رکھنے اور مشورہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ دارالندوہ میں میٹنگ ہوئی۔ ارباب حل و عقد کا یہ اکٹھ نہایت نازک لمحے میں منعقد ہو رہا تھا۔ قریش کے اکابر اندر بیٹھے غور و فکر کر رہے تھے اور مکہ کی پوری آبادی باہر شدت

Marfat.com

سے فیصلے کی منتظر تھی۔ قریش کے پر جوش سرداروں کی تقاریر کے نتیجے میں طے ہوا کہ لوگوں کا اصل زر تو انھیں ادا کر دیا جائے اور منافع پورے کا پورا جنگ کے لیے الگ کر لیا جائے۔ یہ فیصلہ سنایا گیا تو مکہ کا ہر شخص خوشی سے جھوم اٹھا۔ کسی نے بھی اپنے منافع کے ضائع ہونے کا شکوہ نہیں کیا۔ لوگ تو خوش تھے کہ اگر قافلہ اہل مدینہ کے ہاتھ لگ جاتا جس کا پورا امکان تھا تو کوئی پیسہ نہ بچتا۔ اب تو محض منافع کی رقم ہی دینی پڑی ہے اور وہ بھی ایک ''عظیم قومی منصوبے'' کی تکمیل کے لیے۔ بعض لوگوں نے اس منافع کے علاوہ بھی جنگی فنڈ میں عطیات دیے جبکہ بعض نے مردان جنگ کو لڑائی میں مطلوبہ نتائج حاصل کرنے پر خطیر انعامات وتحائف کا لالچ دیا۔

کافروں کے اس انفاق کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے اس جنگ سے قبل جنگ بدر کے واقعات میں یوں کیا ہے:

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۚ فَسَيُنفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ ۗ وَالَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ يُحْشَرُونَ ﴿٣٦﴾ (الانفال ۸:۳۶)

جن لوگوں نے حق کو ماننے سے انکار کیا ہے وہ اپنے مال خدا کے راستے سے روکنے کے لیے صرف کر رہے ہیں اور ابھی اور خرچ کرتے رہیں گے، مگر آخر کار یہی کوششیں ان کے لیے پچھتاوے کا سبب بنیں گی، پھر وہ مغلوب ہوں گے، پھر یہ کافر جہنم کی طرف گھیر لائے جائیں گے۔

شعرائے قریش

یوں تو قریش کے درمیان بہت سے شعرا تھے، مگر ان میں سے ابوعزہ عمرو بن عبداللہ الجمحی، مسافع بن عبد مناف بن وہب الجمحی اور خود سردار قریش ابوسفیان بن حرب بن امیہ زیادہ اہم تھے۔ ابوسفیان کی بیوی ہند بھی اچھی شاعرہ تھی۔ یہود کے شعرا خصوصاً بنونضیر کا سردار کعب بن اشرف بھی ان کی مدد کے لیے آ گیا تھا۔

ان سب شعرا نے مختلف قبائل میں گھوم پھر کر لوگوں کے جذبات کو اسلام اور پیغمبر اسلام کے

Marfat.com

خلاف خوب بھڑکایا۔ ان کی اس دور کی شاعری میں قبائلی عصبیت اور اسلام سے نفرت کا اظہار کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔

ابوعزہ جنگ بدر میں گرفتار ہو گیا تھا۔ اس نے حضور اکرم ﷺ سے اپنی ناداری اور اپنی بیٹیوں کی بے بسی کا واسطہ دے کر بغیر فدیے کے رہائی کا مطالبہ کیا۔ حضور اکرم نہایت نرم دل اور رحیم وشفیق تھے۔ آپ رحمتہ اللعالمین تھے۔ دکھی اور کمزور انسانوں پر تو آپ کا لطف وکرم نہایت بے پایاں تھا۔ جب بھی کبھی حضور اکرم ﷺ سے کسی نے اپنی بیٹیوں کی بے کسی کا تذکرہ کیا' آپ کا بحر رحمت ہمیشہ جوش میں آیا۔ رسول رحمت ہی نے تو بیٹیوں کو والدین کے لیے رحمت خداوندی اور دوزخ کی آگ سے نجات کا ذریعہ قرار دیا تھا۔ بنت حوا کی عزت وتکریم اور سرپرستی ورکھوالی کا حق اسلام ہی نے ادا کیا۔

ابوعزہ کی درخواست سن کر حضور اکرم ﷺ کا دل پسیج گیا اور آپ نے اُسے رہا کر دیا۔ اس نے رہائی کے بعد رسالت مآب ﷺ کی شان اقدس میں ایک بڑا پرزور قصیدہ بھی لکھا تھا جس کے کچھ اشعار اور ان کا ترجمہ ذیل میں دیا جا رہا ہے۔

مَنْ مُبَلِّغٌ عنی الرَّسولَ محمّدًا
بأنّک حقّ والمَلیک حَمِیدُ
وأنت امرؤٌ تَدعو اِلی الحقّ والهُدی
علیک من الله العظیم شهید
فانّک من حارَبْته لمُحارَبٌ
شقِیّ ومن سالَمْته لسَعید
ولکن اِذا ذُکِّرتُ بدرًا و اهلَه
تاَوَّبَ مابی: حَسْرَةٌ وقعوده

کون ہے جو میرا یہ پیغام رسول خدا محمد تک پہنچا دے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ حق پر

Marfat.com

ہیں اور اللہ بادشاہ حقیقی ہر تعریف کا مستحق ہے۔

آپ ایسے آدمی ہیں جو حق اور ہدایت کی طرف بلاتے ہیں۔ رب عظیم کی طرف

سے آپ پر محافظ مقرر ہیں۔

جس کے ساتھ آپ کی جنگ ہو جائے اس سے لڑنا آپ خوب جانتے ہیں اور اس کی

گویا بدبختی ہی آجاتی ہے۔ جسے آپ امان دے دیں وہ بڑا ہی خوش نصیب ہے۔

مگر جب میں نے رہ رہ کر بدر اور اہل بدر کو یاد کیا تو میرا دل حسرت و یاس سے بھر

آیا۔(سیرة ابن هشام ،القسم الاول،ص ٦٦٠)

آخری شعر میں شاعر اپنے دل کی بات کہہ گیا ہے۔ شروع کے اشعار میں بھی اس نے اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف تو کی ہے، مگر یہ قرآن کے الفاظ میں شعرا کے قول و عمل کے تضاد کی مثال ہے۔ قریش کے سرداروں کے ورغلانے سے پھر اس کی اسلام دشمنی شعروں میں ڈھل گئی۔ جیسا کہ آگے اس کا ذکر آ رہا ہے۔ ابوعزہ کا انجام عبرت ناک ہے۔

قریش نے جب طبلِ جنگ بجایا اور تیر و تفنگ کے استعمال سے قبل شعر و چنگ کا استعمال شروع کیا تو صفوان بن امیہ جو بنو جمیح کا سردار تھا، ابوعزہ شاعر کے پاس آیا اور اس سے اپنی شعر و شاعری کے ذریعے مردانِ جنگ کو آمادہ پیکار کرنے کی درخواست کی۔ ابوعزہ کا نام عمرو بن عبداللہ تھا اور وہ قبیلہ جمیح سے تعلق رکھتا تھا۔ اپنے سردار کی بات سن کر اس نے شروع میں معذرت کی اور کہا کہ محمد نے مجھ پر بڑا احسان کیا تھا' میں اس کے خلاف کیسے زبان کھولوں۔ اس نے اپنی مالی مشکلات کا بھی رونا رویا۔ صفوان بن امیہ نے ایک تو اس کی حمیت جاہلیہ کو بھڑکایا اور دوسرے اسے مالی لالچ دیا۔ اس نے کہا: ''اگر تم جنگ سے واپس بخیریت پلٹ آؤ گے تو میں تمھیں مالا مال کر دوں گا۔ اور جنگ میں تم مارے گئے تو تمھارے اہل و عیال اور تمھاری بیٹیاں میری سرپرستی میں ہوں گی۔ میں تمھاری بیٹیوں کو اپنی بیٹیوں کی طرح رکھوں گا۔''

اس کے بعد ابوعزہ شاعر نے آنحضور ﷺ کا احسان فراموش کر دیا اور اپنی زہر آلود شاعری

Marfat.com

کی مہم پر نکل کھڑا ہوا۔ ابوعزہ اور مسافع کی شعلہ نوائی نے نہ صرف قریش کے جملہ قبائل کو جنگ کے لیے کھڑا کر دیا بلکہ کنانہ کے قبائل کو بھی ان کی رضا کارانہ مدد پر آمادہ کر دیا۔ کنانہ اگرچہ قریش میں سے نہ تھے مگر ان کے قرب وجوار میں رہائش پذیر تھے۔ ان میں سے ایک سو جنگ جو قریش کی فوج میں شامل ہوئے۔ قریش کے حلیف قبائل بنوالمصطلق اور بنوہون (احابیش) نے بھی ان کا بھرپور ساتھ دیا۔ کل تین ہزار کا لشکر تیار ہو گیا جو پوری طرح لیس بھی تھا اور آزمودہ کار بھی تھا۔ ان لوگوں کے پاس جارحانہ اسلحہ بھی تھا اور مدافعانہ سامان حرب بھی۔ سواری اور سامان کے لیے تین ہزار اونٹ تھے، جبکہ گھوڑ سوار دستہ دو سو سے زائد گھوڑوں پر مشتمل تھا۔ خوراک کا اچھا خاصا ذخیرہ اور ذبح کے جانور بھی ساتھ تھے۔

سپہ سالار

ابوسفیان بن حرب متفقہ طور پر سالارِ اعلیٰ مقرر کیا گیا۔ گھوڑ سوار دستوں کی کمان خالد بن ولید کو دی گئی اور عکرمہ بن ابی جہل کو اس کا نائب مقرر کیا گیا۔ علم برداری کا منصب اس سے قبل قریش کی جاہلی جنگوں میں خاندان بنوامیہ کے پاس ہوا کرتا تھا۔ مگر اب جبکہ انھیں سالارِ اعلیٰ کا منصب مل گیا تو علم قبیلہ بنوعبدالدار بن قصی کے حصے میں آیا۔ خانہ کعبہ کا کلید بردار بھی یہی قبیلہ تھا۔ جنگ احد میں ان لوگوں نے علم برداری کا حق ادا کر دیا جس کی تفصیل آگے آئے گی۔ عمرو ابن العاص اور صفوان بن امیہ کو میمنہ ومیسرہ کی کمان عطا کی گئی۔

معزز خواتین

سردارانِ قریش نے اس جنگ میں گانے بجانے والی کنیزوں کے علاوہ اپنی معزز خاندانی خواتین کو بھی ساتھ لے لیا تھا۔ ان خواتین کے بھائی، باپ یا بیٹے جنگ بدر میں مارے جا چکے تھے۔ ابوسفیان کی بیوی ہند خواتین کی قائد تھی۔ دیگر معروف خواتین میں ام حکیم بنت حارث مخزومیہ (عکرمہ کی بیوی)، فاطمہ بنت ولید بن مغیرہ (حارث بن ہشام کی بیوی اور خالد بن ولید کی

Marfat.com

بہن)، ریطہ بنت منبہ بن الحجاج (عمرو ابن العاص کی بیوی)، سلافہ بنت سعد اوسیہ (علمبردار قریش طلحہ بن ابی طلحہ کی بیوی۔ یہ مدینہ کے سردار اور معروف صحابی سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی رشتہ دار تھی)۔ برزہ بنت مسعود بن عمر ثقفیہ (صفوان بن امیہ کی زوجہ اور سردار ثقیف مسعود ثقفی کی بیٹی) اور خناس بنت مالک (حضرت مصعب بن عمیر کی والدہ' اپنے بیٹے ابوعزیز بن عمیر کے ساتھ جنگ پر نکلی تھی)۔ بنو کنانہ کی معروف ومعزز خاتون عمرہ بن علقمہ بھی ان کے ساتھ تھی۔ (سیرۃ ابن ھشام، القسم الثانی، ص ۶۰-۶۳)

خنساء اور ہند

عربی ادب وشعر میں خنساء بنت عمرو کا بڑا مقام ہے۔ زمانہ جاہلیت میں اس کا باپ عمرو اور دو بھائی صخر اور معاویہ دشمن قبیلے سے لڑتے ہوئے مارے گئے تھے۔ خنساء نے ان کے ایسے دردناک مرثیے کہے کہ اسے ارثی العرب (عربوں کے درمیان سب سے عظیم مرثیہ نگار) کہا گیا۔ بازار عکاظ میں خنساء کا خیمہ لگتا تو اس پر ایک جھنڈا نصب کیا جاتا تھا۔ خنساء مجمع عام میں ہر سال نئے مرثیے پیش کرتی تھی' جنھیں سن کر مرد وعورت سبھی زار وقطار رونے لگتے۔ جنگ بدر کے بعد ہند بنت عتبہ نے کہا: ''میں خنساء سے بھی زیادہ مصیبت زدہ ہوں۔'' اس نے بازار عکاظ میں اپنا جھنڈا نصب کروایا اور اپنے اونٹ پر ہودہ میں بیٹھ کر خنساء کے اونٹ کے قریب پہنچی۔ خنساء نے اس سے پوچھا کہ تو کون ہے تو ہند نے اپنے باپ' چچا' بھائی اور بدر کے مقتولین کا مرثیہ پڑھا۔ خنساء نے بھی مرثیہ پڑھا۔ ان مرثیوں کا تذکرہ ادب عربی کی کتابوں میں بھی ملتا ہے' اور مؤرخین نے بھی ان کو تاریخی واقعات میں نقل کیا ہے۔ شوقی ابوخلیل نے غزوۂ اُحد کے صفحہ ۱۷ پر اعلام النساء جلد پنجم صفحہ ۲۴۳ کے حوالے سے ان مراثی کے کچھ اشعار نقل کیے ہیں۔ اگرچہ خنساء کا کلام ہند کے کلام سے زیادہ پراثر اور بلیغ ہے مگر اس میں شک نہیں کہ ہند کے اشعار میں بھی درد وکرب بے پایاں ہے۔ یہ دونوں خواتین بعد میں داخل اسلام ہو کر صحابیات رسول کی صف میں شامل ہو گئی تھیں۔ قریش کا لشکر شعر وشاعری کی چھاؤں میں مکہ سے نکلا۔ پورے مکہ نے انھیں الوداع کہا۔

Marfat.com

جذبات کا عجیب عالم تھا۔ لوگوں کی زبانوں پر اپنے بتوں کا ذکر تھا۔ آنکھوں میں آنسو اور دل میں ملے جلے خیالات، خدشات، آرزوئیں اور امیدیں، یہ لشکر کئی منزلیں طے کر کے احد کے میدان میں آ پہنچا۔ یہ ماہ شوال ۳ھ کا وسط تھا۔

لشکرِ قریش میں ہر شخص کے جذبات متلاطم تھے۔ ہر ایک کے دل میں امید بھی تھی کہ اس مرتبہ بدر کا بدلہ لیں گے، ساتھ ہی ہر ایک کو یہ خوف بھی لاحق تھا کہ جن لوگوں نے ایک سال قبل ان کے لشکرِ جرار کو اس کی ساری قوت کے باوجود بدترین شکست سے دوچار کیا تھا، اس پر قابو پانا کیسے ممکن ہوگا؟ پچھلے سال تو ابوالحکم، عتبہ، شیبہ اور دیگر بڑے بڑے سرداران و جنگجو مردانِ میدان موجود تھے مگر پھر بھی کچھ نہ ہو سکا، اس مرتبہ تو سپہ سالار ابوسفیان تھا، جس کے کوئی نمایاں کارنامے کبھی سامنے نہ آئے تھے۔ بہرحال کفار فوج کا ہر شخص اپنے دل میں جو بھی محسوس کر رہا تھا، اظہارِ خیال میں کامیابی کو یقینی ہی قرار دیتا تھا۔ کئی لوگوں کو خالد بن ولید کی موجودگی بھی حوصلہ دیتی تھی۔ وہ بدر میں شامل نہ تھا۔ اس کے بھائی بند اور عزیز و اقارب بڑی تعداد میں مارے گئے تھے، وہ جذبۂ انتقام سے آتش زیرِ پا تھا اور نوجوان سمجھ رہے تھے کہ اس کے دست و بازو سے جنگ جیتنا آسان ہو جائے گا۔ (البداية والنهاية، ج۱، ص۶۶۹-۶۷۲)

--✿--✿--✿--

Marfat.com

مقابلے کے لیے آنحضور ﷺ کی تیاری

جبلِ اُحد اور میدانِ اُحد

اُحد مدینہ منورہ سے صرف چار میل کے فاصلے پر ایک خشک پہاڑ ہے جس پر کچھ کانٹے دار درخت اور جھاڑیاں پائی جاتی ہیں۔ اس کا تذکرہ حدیث میں بہت آیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ اُحد پہاڑ سے محبت فرمایا کرتے تھے۔ اور یہ بھی کہتے تھے کہ احد ہم سے محبت کرتا ہے۔ اس پہاڑ کے گردونواح میں دیگر چھوٹے چھوٹے پہاڑوں کے کئی سلسلے ہیں جو آپس میں ملے ہوئے ہیں۔ ان کے درمیان وادیاں ہیں۔ معروف وادی کا نام وادی قناۃ ہے۔ اُحد پہاڑ دوسرے پہاڑوں سے کٹا ہوا ہے اور یہ اکیلا ہے اس لیے محققین کی تحقیق کے مطابق اُسے احد کہا جاتا ہے۔ تاریخ اسلام کی یہ معروف جنگ اس پہاڑ کے دامن میں لڑی گئی۔ اس جنگ کو جنگ اُحد کا نام دیا گیا۔

لشکرِ قریش کی اطلاع

حضور اکرم ﷺ ہر جانب سے دشمنوں میں گھرے ہوئے تھے اس لیے آپ ہر وقت چوکنا رہتے تھے۔ دشمن کی سازشوں اور نقل وحرکت کی اطلاع کے لیے آپ ﷺ نے خصوصی انتظامات کرر کھے تھے۔ آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ جو اسلام قبول کر چکے تھے، مگر آنحضور ﷺ کے حکم کے مطابق انھوں نے مصلحتاً اس کا اعلان نہیں کیا تھا، مکہ میں تھے۔ مکہ کی ساری صورت حال کا انھیں بخوبی علم تھا۔ انھوں نے مکہ سے قبیلہ غفار کے ایک شخص کو معاوضہ ادا کر کے مدینہ بھیجا اور اسے تاکید کی کہ تین دن رات کے اندر اندر حضور اکرم تک ان کا خط بحفاظت پہنچا دے۔ اس شخص نے حسب وعدہ خط آنحضور ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔

Marfat.com

حضور اکرم ﷺ اُمی تھے۔ یہ خط ملا تو آپ نے حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کو بلایا۔ خط کی مہر توڑی اور اسے لفافے سے نکالا۔ اُبی بن کعب نے خط پڑھا جس کا مضمون یہ تھا کہ قریش تین ہزار کا لشکر تیار کر کے مدینہ کی جانب نکل کھڑے ہوئے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے حضرت اُبی سے کہا کہ وہ اس راز کو کسی کے سامنے فاش نہ کریں۔ خط میں بتایا گیا تھا کہ قریش مدینہ شہر پر حملہ آور ہوں گے حضور ﷺ انصار کے سردار اور بیعت عقبہ میں مقرر کیے گئے یکے از نقیبان نبوی حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے ہاں فوراً تشریف لے گئے اور ان کو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے خط کا مضمون بتا کر ارشاد فرمایا کہ کسی سے فی الحال اس کا ذکر نہ کریں۔ نبی پاک ﷺ جونہی حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے گھر سے نکلے، ان کی اہلیہ نے پوچھا: ''آپ سے آنحضور ﷺ نے کیا فرمایا ہے؟'' وہ بولے تیری ماں مرے تجھے اس سے کیا غرض! اس نے کہا: ''آنحضور ﷺ نے جو کچھ فرمایا ہے میں نے بھی سن لیا ہے۔'' اور پھر پورا مضمون سنا دیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر انا للہ پڑھا اور اپنی بیوی کا ہاتھ پکڑ کر حضور کے پیچھے دوڑے اور حضور کو ساری صورت حال بتائی۔ انھوں نے اپنی پریشانی کا اظہار یوں کیا:

''یارسول اللہ! آپ نے مجھے راز کے طور پر وہ بات بتائی تھی۔ اس اللہ کی بندی نے بھی وہ بات سن لی ہے۔ میں ڈر گیا کہ کہیں اس سے راز فاش ہو گیا تو آپ کے نزدیک میری ثقاہت اور اعتبار مشتبہ ہو جائے گا۔ حالانکہ میں نے یہ بات اسے نہیں بتائی۔'' حضور ﷺ نے فرمایا: ''خیر کوئی بات نہیں۔ اسے چھوڑ دو۔''

اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ صحابہ کرام کس قدر محتاط رویہ اختیار کرتے تھے۔ انسانی معاشرے میں اس قسم کا رویہ جب تک عام رہے خیر اور بھلائی کا پلہ بھاری رہتا ہے۔ شیطان ہر وقت فتنہ وفساد برپا کرنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے معمولی بے احتیاطی سے وہ غلط فہمیوں اور وسوسوں کا جال پھیلاتا ہے۔ صحابہ کرام اس کے حربوں کو ناکام بنانے کی بروقت سعی کرتے تھے۔

حضور اکرم ﷺ کا خواب

ادھر آنحضور ﷺ کو مکی فوج کی نقل وحرکت اور ساز وسامان کی اطلاع ملی، ادھر آپ نے

Marfat.com

ایک خواب دیکھا۔ آپ نے یہ خواب کبار صحابہ کے سامنے بیان بھی فرمادیا۔ خواب کا مضمون یہ تھا:
''میں نے دیکھا کہ میری ایک گائے ہے جو ذبح کر دی گئی ہے۔ میری تلوار کی دھار پر دندانہ پڑ گیا ہے اور میں نے دیکھا کہ اپنا ہاتھ ایک مضبوط زرہ میں ڈال دیا ہے اور میں نے دیکھا کہ میں ایک مینڈھے کا تعاقب کر رہا ہوں۔''

اس خواب کی تعبیر بھی آنحضور ﷺ نے خود ہی فرمادی جو بعد میں بالکل پوری ہوئی۔ آپ نے فرمایا: ''گائے کا ذبح کیا جانا میرے صحابہ کی ایک جماعت کی شہادت کی نشاندہی کرتا ہے' تلوار کی دھار میں دندانہ پڑ جانے کی تعبیر یہ ہے کہ میرے خاندان کا کوئی فرد اور میرا محبوب میدان میں شہید ہوگا۔ مضبوط زرہ سے مراد مدینہ منورہ ہے اور مینڈھے سے مراد قریش کا کوئی اہم سردار ہے جو قتل ہوگا۔''

مشاورت

حضور اکرم ﷺ ہر اہم معاملے کا فیصلہ صحابہ سے مشاورت کے بعد فرمایا کرتے تھے۔ جنگ اُحد سے پہلے بھی آپ نے لوگوں سے رائے لی تو معلوم ہوا کہ جنگ میں حصہ لینے کے لیے تو سبھی لوگ تیار ہیں' مگر جنگ کا مقام متعین کرنے میں اختلاف ہے۔ کچھ لوگوں کی رائے یہ تھی کہ مدینہ منورہ کے اندر ہی رہ کر دشمن کا انتظار کیا جائے اور دفاعی جنگ لڑ کر دشمن کو شکست دی جائے۔ اتفاق سے حضور اکرم ﷺ بھی مدینہ کے اندر ہی رہ کر جنگ لڑنا چاہتے تھے اور اتفاق سے یہی رائے عبداللہ بن اُبی کی تھی۔ جن صحابہ کو جنگ بدر میں شمولیت کا موقع نہیں ملا تھا ان کی خواہش تھی کہ شہر سے باہر نکل کر کھلے میدان میں دشمن کا مقابلہ کیا جائے۔ ان پر جوش نوجوانوں کی تائید سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے بھی کی۔ شوقی ابوخلیل نے اپنی کتاب غزوۂ اُحد میں سیرت الحلبیہ کے حوالے سے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے: ''یارسول اللہ! اس ذات کی قسم جس نے آپ پر کتاب نازل کی' میں اس وقت تک کوئی چیز نہ کھاؤں گا جب تک مدینہ سے باہر دشمن سے تلوار زنی نہ کرلوں۔''

Marfat.com

پرجوش نوجوانوں نے مدینہ سے باہر نکل کر جنگ کرنے پر اس قدر اصرار کیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر میں تشریف لے گئے اور اپنا سامان حرب لے کر باہر نکلے۔ اس دوران میں بزرگ صحابہ نے نوجوانوں کی سرزنش کی کہ تم نے آنحضور ﷺ کی رائے کے خلاف اصرار کر کے آپ ﷺ کو اپنی رائے بدلنے پر مجبور کر دیا ہے۔ یہ باتیں سن کر نوجوان بھی پشیمان ہو گئے اور انھوں نے آنحضور ﷺ سے عرض کیا: ''یارسول اللہ! شاید ہم نے آپ کی طبیعت کے خلاف آپ سے مدینہ سے باہر نکلنے کا اصرار کیا ہے۔ ہم اپنی رائے سے رجوع کرتے ہیں۔ آپ جس طرح چاہیں گے ہم آپ کے حکم کی تعمیل کریں گے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اب چلو میدان جنگ کی طرف۔ اللہ کے کسی نبی کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ ہتھیار لگا لے اور پھر دشمن سے لڑے بغیر انھیں اتار دے۔'' اس موقع پر نبی اکرم نے ایک مختصر خطاب فرمایا جس کا تذکرہ سیرت کی کتابوں میں ملتا ہے۔ ''میں نے تمھیں ایک بات کہی تھی، مگر تم نے دوسری رائے کا اظہار کیا۔ اب میں تمھیں نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرنا۔ جب دشمن سے مڈبھیڑ ہو جائے تو صبر اور ثابت قدمی سے کام لینا اور ہر لمحے اس بات کو ذہن میں رکھنا کہ اللہ نے جس چیز کا حکم دیا ہے اس پر عمل کرنے میں کوتاہی نہ ہو۔'' (البدایة والنهایة ، ابن کثیر ج ۱ ص ۶۷۰-۶۷۲)

مدینہ منورہ سے روانگی

حضور اکرم ﷺ مدینہ سے احد کی طرف روانہ ہوئے تو آپ کے ساتھ ایک ہزار کا لشکر تھا۔ آنحضور ﷺ گھوڑے پر سوار تھے اور آپ نے زرہ اور خود زیب تن کر رکھی تھی۔ آپ نے اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ، سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اور مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو اوس، خزرج اور مہاجرین کے جھنڈے عطا فرمائے۔ اس طرح اسلامی لشکر تین دستوں میں ثنیة الوداع تک پہنچا تو آپ نے اپنے ان دستوں کے علاوہ ایک اور فوجی دستے کو دیکھ کر پوچھا: ''یہ کون لوگ ہیں؟'' آپ کو بتایا گیا کہ ''یہ عبداللہ بن اُبی کے حلیف یہودی ہیں جو مسلمانوں کے ساتھ مل کر مشرکین سے جنگ کرنا چاہتے ہیں۔'' آپ

Marfat.com

نے پوچھا: ''کیا وہ لوگ مسلمان ہو گئے ہیں؟'' جواب دیا گیا کہ نہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا: ''انھیں واپس بھیج دیا جائے ہم مشرکین کے مقابلے پر کفار سے کوئی مدد نہیں لینا چاہتے۔'' (تفصیل کے لیے دیکھیے غزوۂ اُحد از محمد احمد باشمیل صفحہ ۸۰-۸۱)

منافقین کی علیحدگی

مدینہ سے باہر نکل کر عبداللہ بن اُبی نے اپنی خباثت کا مظاہرہ کیا۔ وہ اپنے تین سو ساتھیوں کو ساتھ لے کر فوج سے الگ ہو گیا اور یہ عذر لنگ پیش کیا کہ چونکہ اس کی بات نہیں مانی گئی اور نوخیز لڑکوں کی رائے پر عمل کیا جا رہا ہے اس لیے وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ واپس جا رہا ہے۔

عبداللہ بن اُبی کا یوں پلٹ جانا بعض لوگوں کی حوصلہ شکنی کا باعث بنا اور کچھ اہل ایمان بھی اس سے متاثر ہوئے مگر جلد ہی آنحضور اور کبار صحابہ کی نصیحت سے وہ لوگ سنبھل گئے۔ عبداللہ بن اُبی کو مدینہ کے اندر ہی معلوم تھا کہ اس کی رائے کے حق میں فیصلہ نہیں ہوا، مگر وہ جان بوجھ کر مدینہ سے اسلامی فوج کے ساتھ نکلا تا کہ راستے سے واپس پلٹ آئے، اگر وہ مدینہ کے اندر یہ اعلان کر دیتا تو نسبتاً اس کا منفی اثر کم ہوتا۔ ممکن ہے یہودی حلیفوں کو بھی اس نے کسی سازش کے تحت مسلمانوں کے ساتھ نکلنے پر آمادہ کیا ہو مگر آنحضور ﷺ نے خود ہی انھیں واپس بھیج کر اس سازش کا قلع قمع کر دیا۔

قبیلہ بنو خزرج کے خاندان بنو سلمہ کے سردار عبداللہ بن عمرو بن حرام نے جب عبداللہ بن اُبی کے ساتھیوں کو اسلامی لشکر کا ساتھ چھوڑ کر واپس جاتے ہوئے دیکھا تو وہ ان کے پاس آئے اور فرمایا: ''اے میری قوم کے لوگو اللہ کو یاد کرو اور اپنی قوم اور اپنے نبی کا ساتھ اس نازک گھڑی میں مت چھوڑو۔'' منافقین نے انھیں جواب دیا: ''ہمیں معلوم ہے کہ جنگ تو ہو گی نہیں۔ اگر واقعی جنگ ہونا ہوتی تو ہم یوں واپس نہ چلے جاتے۔'' ان لوگوں کے جنگ سے منہ موڑ جانے اور اپنی بات پر اڑ جانے کو دیکھ کر حضرت عبداللہ بن عمرو نے فرمایا: ''اے دشمنانِ خدا جاؤ اللہ تمھیں دور

Marfat.com

لے جائے اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو تم سے بے نیاز کر دے گا۔'' (تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۴-۵)

نوجوانوں کا جوش و خروش

مدینہ سے باہر شیخان کی پہاڑیوں کے درمیان آپ نے اپنے لشکر کا عسکری معائنہ کیا۔ لشکر میں کچھ کم سن لڑکے بھی شامل تھے۔ آپ نے انھیں واپس جانے کا حکم دیا۔ ان میں عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ' اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ، زید بن ارقم انصاری رضی اللہ عنہ، براء بن عازب رضی اللہ عنہ، اسید بن ظہیر رضی اللہ عنہ، عرابہ بن اوس رضی اللہ عنہ، ابوسعید بن مالک خدری رضی اللہ عنہ، زید بن حارثہ انصاری رضی اللہ عنہ، رافع بن خدیج انصاری رضی اللہ عنہ، سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ، سعد بن بجیر رضی اللہ عنہ شامل تھے۔ یہ سب پندرہ سال سے کم عمر کے تھے۔ انھوں نے بہت اصرار کیا کہ انھیں جنگ میں شرکت کی اجازت دی جائے' مگر آنحضور ﷺ نے ان کی کم سنی کی وجہ سے اجازت نہ دی۔ البتہ بعد میں تین صحابہ کو اجازت مل گئی۔ ان تین صحابہ میں رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے بارے میں آپ کو بتایا گیا کہ وہ بہت اچھے تیز انداز ہیں۔ جب انھیں اجازت ملی تو سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے آنحضور ﷺ سے عرض کیا: ''یارسول اللہ آپ نے رافع کو اجازت دے دی ہے' حالانکہ میں اسے کشتی میں پچھاڑ سکتا ہوں۔'' آنحضور ﷺ نے کشتی کرائی تو واقعتاً سمرہ نے رافع کو چت کر دیا۔ چنانچہ انھیں بھی اجازت مل گئی۔ مؤرخین نے لکھا ہے کہ سمرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دوست رافع رضی اللہ عنہ کے کان میں کہا کہ بھائی تمھیں تو شرکتِ جہاد کی اجازت مل ہی گئی ہے۔ اب میری آرزو پوری کرنے میں میری مدد کر۔ چنانچہ رافع رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ تعاون کیا تھا۔ امام ابن حجر نے الاصابہ فی تمیز الصحابہ میں حضرت سعد بن بجیر کا نام بھی شرکائے احد میں لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد میں انھیں بھی اجازت مل گئی تھی۔

یہ تمام نوخیز صحابہ بعد میں مختلف جنگوں میں شامل ہوئے اور بہادری اور جرات کے جھنڈے نصب کر دیے۔ ان تمام مذکورہ بالا صحابہ نے تاریخ اسلامی میں اتنے عظیم الشان کارنامے سرانجام

Marfat.com

دیے کہ آج کے دن تک وہ ہمارے لیے روشنی کے مینار ہیں۔ ان کا شوقِ شہادت اور جہاد میں شمولیت کی تمنا ان کی عظمت کی دلیل ہے۔

اب یہاں دو کردار کھل کر سامنے آتے ہیں ایک وہ لوگ ہیں جو جنگ سے فرار کے بہانے ڈھونڈتے ہیں اور ایک وہ لوگ ہیں جو جنگ سے پیچھے رہ جانے کو محرومی تصور کرتے ہیں۔ تاریخ اسلام کے ہر دور میں یہ دونوں کردار کسی نہ کسی صورت اور تناسب میں موجود رہے ہیں۔ جہاں مخلص اہل ایمان حق کی خاطر سروں پر کفن باندھے رہتے ہیں وہاں نفاق کے مرض میں مبتلا جھوٹے مدعیان ایمان نہ صرف جہاد سے پہلوتہی کرتے ہیں' بلکہ جہاد کی فرضیت ہی کو مشکوک قرار دیتے ہیں۔

حکمت نبوی ﷺ

حضور اکرم ﷺ ہر معاملے میں حکیمانہ طرز عمل اختیار فرمایا کرتے تھے' آپ نے قرآن مجید کے الفاظ میں اپنی امت کو ''الکتاب'' کی تعلیم بھی دی اور ''الحکمت'' کا درس بھی دیا۔ مدینہ سے احد کی طرف نکلتے وقت آپ نے انصاری صحابہ سے پوچھا کہ کون سا راستہ آسان' قریب اور لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہے۔'' حضرت ابوخیثمہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ وہ راستہ جانتے ہیں۔ چنانچہ وہ بنو حارثہ کے باغات میں سے احد کی جانب فوج کی رہنمائی کرتے ہوئے نکلے۔ یہ خود بھی قبیلہ بنو حارثہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اس قبیلے میں ایک منافق مربع بن قیظی بھی تھا جو آنکھوں سے اندھا تھا۔ راستے میں اس کا باغ بھی پڑتا تھا۔ جب اس اندھے کو احساس ہوا کہ حضور اکرم اپنے ساتھیوں کے ساتھ باغ سے گزر رہے ہیں تو اس نے بڑی خباثت کا مظاہرہ کیا۔ اس نے کہا: ''اگر تم اللہ کے رسول ہو تو سن لو میرے باغ میں تمھارا داخلہ ناجائز ہے' کیونکہ میں نے تمھیں داخلے کی اجازت نہیں دی۔'' پھر اس بدبخت نے مٹی کی مٹھی بھری اور (نعوذ باللہ) کہا: ''اے محمد خدا کی قسم اگر مجھے معلوم ہوتا کہ یہ مٹی کسی اور کے بجائے تمھارے چہرے پر پڑے گی تو میں ضرور تمھارے چہرے پر دے مارتا۔''

Marfat.com

اس گستاخ کی باتیں سن کر صحابہ کرام کو بہت غصہ آیا' مگر حضور اکرم ﷺ نے کمال تحمل کا مظاہرہ فرمایا اور حکمت کے ساتھ انھیں غصہ پی جانے کا حکم دیا۔ صحابہ اسے قتل کر دینا چاہتے تھے' مگر آپ نے فرمایا: ''اسے چھوڑ دو۔ یہ آنکھوں سے بھی اندھا ہے اور اس کا دل بھی اندھا ہے۔'' اسی دوران میں بنو عبد الاشہل (قبیلہ اوس) کے صحابی سعد بن زید رضی اللہ عنہ جذبات سے مغلوب ہو کر اس اندھے کی طرف بڑھے اور اس کے سر پر کمان دے ماری جس سے اس کا سر پھٹ گیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ آنحضور کی گستاخی برداشت نہ کر سکے۔ (سیرۃ ابن ھشام، القسم الاول، ص ۵۲۳)

عبد اللہ بن اُبی کے الگ ہو جانے کے باوجود بنو حارثہ کے کچھ منافقین اب تک لشکر میں موجود تھے۔ مربع منافق کا سر پھٹ جانے پر وہ مشتعل ہو گئے۔ قبیلہ اوس کے سردار اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ ان لوگوں کو اس سرکشی کا مزہ چکھانا چاہتے تھے' مگر آنحضور ﷺ کی دور رس نگاہیں اس معمولی واقعہ کے بجائے عظیم تر مقاصد پر مرکوز تھیں۔ آپ نے سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کو آنکھوں ہی آنکھوں میں منع فرمایا اور وہ مزاج شناس رسول اشارہ ابرو پاتے ہی خاموش اور پرسکون ہو گئے۔ (ابن ہشام نے اپنی سیرت جلد سوم ص ۱۷ اور طبری نے اپنی تاریخ جلد دوم ص ۵۰۶ پر اس واقعہ کی تفصیلات لکھی ہیں)

منافقین کی خباثتوں اور سازشوں کو جس حکمت کے ساتھ حضور اکرم ﷺ ناکام بنایا کرتے تھے وہ ہر داعی حق کے لیے بہترین نمونہ اور درسِ عبرت ہے۔ جن لوگوں کا نصب العین بلند ہوتا ہے' ان کے عزائم بھی اونچے اور نگاہیں بھی دور رس ہونی چاہییں۔ حضور اکرم ﷺ بہت تھوڑے وقت میں قریب ترین اور آسان ترین راستے سے احد کے میدان میں پہنچ گئے اور جنگی نقطہ نظر سے بہترین جگہ پر فروکش ہو گئے۔ احد کے دامن میں پہاڑ کو اپنی پشت پر رکھ کر آپ نے خیمے نصب کرائے۔ پہاڑ کے ایک درّے پر آپ نے تیر اندازوں کو مقرر فرمایا جن کا تذکرہ آگے ذرا تفصیل سے آئے گا' کیونکہ جنگ کے نتائج پر ان تیر اندازوں کا وجود بہت دور رس اثرات کا حامل تھا اور آنحضور ﷺ اس حقیقت کو بخوبی جانتے تھے۔

Marfat.com

بنو حارثہ اور بنو سلمہ کا معاملہ

عبداللہ بن اُبی کے الگ ہو جانے کا واقعہ اوپر گزر چکا ہے۔ جب منافقین اسلامی لشکر کا ساتھ چھوڑ کر واپس جا رہے تھے' اس وقت قبیلہ خزرج کے ایک سردار حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ نے اتمام حجت کے لیے ان کو اس انحراف سے روکنے اور نصیحت کرنے کی کوشش کی' مگر منافقین پر کوئی اثر نہ ہوا۔ منافقین نے عذر لنگ پیش کرتے ہوئے کہا کہ جنگ نہیں ہو گی۔ یہ تو ایسے ہی نمایش کی جا رہی ہے۔ منافقین کے اس طرزِ عمل کو دیکھ کر بنو حارثہ (قبیلہ اوس) اور بنو سلمہ (قبیلہ خزرج) کے لوگ بھی بددل ہو گئے اور واپس پلٹنے کے متعلق سوچنے لگے' مگر چونکہ یہ لوگ مخلص تھے' اس لیے آنحضور ﷺ کی نصیحت پر اپنی رائے بدل کر ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا۔ ان واقعات کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یوں فرمایا ہے:

وَ مَآ اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَ لِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۶۶﴾ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ نَافَقُوْا ۚۖ وَقِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِ ادْفَعُوْا ؕ قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّا اتَّبَعْنٰكُمْ ؕ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ ۚ يَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُوْنَ ﴿۱۶۷﴾ (آلِ عمران ۳:۱۶۶-۱۶۷)

''جو نقصان لڑائی کے دن تمھیں پہنچا وہ اللہ کے اذن سے تھا اور اس لیے تھا کہ اللہ دیکھ لے تم میں سے مومن کون ہیں اور منافق کون۔ وہ منافق کہ جب ان سے کہا گیا آؤ اللہ کی راہ میں جنگ کرو یا کم از کم (اپنے شہر) کی مدافعت ہی کرو تو کہنے لگے اگر ہمیں علم ہوتا کہ آج جنگ ہو گی تو ہم ضرور تمھارے ساتھ چلتے۔ یہ بات جب وہ کہہ رہے تھے' اس وقت وہ ایمان کی بہ نسبت کفر سے زیادہ قریب تھے۔ وہ اپنی زبانوں سے وہ باتیں کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہوتیں' اور جو کچھ وہ دلوں میں چھپاتے ہیں' اللہ اس کو خوب جانتا ہے۔''

Marfat.com

بنو حارثہ اور بنو سلمہ کی کمزوری کو بھی بیان کیا گیا ہے' مگر ان کے اخلاص اور بعد کے طرزِ عمل کو بیان کر کے ان کو معاف کرنے کا اعلان بھی کر دیا گیا۔ ارشاد فرمایا:

اِذْ هَمَّتْ طَّآىِٕفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ۙ وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ؕ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ (آلِ عمران ۳:۱۲۲)

''یاد کرو جب تم میں سے دو گروہ بزدلی دکھانے پر آمادہ ہو گئے تھے' حالانکہ اللہ ان کی مدد پر موجود تھا اور مومنوں کو اللہ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔''

--❀--❀--❀--

Marfat.com

میدان جنگ میں

پہاڑی درہ اور تیر انداز

میدان اُحد میں پہنچ کر آنحضور ﷺ نے گردو پیش کا جائزہ لیا اور بنظر دقیق دیکھ لیا کہ لشکر کے پچھلی جانب ایک درہ ہے جس کی حفاظت بہت اہم ہے۔ آپ نے اس درے پر پچاس تیر انداز مقرر فرمائے اور حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو ان کا کمانڈر بنا دیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ''میدان جنگ کا نقشہ کچھ بھی ہو تم اپنی جگہ سے ہرگز نہ ہٹنا۔ اگر تم دیکھو کہ میدان جنگ کے اندر ہماری بوٹیاں نوچی جا رہی ہیں تو بھی اپنی جگہ سے نہ ہٹنا یہاں تک کہ میدان جنگ سے تمھیں حکم دیا جائے۔ ہماری پشت کی حفاظت تمھاری ذمہ داری ہے اور جب تک یہ درہ محفوظ رہے گا ہم ہرگز شکست نہیں کھائیں گے۔ ابن ہشام اور ابن کثیر نے یہ واقعہ لکھتے ہوئے بیان کیا ہے کہ آنحضور ﷺ نے یہ احکام دینے کے بعد فرمایا: ''اے اللہ میں ان کے معاملے پر تجھے گواہ بناتا ہوں۔'' (دیکھیے: البداية والنهاية، ابن کثیر، ج ۱ ص ۶۷۲-۶۷۳، سيرة ابن هشام، القسم الثانی، ص ۶۵-۶۶)

میدان جنگ میں میمنہ اور میسرہ پر سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور سیدنا مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ کا تقرر فرمایا گیا' جبکہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ قلب لشکر میں متعین ہوئے اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو خالد بن ولید کے گھوڑسوار دستے پر نظر رکھنے اور بوقت ضرورت مقابلہ کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی۔

حضور پاک ﷺ کا ایمان افروز خطاب

نبی اکرم ﷺ نے جس طرح جنگ بدر میں صحابہ کو جہاد کی ترغیب دیتے ہوئے مختصر اور جامع

Marfat.com

خطاب فرمایا تھا‘ اسی طرح جنگ احد سے قبل آپ نے ایک پرتاثیر خطبہ دیا۔ آپ نے فرمایا: ”میں نے تمھیں ہر وہ عمل بتایا ہے جو تمھیں اللہ تعالیٰ کا تقرب عطا کرنے والا ہو اور ہر اس عمل سے تمھیں روکا ہے جو تمھیں آگ کی طرف لے جانے والا ہو۔ مجھے جبریل امین نے اللہ کا یہ پیغام پہنچایا ہے کہ کوئی متنفس اس وقت تک نہیں مر سکتا جب تک اپنے حصے کا پورا رزق حاصل نہ کر لے۔ پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اچھے طریقے سے رزق تلاش کرو۔ رزق تلاش کرنے میں کبھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے راستے پر نہ چلنا۔ مومن کا دوسرے مومن کے ساتھ وہی تعلق ہے جو سر کا باقی جسم کے ساتھ ہوتا ہے۔ سر میں درد ہو تو پورا جسم اسے محسوس کرتا ہے اور بے خوابی کا شکار ہو جاتا ہے۔“

(سیرت الحلبیہ بحوالہ غزوۂ اُحد از محمد احمد باشمیل ص ۹۵)

سیف رسول ﷺ

رسول اللہ ﷺ نے اپنی تلوار نیام سے نکالی اور صحابہ کے سامنے اسے لہراتے ہوئے فرمایا: ”کون ہے جو مجھ سے میری تلوار لے لے؟“ آپ کا سوال سن کر بہت سے صحابہ دیوانہ وار آپ کی طرف لپکے۔ آپ نے اپنی تلوار پیچھے کھینچتے ہوئے فرمایا: ”کون ہے جو اس تلوار کو حاصل کرنے کے بعد اس کا حق بھی ادا کرے؟“ یہ سن کر دیگر صحابہ تو پیچھے ہٹ گئے کہ معلوم نہیں شمشیر نبوی کا حق ہم سے ادا ہو سکے گا یا نہیں‘ مگر دو صحابہ تلوار حاصل کرنے کے لیے بے تاب تھے۔ یہ تھے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ اور حضرت سماک بن خرشہ المعروف ابودجانہ رضی اللہ عنہ۔ آپ ﷺ نے دونوں کی جانب دیکھا اور تلوار ابودجانہ رضی اللہ عنہ کو عطا فرما دی۔ ابودجانہ رضی اللہ عنہ نے تلوار لیتے ہوئے عرض کیا: ”یارسول اللہ یہ بھی تو بتا دیجیے کہ اس کا حق کیا ہے؟“ آپ نے فرمایا: ”اس کا حق یہ ہے کہ تو اس سے دشمنوں کے گلے کاٹتا چلا جائے‘ یہاں تک کہ کثرت قتال سے یہ ٹیڑھی ہو جائے نیز یہ کہ کسی کمزور اور ضعیف کے خون سے اسے آلودہ نہ کیا جائے۔“

حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ نے تلوار نبوی کو چوما اور اکڑتے ہوئے دشمن کی طرف رخ کیا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کو کسی بندے کا اکڑ کر چلنا پسند نہیں ہے‘ مگر آج ابودجانہ کا اکڑ کر

Marfat.com

چلنا اللہ اور اس کے رسول کو پسند ہے کیونکہ یہ کفر کے مقابلے پر اسلام کی قوت اور شوکت کا مظاہرہ ہے۔" ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے واقعتاً اس تلوار کا حق ادا کیا۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بڑے بہادر اور طاقتور جنگجو تھے اور حضور اکرم کے پھوپھی زاد بھائی بھی تھے۔ انھیں آنحضور ﷺ کی تلوار نہ ملنے کا ملال تھا۔ وہ خود بیان کرتے ہیں کہ میں نے سوچا آج دیکھوں گا' ابو دجانہ رضی اللہ عنہ اس تلوار کا حق کس طرح ادا کرتے ہیں۔ ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے جب دشمن کی صفوں کو چیرا اور کشتوں کے پشتے لگائے تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ پکار اٹھے: "بخدا اس تلوار کا وہی حق دار تھا۔" روایات میں آتا ہے کہ حضرت ابو دجانہ مردوں کی صفیں چیرتے ہوئے اور جوان مردوں کو قتل کرتے ہوئے اس جگہ پر پہنچ گئے جہاں ہند بن عتبہ اپنی ہم نشین خواتین کے ساتھ رزمیہ شعر گا رہی تھی۔ انھوں نے اپنی تلوار ہند کی گردن پر رکھ دی۔ ہند کی چیخ نکل گئی اور حضرت ابو دجانہ نے اسے زخمی کیے بغیر اپنی تلوار اٹھالی۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ تم نے اسے قتل کیوں نہ کر ڈالا' تو فرمایا: "ایک تو اس لیے کہ یہ آنحضور ﷺ کی تلوار تھی اور میں نہیں چاہتا تھا کہ کسی عورت کے خون سے آلودہ ہو جائے اور دوسرے جب میں نے اس کی گردن پر تلوار رکھی تو اس نے بے بسی سے چیخ ماری جس کے جواب میں کوئی قریشی جوان مرد اس کی مدد کے لیے نہ آیا۔ میں نے سوچا کہ ایسی بے چارگی کی حالت میں اس بے بس کو کیا قتل کرنا۔"

ابھی ہند کا ذکر آپ نے پڑھا۔ یہ میدان جنگ میں جو رجزیہ شعر پڑھ رہی تھی ان میں سے چند ایک ذیل میں دیے جا رہے ہیں:

نَحنُ بَنَاتُ طَارِقِ
نَمشِیْ عَلٰی النَّمَارِقِ

ہم ان سرداروں کی بیٹیاں ہیں جو آسمان کے ستاروں کی طرح بلند مرتبہ ہیں۔ ہم ناز پروردہ ہیں اور قیمتی قالینوں پر چلتی ہیں۔

مَشْیَ الْقَطَا الْبَوَارِقِ
اَلْمِسْکُ فِی الْمَفَارِقِ

Marfat.com

ہمارے چلنے کا انداز شتر مرغ کی طرح شاہانہ یا تیتر کی طرح نازک اندام ہوتا ہے جس کی چمک دمک سے آنکھیں خیرہ ہوتی ہیں۔ ہماری مانگ میں مشک کی خوشبو رچی بسی رہتی ہے۔

وَالدُّرُّ فِی الْمَخَانِقِ

اور ہماری گردنوں میں موتیوں کے قیمتی ہار ہیں۔

اِنْ تُقْبِلُوْ نُعَانِقِ

وَنُفَرِّشُ النَّمَارِقِ

اگر تم آگے بڑھ کر دشمن پر حملہ کرو گے تو ہم تمھیں گلے لگائیں گی اور تمھارے لیے قالین بچھائیں گی۔

اَوْتُدْ بِرُوْا نُفَارِقِ

فِرَاقٌ غَیْرَ وَامِقِ

اگر تم نے پیٹھ پھیری تو یاد رکھو ہم تمھارے ساتھ قطع تعلق کرلیں گی۔ یہ ایسی قطع تعلقی ہوگی کہ گویا ہم تم سے کبھی آشنا ہی نہ تھیں۔ (سیرة ابن ھشام، القسم الثانی، ص٦٦-٦٩)

یہ چھوٹے چھوٹے مصرعے گیت کے انداز میں کہے گئے ہیں۔ اگرچہ ان کے اندر فصاحت اور بلاغت کا اعلیٰ نمونہ جو عربی شاعری اور قدیم جاہلی شعرا کا طرہ امتیاز تھا بدرجہ اتم نظر نہیں آتا' مگر اس میں شک نہیں کہ صوتی ہم آہنگی کے لحاظ سے یہ خاصے کا کلام ہے۔ پھر ان اشعار میں رزمیہ رنگ پایا جاتا ہے اور جب مردان جنگی کے سامنے سریلی آواز میں قریش کی معزز خواتین نے یک زبان یہ رزمیہ ترانے گائے ہوں گے تو بلا شبہ ایک سماں بندھ گیا ہوگا' جوانوں کی رگوں میں خون نے جوش مارا ہوگا اور انھوں نے آگے بڑھنے کا فیصلہ کیا ہوگا۔ یہ اشعار تقریباً تمام تاریخی کتب میں مذکور ہیں۔

Marfat.com

جنگ سے قبل کفار کی چالیں

اُحد کے میدان میں کافروں نے بھی صفیں بنالی تھیں۔اس کے برعکس بدر کے میدان میں مسلمان تو صف بستہ تھے' جبکہ کافر غیر منظم طریقے سے لڑے تھے۔قریش کا علمبردار طلحہ بن ابی طلحہ بڑا بہادر جنگجو تھا۔وہ مسلمانوں کی طرف بڑھا اور قریش کی فوج بھی اس کے پیچھے حرکت میں آ گئی۔ اس موقع پر ابوسفیان نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ''جنگ سے پہلے ایک چال چلنی چاہیے'' چنانچہ اس نے انصار کے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا: ''اے اہل یثرب ہمیں تمھارے ساتھ کوئی دشمنی نہیں نہ ہی ہم تمھیں قتل کرنا چاہتے ہیں۔تم لوگ اپنے گھروں کو بسلامت چلے جاؤ اور ہمیں اپنے چچازاد سے معاملہ نمٹا لینے دو۔'' یہ سن کر انصار نے جوش ایمانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ابوسفیان کو کھری کھری سنائیں اور کہا کہ ''اے دشمنِ خدا ہمارا سب کچھ اللہ کے رسول پر قربان ہے۔''

ابو عامر فاسق

قریش کی صفوں میں مدینہ کا ایک سردار بھی تھا جو بنو اوس سے تعلق رکھتا تھا۔اس نے عیسائیت قبول کر لی تھی اور مدینہ میں ابو عامر راہب کے نام سے معروف تھا۔اس کا اصلی نام عبد عمرو بن صیفی تھا۔اس نے مدینہ میں آنحضور ﷺ کی مخالفت شروع کی' مگر قبیلہ کے رئیس اعظم سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے سامنے اس کا چراغ نہیں جل سکتا تھا لہٰذا وہ اسلام دشمنی کی آگ میں جلتا ہوا اپنے پچاس ساتھیوں سمیت مدینہ سے مکہ چلا گیا۔میدان احد میں اس نے اپنے قبیلے کے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا: ''اے بنی اوس میں تمھارا بھائی ابو عامر راہب ہوں۔'' ابھی وہ اتنا ہی کہہ پایا تھا کہ بنو اوس کے لوگ یک زبان بول اٹھے: ''اے دشمن خدا تو کہاں کا راہب ہے تو تو فاسق ہے۔ نہ تو ہمارا بھائی ہے' نہ ہم تیری کوئی بات سننا چاہتے ہیں۔'' ابو عامر فاسق نے قریش کے لوگوں کو بڑے سبز باغ دکھائے تھے۔اس نے انھیں یقین دلایا تھا کہ بنی اوس تو مجھے دیکھتے ہی محمد (ﷺ) کا ساتھ چھوڑ کر ہمارے ساتھ آملیں گے اور اگر ہمارے ساتھ نہ بھی آ ملے تو اس کا ساتھ چھوڑ کر لازماً اپنے گھروں کو چلے جائیں گے۔اب بنو اوس کا جواب سن کر کھسیانا ہو گیا اور کہا: ''میرے بعد ان

Marfat.com

لوگوں کا مزاج بگڑ گیا ہے اور اخلاق بھی تباہ ہو گئے ہیں۔"

یہی ابو عامر فاسق مدینہ منورہ میں مسجد ضرار کا منصوبہ ساز تھا اور اسی نے میدان احد میں گڑھے کھدوا کر انھیں گھاس سے ڈھک دیا تھا۔ انھی خبیث گڑھوں میں سے ایک گڑھے میں آنحضور ﷺ جنگ کے دوران میں زخمی ہو کر گر پڑے تھے۔ اللہ کی قدرت بھی عجیب ہے۔ اسی بدبخت انسان کا بیٹا حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ اسلامی فوجوں میں شامل تھا۔ سیدنا حنظلہ رضی اللہ عنہ کی بہادری اور شہادت کا واقعہ آگے آ رہا ہے۔

قریش کی سازشوں کے ناکام ہو جانے کے بعد دونوں لشکر لڑائی کے لیے تیار تھے۔ قریش کا علمبردار طلحہ بن ابی طلحہ جھنڈے کو لہراتا ہوا جب آگے بڑھا تو اس کے بھائیوں اور بیٹوں نے اس کے گرد گھیرا بنا لیا۔ بنو عبدالدار کا شاعر بلند آواز سے پکارا:

اِنَّ عَلٰی اَھْلِ اللِّوَاءِ حَقًّا
اَنْ تُخْضَبَ الصَّعْدَۃُ اَوْ تُنْدَقَا

علمبرداروں کا فرض ہے کہ نیزے کو خون سے رنگ دیں یا کثرت قتال سے نیزہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔ (سیرۃ ابن ھشام، القسم الثانی، ص۷۶-۷۷)

حواری رسول ﷺ

کافروں کی صفوں میں سے ایک اونٹ سوار آگے بڑھ کر للکارا آؤ میرا مقابلہ کرو۔ وہ بڑا خطرناک جنگجو تھا اور اس کے پاس جارحانہ اسلحے کے علاوہ زبردست دفاعی ساز و سامان بھی تھا۔ اس نے تین مرتبہ مبارزت کے لیے پکارا، مگر کوئی شخص آگے نہ بڑھا۔ اس موقع پر نبی ﷺ نے خود ارادہ فرمایا کہ اس کا مقابلہ کریں، مگر قبل اس کے کہ آپ اس ارادے کا اظہار فرماتے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے لشکر سے نکلے اور شیر کی سی پھرتی کے ساتھ چھلانگ لگا کر شتر سوار کافر کے پیچھے اس کے اونٹ پر چڑھ گئے۔ اب دونوں آپس میں گتھم گتھا ہو گئے۔ آنحضور بھی یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: "ان دونوں میں سے جس کا جسم بھی پہلے زمین کو آ لگا وہی قتل

Marfat.com

ہوگا۔" چنانچہ دیکھتے ہی دیکھتے وہ کافر زمین پر آ گرا اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اس کے اوپر آ گرے اور اس کا گلا کاٹ دیا۔ یہ منظر دیکھ کر تمام صحابہ کرام اور حضور اکرم ﷺ بہت خوش ہوئے۔ اسی موقع پر حضور ﷺ نے فرطِ مسرت سے فرمایا: "ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر رضی اللہ عنہ ہے۔" پھر آپ نے ارشاد فرمایا: "اگر زبیر اس کے مقابلے پر نہ نکلتا تو میں خود اس کا مقابلہ کرتا۔"

طلحہ بن ابی طلحہ بھی کفار کی صفوں سے نکل کر آیا اور مبارزت طلب کی۔ اس کی جانب کوئی شخص نہ بڑھا تو اس نے تمسخر کے انداز میں کہا: "اے محمد (ﷺ) کے ساتھیو تمھارا خیال ہے کہ تمھارے مقتول جنت میں جاتے ہیں اور ہمارے دوزخ میں۔ تو آؤ یا مجھے دوزخ میں بھیجو یا خود میرے ہاتھوں جنت میں چلے جاؤ۔ لات اور عزیٰ کی قسم! تمھارے دعوے جھوٹے ہیں ورنہ تم موت سے نہ ڈرتے۔" وہ یہ ڈینگیں مار ہی رہا تھا کہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اس کی جانب لپکے۔ دونوں فوجوں کے درمیان دونوں جنگجو اپنی بہادری اور مہارت کے کرتب دکھاتے رہے۔ بالآخر شیرِ خدا نے دشمنِ خدا کو قتل کر دیا۔ طلحہ کے قتل پر آنحضور ﷺ نے خوشی سے تکبیر کا نعرہ بلند فرمایا اور کہا: "یہی مینڈھا تھا جسے میں نے خواب میں دیکھا تھا۔"

طلحہ کے قتل کے بعد اس کے بھائی عثمان بن ابی طلحہ نے جھنڈا اٹھا لیا۔ اس کا مقابلہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے تلوار کا ایسا ہاتھ مارا کہ کافر کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ اسی موقع پر حضرت حمزہ نے کہا تھا: "میں ساقی حجاج کا بیٹا ہوں۔"

طلحہ اور اس کے بھائی عثمان کے قتل کے بعد ان کا تیسرا بھائی ابوسعید بن ابی طلحہ عَلَم اٹھا کر آگے بڑھا، مگر جلد ہی وہ بھی اپنے بھائیوں کے پیچھے پیچھے جہنم رسید ہو گیا۔ سعد بن ابی وقاص نے اس پر ایسا تیر پھینکا جس نے اس کے گلے کو چھید ڈالا۔ بنو عبدالدار کا چوتھا علمبردار ان کے مقتولِ اول طلحہ بن ابی طلحہ کا بیٹا مسافع بن طلحہ تھا۔ یہ بھی اپنے باپ کی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں قتل ہوا۔ بنو عبدالدار کا کمال ہے کہ وہ کٹتے رہے، مگر علم اٹھانے کے لیے آگے بڑھتے رہے۔ مسافع کے قتل کے بعد حارث بن طلحہ نے جھنڈا اٹھایا جسے حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ نے تیر مار کر زخمی کیا

Marfat.com

تو اس نے اپنی ماں سلافہ کی گود میں سر رکھ کر جان دے دی۔ ایک روایت کے مطابق مسافع بن طلحہ کو بھی حضرت عاصم ہی نے قتل کیا تھا' اسی لیے ان دونوں کی ماں سلافہ نے قسم کھائی تھی کہ وہ ان (عاصم) کے سر کی کھوپڑی میں شراب پیے گی۔ اس نے اعلان کیا تھا کہ جو بھی عاصم بن ثابت کا سر کاٹ لائے گا اسے ایک سو اونٹ انعام دیا جائے گا۔

مسافع اور حارث دونوں بھائیوں کے قتل کے بعد ان کے بھائی کلاب بن طلحہ نے علم اٹھایا۔ اسے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے اور بعض روایات کے مطابق قزمان نے قتل کر دیا۔ اب ان کا چوتھا بھائی جلاس بن طلحہ آگے بڑھا اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں تہ تیغ ہو گیا۔ ان سب سورماؤں کے قتل کے بعد ارطاۃ بن شرحبیل نے علم اٹھا لیا۔ اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ یا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے قتل کر دیا۔ اس کے بعد شریح بن قارظ علمبردار بنا' مگر جلد ہی کسی صحابی کے ہاتھوں وہ بھی قتل ہو گیا۔ اس کے بعد ابوزید بن عمرو اور ابن شرحبیل بن ہاشم نے یکے بعد دیگرے تھوڑی تھوڑی دیر کے لیے جھنڈا بلند کیا' مگر دونوں کو قزمان نے قتل کر دیا۔ بنو عبدالدار کے سب سپوت لات وعزیٰ کے جھنڈے پر اپنی جانیں نچھاور کر چکے تو ان کے ایک غلام صواب نے جھنڈا اٹھایا۔ یہ حبشی غلام بھی بہادری کی بہترین مثال پیش کر کے اپنے آقاؤں سے جا ملا۔ اس نے جس ہاتھ میں جھنڈا پکڑ رکھا تھا وہ بازو کٹ گیا تو اس نے دوسرے ہاتھ میں پکڑ لیا۔ وہ بازو بھی کٹ گیا تو اس نے جھنڈے کو کٹے ہوئے بازوؤں سے سینے سے لگا لیا۔ جب زخمی ہو کر گرا تو بھی اپنی گردن اور سینے سے جھنڈے کو بلند کرنے کی کوشش کی۔ اسے قزمان نے زخمی کیا اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔

اب کافروں کے حوصلے پست ہو گئے تھے اور مسلمان ان پر بڑھ بڑھ کر حملے کر رہے تھے۔ اس دوران میں قریش کے گھڑسوار دستے تین بار مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے' مگر ہر مرتبہ درے پر متعین تیر انداز بلندی سے گھوڑوں پر تیروں کی بوچھاڑ کر دیتے اور انھیں پسپائی اختیار کرنا پڑتی۔ ان حملوں کے دوران میں گھوڑسواروں کے کمانڈر خالد بن ولید نے درے کی اہمیت اور اس پر تیر

Marfat.com

اندازوں کی موجودگی کو اچھی طرح سمجھ لیا تھا۔ یہ درّہ اس جنگ میں بہت زیادہ اہمیت کا حامل تھا۔ اسی درّے سے قریش کے گھڑ سوار دستوں نے آخر مسلمانوں پر حملہ کر کے ان کے لیے سخت مشکلات پیدا کر دی تھیں۔ (دیکھیے تفصیلات: سیرة ابن هشام، القسم الثانی، ص۷۶-۸۱، البدایة والنهایة، ابن کثیر، ج ۱، ص ۶۷۱-۶۸۷)

--❀--❀--❀--

Marfat.com

جانوں کے نذرانے اور درجات کی بلندی

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت

میدان جنگ میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جس جانب نکلتے دشمنوں کی صفیں الٹ دیتے۔ وہ دونوں ہاتھوں میں تلوار لیے محو پیکار تھے۔ ارطاۃ بن شرحبیل کو قتل کرنے کے بعد سباع بن عبد العزیٰ غبشانی ان کے سامنے آیا۔ یہ شخص بڑا بہادر تھا اور ابو نیار کی کنیت سے معروف تھا۔ اس کی والدہ ام انمار مکہ میں عورتوں کے ختنے کیا کرتی تھی۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اسے پکار کر کہا: ''او ختنے کرنے والی کے بیٹے کہاں جاتا ہے؟ ادھر آ ذرا دو دو ہاتھ کر لیں۔'' یہ سن کر وہ بھی ہنکارتا ہوا آپ کی جانب بڑھا۔ دونوں بہادر بھی تھے اور جنگ کے رموز واسرار سے واقف بھی' چنانچہ دونوں ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے ایسا کاری وار کیا کہ ابو نیار ڈھیر ہو گیا۔

جیسا کہ جنگ بدر کے حالات میں گزر چکا ہے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں اس جنگ میں قریش کے معزز گھرانوں کے بہت ذی وقار سردار موت کے گھاٹ اتر گئے تھے۔ قریش کے ان مقتولین کے اعزہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے خلاف آتش انتقام میں جل بھن رہے تھے۔ مکہ سے چلتے ہوئے جبیر بن مطعم نے اپنے حبشی غلام وحشی بن حرب سے مخاطب ہو کر کہا: ''تم اگر جنگ میں حمزہ بن عبد المطلب کو قتل کر دو تو تمھیں آزاد کر دیا جائے گا۔'' جبیر بن مطعم بن عدی کا بہادر اور نامور چچا طعیمہ بن عدی جنگ بدر میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں قتل ہوا تھا۔ وحشی کو اس کے آقا کے علاوہ قریش کے بہت سے دیگر سرداروں نے بھی انعام کا لالچ دیا تھا۔ خاص طور پر سالار لشکر ابو سفیان کی بیوی ہند بنت عتبہ نے وحشی کو یہ کارنامہ سرانجام دینے کی ترغیب دلائی تھی۔ مکہ سے چلنے کے وقت سے لے کر حضرت حمزہ کی شہادت تک جب بھی ہند کو وحشی نظر آتا اس سے کہتی: ''اے وحشی تو

Marfat.com

ہمارا سینہ ٹھنڈا کر ہم تیرا دل خوش کر دیں گے۔''

وحشی، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے مقابلے پر آنے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا، مگر اس کے پاس ایک ایسا فن تھا جس پر اعتماد کرتے ہوئے اس نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کی ہامی بھر لی۔ وہ دور سے نشانہ باندھ کر اس مہارت سے نیزہ یا خنجر پھینکتا تھا کہ اس کا نشانہ کم ہی خطا ہوتا تھا۔ وحشی جنگ کے دوران میں مسلسل حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی تاک میں رہا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ زرہ نہیں پہنتے تھے۔ جب انھوں نے سباع بن عبدالعزیٰ کو قتل کیا تو اس کے بعد ان کا پاؤں پھسلا اور وہ گر گئے۔ جب وہ اٹھنے لگے تو پتھر کی اوٹ سے وحشی نے نیزہ پھینکا جو ان کی ناف کے نیچے والے حصہ پر لگا اور ران کے جسم سے پار ہو گیا۔ انھوں نے اپنے قاتل کو دیکھ لیا، زخم کھا کر وہ لڑکھڑائے اور گر پڑے اس کے باوجود ہمت کر کے اٹھے اور اپنے قاتل کی طرف بڑھنا چاہا، مگر پھر وہ گر گئے اور شہید ہو گئے۔ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت پر کفار نے بے پناہ خوشیاں منائیں۔

ہند نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش کا مثلہ کیا، ناک اور کان کاٹ لیے، پیٹ چاک کر کے جگر اور کلیجہ نکال لیا۔ جگر کے ٹکڑے چبانا چاہے، مگر نگل نہ سکی۔ ناک کان اور دیگر اعضائے جسم کا ہار پرو کر گلے میں ڈال لیا۔ وہ خوشی سے جھوم اٹھی اور اس نے فی البدیہہ اشعار کہے:

نَحْنُ جَزَيْنَاكُمْ بِيَوْمِ بَدْرٍ
وَالْحَرْبُ بَعْدَ الْحَرْبِ ذَاتُ سُعُرٍ

ہم نے تم سے یوم بدر کا بدلہ لے لیا ہے اور ایک جنگ کے بعد دوسری جنگ کے شعلے تو بھڑکتے ہی ہیں۔

مَا كَانَ لِيْ عَنْ عُتْبَةَ مِنْ صَبْرٍ
وَلَا اَخِيْ وَ عَمِّهٖ وَبَكْرٍ

مجھے اپنے باپ عتبہ کے قتل پر اور اپنے بھائی ولید اور چچا شیبہ اور بیٹے بکر (مراد ہے حنظلہ) کی جدائی پر صبر اور چین نہیں آتا تھا۔

Marfat.com

شَفَيْتُ نَفْسِي وَقَضَيْتُ نَذْرِيْ
شَفَيْتَ وَحْشِيْ غَلِيْلَ صَدْرِيْ

آج میرا دل مطمئن ہوگیا ہے اور میں نے اپنی مانی ہوئی نذر پوری کرلی ہے۔ اے وحشی تو نے میرے سینے کا غم دور کر دیا ہے اور میرے دکھوں کا مداوا مہیا کر دیا ہے۔

فَشُكْرُ وَحْشِيْ عَلَيَّ عُمْرِيْ
حَتّٰى تَرِمُّ اَعْظُمِيْ فِيْ قَبْرِيْ

پس وحشی کے احسان کا شکر ساری عمر کے لیے میرے اوپر واجب ہوگیا ہے۔ میں یہ شکر ہمیشہ ادا کرتی رہوں گی۔ یہاں تک کہ میری ہڈیاں میری قبر میں گل سڑ جائیں گی۔

ہند بنت عتبہ کے ان اشعار کا جواب اس کی ہم نام صحابیہ حضرت ہند بنت اثاثہ بن عباد بن المطلب نے دیا جن کا ذکر ابن ہشام نے اپنی تاریخ میں کیا ہے۔ اس کے اشعار میں سے پہلا شعر ہے:

خُزِيْتِ فِيْ بَدْرٍ وَبَعْدَ بَدْرٍ
يَا بِنْتَ وَقَّاعٍ عَظِيْمِ الْكُفْرِ

تو بدر میں بھی ذلیل و رسوا ہوئی اور بدر کے بعد بھی ذلت ہی ذلت تیرا مقدر ہے۔ اے بہت غیبت کرنے والے بڑے کافر کی بیٹی۔

اللہ اللہ! یہ مقام بلند

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت تاریخ انسانی کے ان واقعات میں سے ہے جن کو کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ اس واقعہ میں جہاں ایک جانب بغض اور کینے کی بدترین مثال اور سنگ دلی و شقاوت کا بدترین نمونہ نظر آتا ہے وہیں دوسری جانب صبر و استقامت اور تقویٰ و عزیمت بھی پوری عظمت کے ساتھ جلوہ افروز ہے۔ جنگ کے بعد جب آنحضور ﷺ نے اپنے عظیم چچا کی لاش

Marfat.com

کے ٹکڑے میدان میں بکھرے ہوئے دیکھے تو آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔فرطِ غم سے آپ ایسے بے قرار ہوئے کہ تمام صحابہ بھی رونے لگے۔آپ نے اپنے شہید چچا کی لاش سے مخاطب ہو کر فرمایا: ''اللہ کی رحمت تمھارے اوپر سایہ فگن ہو'تم رشتہ داروں کا بہت خیال رکھتے تھے اور ہر کارِ خیر میں سبقت لے جاتے تھے۔اگر مجھے صفیہ کے غم و رنج کا خیال نہ ہوتا تو میں تمھارے جسم کے ٹکڑے یونہی میدان میں چھوڑ دیتا تا کہ انھیں درندے اور پرندے کھا جائیں اور تم قیامت کے دن انھی کے پیٹ سے اٹھائے جاؤ۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''خدا کی قسم میں تمھارے بدلے میں کفار کے ستر آدمیوں کا مثلہ کروں گا۔''

روایات میں آتا ہے کہ آنحضور ﷺ کے اس ارادے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو وحی کے ذریعے تذکیر کی گئی کہ یہ درست نہیں ہے۔''اور اگر تم سزا دو تو ویسی ہی سزا دو جیسی تمھیں اذیت پہنچائی گئی۔اور اگر تم صبر کرو تو بلاشبہ صبر کرنے والوں کے لیے صبر ہی اچھا ہے'اور تم صبر کرو اور تمھارا صبر کرنا خاص اللہ ہی کی توفیق سے ہے۔ان لوگوں کی حرکات پر رنج نہ کرو نہ ان کی چالبازیوں پر دل تنگ ہو۔اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ سے کام لیتے ہیں اور احسان پر عمل پیرا رہتے ہیں۔'' (سورۃ النحل آیات ۱۲۶-۱۲۸) علامہ ابن کثیر اور امام محمد بن احمد القرطبی نے اپنی تفسیروں میں ان آیات کی شانِ نزول اسی واقعہ کو بیان کیا ہے۔روایات سے پتہ چلتا ہے کہ اس حکم ربانی کے بعد آپؐ نے یہ ارادہ ترک کر دیا اور قسم کا کفارہ ادا فرمایا۔نہ صرف یہ بلکہ آپؐ نے مثلے سے سختی کے ساتھ منع فرما دیا اور حکم ہوا کہ ''مثلہ ہرگز نہ کرنا حتّٰی کہ باؤلے کتے کا بھی۔''

حضور اکرم ﷺ کا دل سخت غمگین تھا۔اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے صبر کی تلقین بھی کی اور آپ ﷺ کے زخم پر مرہم بھی رکھا۔آپ نے ارشاد فرمایا: ''مجھے جبریل امین نے خوشخبری سنائی ہے کہ حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کو ساتوں آسمانوں پر (اور جنت الفردوس میں) اسد اللہ و اسد رسولہ لکھ دیا گیا ہے۔''

عزیمت کا نمونہ

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بہن اور حضور ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہ بنت عبد المطلب رضی اللہ عنہا جنگ

Marfat.com

کی خبر سننے کے بعد مدینہ منورہ سے احد کی طرف روانہ ہوئیں۔ جب حضور ﷺ کو پتہ چلا تو آپ ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ انھیں میدان جنگ سے دور ہی روک لیں اور مدینہ واپس لے جائیں' کیونکہ اگر وہ اپنے بھائی کی مثلہ شدہ لاش کو دیکھیں گی تو صبر کا بندھن ٹوٹ جائے گا۔ جب ان کے بیٹے نے انھیں واپس جانے کے لیے کہا تو انھوں نے فرمایا: ''میں اپنے بھائی کے بارے میں ساری خبر سن چکی ہوں۔ میں جانتی ہوں کہ یہ اللہ کی راہ میں دی گئی قربانی ہے۔ میں جاہلیت کے طور طریقوں سے متنفر ہوں۔ میں نہ بین کروں گی اور نہ گریبان پھاڑوں گی۔'' چنانچہ آنحضور ﷺ نے انھیں میدان میں آنے کی اجازت دے دی۔ جب عزیز بھائی کے جسم کے ٹکڑے بکھرے ہوئے دیکھے تو آنکھوں سے اشکوں کا سیل رواں جاری ہوگیا' مگر زبان سے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ کے الفاظ ہی بار بار نکلے۔ پھر اللہ تعالیٰ سے التجا کی: ''اے اللہ یہ قربانی تیری راہ میں دی گئی ہے تو اسے قبول فرمالے۔'' اس کے بعد حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کے حکم سے واپس مدینہ چلی گئیں۔

سید الشہدا کا جنازہ

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے جسم کے ٹکڑوں کو جمع کیا گیا اور کفن پہنا کر جنازے کے لیے صفوں کے سامنے رکھ دیا گیا۔ حضرت صفیہ نے جاتے ہوئے زبیر کو دو چادریں دی تھیں اور فرمایا تھا: ''اپنے ماموں کو ان میں دفنا دینا۔'' حضرت زبیر نے دیکھا کہ ایک انصاری صحابی شہید ہوگئے تھے جن کے جسم پر معمولی کپڑے تھے۔ انھوں نے ایک چادر میں اپنے ماموں کو کفنا دیا اور دوسری چادر سے انصاری صحابی کو کفن پہنا دیا۔ ایک روایت کے مطابق سب شہدا کا جنازہ ایک ساتھ ہی پڑھا گیا جبکہ ایک دوسری روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ آنحضور ﷺ نے سب سے پہلے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا جنازہ پڑھایا پھر ہر شہید کو باری باری لایا جاتا اور حضرت حمزہ کے سامنے رکھ دیا جاتا اور ہر ایک کی نماز جنازہ آنحضور ﷺ کی اقتدا میں پڑھی جاتی۔ اسی طرح حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا جنازہ ستر مرتبہ پڑھا گیا۔ صحابہ کو اجتماعی قبروں میں دفن کیا گیا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو ان کے بھانجے عبداللہ بن

Marfat.com

جحش رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک قبر میں دفن کیا گیا۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ ہی دفن کیے گئے تھے۔

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے چچا ہونے کے علاوہ آپ کے رضاعی بھائی بھی تھے۔ ثُوَیبہ نے آپ ﷺ کو دودھ پلایا تھا اور حضرت حمزہ اور حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بن عبدالاسد نے بھی ان کا دودھ پیا تھا۔ ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آنحضور ﷺ سے عرض کیا کہ آپ حضرت حمزہ کی بیٹی امامہ بنت حمزہ سے شادی کرلیں۔ آپ نے فرمایا: ''اس سے میرا نکاح کیسے ہوسکتا ہے۔ وہ میرے دودھ شریک بھائی کی بیٹی ہے۔'' (ہمارے ہاں ثُوَیبہ کو لوگ ثوبیہ کہتے ہیں۔ یہ غلط العام ہے۔ ثوبیہ کوئی نام نہیں ثُوَیبہ درست نام ہے۔) (البدایة والنهایة، ج ۱، ص ۶۸۸-۶۹۰)

حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی شہادت

میدان احد میں بہت سے قیمتی صحابہ رتبہ شہادت پر فائز ہوئے۔ ان میں سے ہر ایک کا مقام بلند اور نام روشن ہے۔ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی زندگی بھی قابل رشک تھی اور ان کی شہادت بھی ہمیشہ کے لیے یادگار بن گئی۔ یہ آنحضور ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔ ان کی والدہ امیمہ بنت عبدالمطلب حضور ﷺ کے والد گرامی قدر عبداللہ بن عبدالمطلب کی حقیقی بہن تھیں۔ حضرت عبداللہ ام المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے بھائی تھے۔ اس طرح ان کی آنحضور ﷺ سے دوہری رشتہ داری تھی۔ وہ بڑے بہادر اور اسلام کے جانثار تھے۔ اس سے قبل سریات میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔ سب سے پہلا مالِ غنیمت وہی مدینہ لائے تھے۔ جنگ احد سے پہلی رات حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ اپنے یار حمیم سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھے باتیں کررہے تھے۔ جنگ کے بارے میں دونوں پرجوش تھے۔ دوران گفتگو میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: ''عبداللہ آؤ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں، پہلے میں دعا مانگتا ہوں تم آمین کہنا، پھر تم دعا مانگنا میں آمین کہوں گا۔'' حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے یوں دعا مانگی: ''اے اللہ کل جب معرکہ کارزار گرم ہو تو کسی طاقتور دشمن کو میرے مقابلے پر بھیجنا۔ میں اس پر حملہ کروں اور وہ مجھ پر حملہ کرے۔ پھر مجھے ہمت

Marfat.com

اور توفیق عطا فرمانا کہ میں اس پر غالب آؤں اور اسے قتل کر دوں۔'' حضرت عبداللہ نے اپنے بھائی کی دعا پر آمین کہا۔ پھر انھوں نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور اللہ تعالیٰ سے التجا کی: ''اے مولائے کریم میرے مقابلے پر سخت اور ماہر جنگجو بھیجنا۔ اس سے مقابلے کے دوران میں بھی زور لگاؤں اور وہ بھی قوت آزمائے۔ پھر میں تیری راہ میں قتل ہو جاؤں میرا دشمن میری ناک اور کان کاٹ لے۔ جب میں تیرے دربار میں حاضری دوں تو' تو مجھ سے پوچھے: ''اے عبداللہ! تیری ناک اور کان کیا ہوئے؟'' تو میں جواب دوں'' تیری اور تیرے رسول کی محبت پر قربان کر دیے جس پر تو فرمائے: ''صدقت'' اے عبداللہ! تو نے سچ کہا۔'' سعد نے اپنے بھائی کی دعا سنی اور اس پر آمین کہا۔

دونوں دعائیں اپنی جگہ عظیم ہیں۔ دونوں ہی قبول ہوئیں۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے میدان احد میں بڑے بڑے سورماؤں کو تہہ تیغ کیا۔ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ بھی بہادری سے لڑے۔ قتال کے دوران میں ان کی تلوار ٹوٹ گئی تھی۔ ان کے مقابلے پر بنو ثقیف کا مشہور جنگجو، ابوالحکم بن اخنس آیا۔ دونوں نے ایک دوسرے کا خوب مقابلہ کیا۔ بالآخر حضرت عبداللہ دشمن کی تلوار کا کاری وار سہنے کے بعد راہ خدا میں شہید ہو گئے۔ اس وقت ان کی عمر چالیس برس کے قریب تھی۔

تمنا کس طرح پوری ہوتی ہے

ہند نے جب حضرت حمزہ کی لاش کا مثلہ کیا تو قریب ہی حضرت عبداللہ بن جحش کا جسد خاکی نظر آیا۔ ہند ان کے قریب کھڑی ہو گئی اور کہا: ''اگرچہ اس خوبرو نوجوان سے مجھے کوئی مخاصمت نہیں، مگر یہ ہے تو حمزہ رضی اللہ عنہ کا بھانجا۔'' یہ کہہ کر اس نے ان کی ناک اور کان بھی کاٹ لیے۔ جب شہدا کے اجسام مطہرہ کو اکٹھا کیا جانے لگا' تو حضرت سعد بن ابی وقاص اپنے دوست عبداللہ کی لاش کے پاس آئے اور اشک بار آنکھوں سے کہا: ''اے عبداللہ! اللہ تجھ سے راضی ہو۔ بخدا تیری دعا میری دعا سے بہتر تھی۔'' سعد بن ابی وقاص جنھیں ہر جنگ میں کارہائے نمایاں سرانجام دینے'

Marfat.com

ایران کو فتح کرنے اور مدائن اور قادسیہ کا ہیرو ہونے کا شرف حاصل ہے، زندگی کے آخری ایام میں اس واقعہ کو یاد کرتے تھے اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی تعریف فرماتے ہوئے کہتے تھے'' یہی میری زندگی کا یادگار واقعہ ہے۔ میرے بھائی کی دعا میری دعا سے بہتر تھی اور اس کا انجام میرے انجام سے بہتر!''

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ صحابہ کے درمیان بہت بڑا مقام رکھتے تھے۔ وہ مکہ میں شہزادوں کی سی زندگی گزارتے تھے۔ اسلام کی خاطر انھوں نے شہزادگی چھوڑ کر فقر و فاقہ کی زندگی اپنالی۔ ان کی شان سکندری کو دیکھ کر دنیا والے رشک کرتے تھے، مگر ان کی شان قلندری کا رنگ ہی اور تھا۔ اس پر آسمان والوں کو بھی رشک تھا۔ وہ بہترین معلم، کامیاب مبلغ، صائب الرائے مشیر اور بہادر جنگجو تھے۔ بدر میں بھی وہ حق کے علمبردار تھے اور احد میں بھی جھنڈا ان کے ہاتھ میں تھا۔ ان کے دونوں بازو جنگ میں کٹ گئے، مگر جھنڈے کو سرنگوں نہ ہونے دیا۔ یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ ان کی شہادت کے بعد آنحضور ﷺ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ جھنڈے کو سر بلند رکھیں۔ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کو ابن قمیہ لیثی نے شہید کیا۔ چونکہ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ شکل و صورت میں آنحضور ﷺ کے ساتھ مشابہت رکھتے تھے، اس لیے ان کی شہادت پر ابن قمیہ نے شور مچا دیا تھا کہ محمد قتل ہو گئے ہیں۔ شہادت کے وقت حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کی عمر بھی چالیس برس کے قریب تھی۔

رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کی زندگی میں بھی اور ان کی شہادت کے بعد بھی ان کی ناز و نعمت میں گزری ہوئی زندگی کو یاد کر کے ان کی قربانیوں اور اسلامی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا کرتے تھے۔ ان کی شہادت کے موقع پر سعد بن ابی وقاص نے کہا: ''مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ مکہ کے تمام نوجوانوں میں سب سے زیادہ ناز پروردہ، سب سے بہترین پوشاک پہننے والے اور سب سے بہترین سواریوں پر سوار ہونے والے تھے، مگر میں نے انھیں دیکھا کہ وہ اسلام

Marfat.com

کی راہ میں سخت مصائب کا شکار ہوئے‘ بھوک اور فاقے نے ان کی ناز پروردہ جلد کو سخت اور خشک کر دیا تھا‘ مگر ان کے پائے استقامت میں کبھی لغزش نہیں آئی۔" خود آنحضور ﷺ کے الفاظ میں "میں نے مکہ میں کسی شخص کو مصعب رضی اللہ عنہ سے زیادہ خوش پوشاک اور خوب صورت نہیں دیکھا تھا۔" شہادت کے وقت ان کے جسم پر ایک کمبل تھا۔ اسی کمبل میں ان کو دفن کیا گیا۔ وہ کمبل اتنا چھوٹا تھا کہ سر ڈھانپتے تھے تو پاؤں ننگے ہو جاتے تھے اور پاؤں ڈھانپتے تھے تو سر ننگا ہو جاتا تھا۔ یہ منظر دیکھ کر رسالت مآب ﷺ اور آپ کے صحابہ آبدیدہ ہو گئے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "اس شہید وفا کے پاؤں پر اذخر گھاس ڈال دو‘ اللہ کی رحمت اسے ڈھانپ چکی ہے"۔

صحابہ کرام جب تک دنیا میں موجود رہے انھوں نے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے اس آخری سفر کو یاد رکھا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بہت مالدار صحابی تھے۔ ان کے بیٹے ابراہیم بن عبدالرحمٰن کا بیان ہے "ابا جان ایک دن روزے سے تھے۔ افطار کے وقت دسترخوان پر انواع و اقسام کے کھانے چنے گئے جنھیں دیکھ کر ابا جان زار و قطار رونے لگے۔ روزہ تو افطار کر لیا‘ مگر کچھ کھائے بغیر بے قراری کے ساتھ دسترخوان سے اٹھ گئے۔ جب وجہ پوچھی گئی تو فرمایا: مجھے مصعب یاد آ گیا۔ بخدا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ مجھ سے بہتر تھا‘ مگر وہ ہم سے یوں رخصت ہوا کہ ہم اسے پورا کفن بھی نہ پہنا سکے۔ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں ہمارے اعمال کا بدلہ اسی دنیا میں تو نہیں دے دیا گیا۔"

حضرت حنظلہ (غسیل الملائکہ) کی شہادت

حضرت حنظلہ قبیلہ اوس کے چشم و چراغ تھے۔ ان کا باپ ابو عامر فاسق کفار کی فوج میں تھا۔ حنظلہ نے جنگ شروع ہوتے ہی آنحضور ﷺ سے عرض کیا: "یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیجیے کہ میں اپنے باپ کا سر کاٹ کر آپ کی خدمت میں پیش کر دوں۔" مگر آپ ﷺ نے فرمایا: "نہیں اسے اس کے حال پر چھوڑ دو۔"

حنظلہ بہت بہادری سے لڑے۔ انھوں نے کفار کے سالارِ اعلیٰ ابوسفیان کو قتل کرنے کے

Marfat.com

لیے زمین پر گرا لیا تھا، مگر اللہ کو منظور نہ تھا کہ ابوسفیان قتل ہو جائے۔ اس لیے کافروں کا معروف جنگجو شداد بن اسود جھپٹ کر حملہ آور ہوا اور قبل اس کے کہ حنظلہ رضی اللہ عنہ ابوسفیان کا کام تمام کرتے، اس کافر نے ان کا سر قلم کر دیا۔ ان کی شہادت کے بعد آنحضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''حنظلہ رضی اللہ عنہ کو اللہ کے فرشتے جنت کے پانی سے غسل دے رہے ہیں۔'' لوگوں نے جب ان کی میت کو اٹھایا تو دیکھا کہ ان کے سر کے بالوں سے تازہ پانی کے قطرے ٹپک رہے ہیں، حالانکہ قریب کہیں پانی کے آثار نظر نہیں آ رہے تھے۔

مدینہ پہنچ کر لوگوں نے حنظلہ کی بیوی سیدہ جمیلہ رضی اللہ عنہا بنت اُبی سے واقعہ بیان کیا تو انھوں نے کہا: ''حنظلہ رضی اللہ عنہ نے جب جہاد کی منادی سنی، اس وقت وہ میرے پاس تھے۔ انھیں اتنی فرصت بھی نہ ملی کہ وہ غسل کر لیتے۔ انھوں نے فوراً ہتھیار اٹھائے اور میدان جنگ کی طرف نکل کھڑے ہوئے۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ آسمان کی ایک کھڑکی کھلی ہے اور حنظلہ پرواز کرتے ہوئے اس میں داخل ہو گئے ہیں۔ ان کے داخل ہونے کے فوراً بعد وہ کھڑکی بند ہو گئی۔ میں اسی وقت سمجھ گئی تھی کہ میدان جنگ میں جام شہادت ان کا منتظر ہے۔'' یہ حضرت جمیلہ رضی اللہ عنہا صادق الایمان صحابیہ تھیں، جبکہ ان کا بھائی عبداللہ بن اُبی رئیس المنافقین تھا۔ چونکہ انھیں حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا یقین ہو گیا تھا اس لیے اگلی صبح انھوں نے اپنے خاندان کے لوگوں کو بتایا کہ حنظلہ رضی اللہ عنہ نے رات ان کے ساتھ گزاری تھی، تاکہ بعد میں کوئی ان کے بارے میں شک و شبہ نہ کرے۔ واضح رہے کہ یہ شب عروسی تھی جس کے بعد دولہا جنت پہنچ گیا جہاں حوران عین اس کے لیے چشم براہ تھیں۔ حضرت جمیلہ رضی اللہ عنہا نے حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبداللہ بن حنظلہ کو جنم دیا، جن کا تاریخ اسلام میں بڑا عظیم مقام ہے۔ بنوامیہ کے دور میں انھوں نے بڑی پامردی کے ساتھ اہل مدینہ کے ساتھ مل کر شامی فوجوں کا مقابلہ کیا تھا۔ سیّدنا حنظلہ رضی اللہ عنہ کا باپ ابوعامر فاسق اور حضرت جمیلہ کا بھائی عبداللہ بن اُبی منافقوں کا سردار! کیا خوش نصیب تھے دونوں میاں بیوی کہ فسق و نفاق کے مرض سے کوسوں دور، ایمان، شہادت اور جنت کی نعمتوں سے مالا مال! ''سبحان اللہ وبحمدہٖ

Marfat.com

سبحان اللہ العظیم۔"

شداد بن اسود ابوسفیان کو اپنا احسان یاد دلاتا رہتا تھا۔ اس نے اپنے شعروں میں اس بات کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا: "اے ابن حرب اگر میں احد کے دن تیری مدد کو نہ پہنچتا تو تیرا کام تمام ہو جاتا۔" ابو عامر فاسق نے میدان جنگ میں اپنے بیٹے حنظلہ کی میت دیکھی تو بد بخت نے ان کے سینے پر اپنے ناپاک پاؤں سے ٹھوکر ماری اور کہا: "میں نے تجھے اس انجام سے ڈرایا تھا اور بہت روکا تھا، مگر تو نے میری ایک نہ مانی۔"

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ابوسفیان کی بیوی ہند نے ان کا مثلہ کیا اور خود ابوسفیان نے ان کی لاش دیکھی تو ان کے جبڑے میں اپنے نیزے کی انی چھوئی۔ ابوسفیان کے ساتھیوں میں سے ایک شخص حلیس بن الزبان (احابیش کا سردار) یہ منظر دیکھ کر تڑپ اٹھا۔ کافر ہونے کے باوجود اس نے غصے سے کہا: "اے بنی کنانہ ہم نے قریش کا ساتھ دیا اور یہ دیکھو قریش کا سردار اپنے چچازاد بھائی کی لاش کے ساتھ کیا سلوک کر رہا ہے۔" ابوسفیان کو خود بھی اپنی اس حرکت پر ندامت محسوس ہوئی۔ اس نے حلیس سے کہا: "خدا تیرا بھلا کرے۔ میری پردہ پوشی کرنا۔ مجھ سے غلطی ہوگئی ہے۔" (سیرۃ ابن ھشام، القسم الثانی، ص ۹۳)

شاعر نے پتا نہیں کس کیفیت میں شعر کہا تھا مگر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا جب بھی تذکرہ لکھوں، پڑھوں یا کسی کی زبان سے سنوں، بے ساختہ زبان پر یہ شعر یوں آتا ہے کہ گویا اسی موقع کی مناسبت سے لکھا گیا ہے:

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را!

--❀--❀--❀--

Marfat.com

فتح شکست میں کیسے بدلی؟

قریش کے علمبردار کٹ کٹ کر گر رہے تھے اور ان کے حوصلے پست ہو چکے تھے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ اور دوسرے پرجوش مسلمان کافروں پر بڑھ چڑھ کر حملے کر رہے تھے۔ اسی دوران میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے، مگر اب بھی جنگ کا پانسہ مسلمانوں کے حق میں تھا۔ یہ صورت حال دیکھ کر درے پر موجود تیر انداز آپس میں کہنے لگے: ''ہماری یہاں کوئی خاص ضرورت تو نہیں ہے۔'' مگر ان کے کمانڈر حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ہمیں ہرگز اپنے مقام سے ٹلنا نہیں چاہیے۔'' اسی دوران میں کافروں کے قدم اکھڑے اور وہ میدان چھوڑ کر بھاگے۔ مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا اور مالِ غنیمت جمع کرنا بھی شروع کر دیا۔ اس لمحے اپنے کمانڈر کے حکم سے سرتابی کرتے ہوئے اکثر تیر انداز درے کو چھوڑ کر میدان میں پہنچ گئے۔ یہی وہ نازک لمحہ تھا جس نے جنگ کا پانسہ پلٹ دیا۔ اسی نازک لمحے کے لیے قریش کے گھوڑ سوار دستوں کا زیرک، بہادر اور جوان ہمت کمانڈر خالد بن ولید بے تابی سے انتظار کر رہا تھا۔ اس کی عقابی نگاہوں نے درے کو خالی ہوتے دیکھا تو اس کے ذہن رسا نے فوراً فیصلہ کیا۔ چنانچہ وہ اپنے دستے کے ساتھ پہاڑ کے پیچھے سے تیزی کے ساتھ گھوڑے دوڑاتا ہوا درے کی طرف بڑھا۔ مسلمان یہی سمجھتے رہے تھے کہ قریش بھاگ گئے ہیں، مگر خالد بن ولید نے اچانک درے پر حملہ کیا تو وہاں حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ صرف اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ اس کا راستہ روکنے کے لیے موجود تھے۔ ہر چند کہ انھوں نے مردانہ وار مقابلہ کیا، مگر دشمن کے حملے کو روک نہ سکے۔ اسی دوران میں قریش کی دیگر فوجیں بھی واپس پلٹیں اور مسلمان دونوں جانب سے حملوں کی زد میں آ گئے۔

Marfat.com

عجیب افراتفری کا عالم تھا۔ مسلمان بدحواسی میں بکھر گئے تھے۔ بعض لوگ میدان سے پیچھے ہٹ گئے، جبکہ بعض لوگوں نے منتشر حالت میں دشمن کا مقابلہ کیا اور میدان جنگ میں جگہ جگہ شہادت کے نذرانے پیش کیے۔ دشمنوں نے نبی اکرم ﷺ پر شدید اور تابڑ توڑ حملے کیے۔ آپ ﷺ کے گرد چند صحابہ رہ گئے تھے۔ ایک وقت میں تو آنحضور ﷺ کے ساتھ صرف حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ ہی رہ گئے تھے۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ اور بعض دیگر صحابہ آپ تک پہنچے اور آپ ﷺ کے گرد گھیرا ڈال کر دشمنوں کے حملوں کو روکتے رہے۔ ابن قمیہ نے آنحضور ﷺ پر حملہ کیا، تلوار خود پر لگی اور خود پیشانی کے اندر گھس گئی۔ آپ کے دندان مبارک بھی شہید ہوئے اور آپ زخم کھا کر ایک گڑھے میں گر گئے۔ حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ جھک کر آنحضور ﷺ کے لیے سپر بن گئے تھے جو تیر آتے تھے وہ انھیں اپنی پیٹھ پر کھاتے تھے۔ طلحہ بن عبیداللہ دشمن کی تلواروں کو روک رہے تھے جس سے ان کا ایک ہاتھ کٹ کر شہید ہو گیا۔

طلحہ رضی اللہ عنہ اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے کارنامے

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ اُحد کا جب بھی ذکر کرتے طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ اور ابوعبیدہ ابن الجراح رضی اللہ عنہ کی تعریف فرمایا کرتے تھے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ ''یوم اُحد تو یوم طلحہ رضی اللہ عنہ تھا۔ میں نے جب آنحضور ﷺ کو اپنی آنکھوں کے سامنے نہ پایا تو مجھے پریشانی ہوئی، میں نے آپ کو تلاش کرنا شروع کیا، آپ مجھے کچھ فاصلے پر نظر آئے۔ میں نے دیکھا کہ ایک جانثار تن تنہا دشمن کے مقابلے پر آپ کا دفاع کر رہا تھا۔ میرے دل نے کہا یہ طلحہ رضی اللہ عنہ ہی ہوگا اور واقعی وہ طلحہ ہی تھا۔ میں آنحضور ﷺ کی طرف بڑھ رہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک شخص مجھ سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ مشرکین کی صفوں کو چیرتا اور ان سے لڑتا بھڑتا ہوا آنحضور ﷺ کی طرف پیش قدمی کر رہا ہے۔ جب میں نے اسے پہچانا تو یہ ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ تھے۔ آنحضور ﷺ نے ہم دونوں کو دیکھا تو فرمایا: ''اپنے ساتھی (طلحہ) کی خبر لو اس کا سارا جسم چھلنی

Marfat.com

ہو چکا ہے۔''

آنحضور ﷺ کے رخسار اور پیشانی زرہ اور خود اندر گھس جانے کی وجہ سے زخمی تھے اور آپ شدید تکلیف محسوس کر رہے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''میں نے زرہ کے حلقے اور خود کا لوہا آنحضور ﷺ کے جسم سے نکالنا چاہا تو ابوعبیدہ نے سرعت کے ساتھ مجھ سے کہا: ''ابوبکر رضی اللہ عنہ میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں کہ تم یہ خدمت میرے لیے چھوڑ دو۔'' پھر انھوں نے کہا: ''ہاتھ سے کھینچنے سے تکلیف ہوگی' میں دانتوں سے پکڑ کر یہ کڑیاں باہر نکالتا ہوں۔'' پہلی مرتبہ دانتوں سے پکڑ کر ایک کڑی باہر نکالی تو اوپر کے دو دانت اس کڑی کے ساتھ ہی منہ سے نکل کر نیچے گر گئے۔ پھر دوسری کڑی نکالی تو نیچے کے دو دانت گر گئے۔ طلحہ رضی اللہ عنہ کو ہم نے دیکھا تو تیر تلوار اور نیزے کے ستر سے زیادہ زخم جسم پر پھولوں کی طرح بکھرے ہوئے تھے۔

ان زخموں کے باوجود چٹان پر چڑھتے ہوئے جب آنحضور ﷺ کو دقت محسوس ہوئی تو سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ نیچے بیٹھ گئے اور آنحضور ﷺ کو اپنے کندھوں پر اٹھالیا۔ ابن ہشام اپنی سیرت میں اس واقعہ کا ایمان افروز ذکر کرتے ہوئے ابن اسحاق کے حوالے سے لکھتے ہیں: ''آنحضور ﷺ نے چٹان کے اوپر پہنچ کر اپنے جانثار کو محبت بھری نظروں سے دیکھا اور فرمایا: ''طلحہ کے لیے جنت واجب ہوگئی۔'' اس بشارت کو سن کر حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو اس قدر مسرت ہوئی کہ زخموں کا درد بھول گئے۔ کیا عظیم لوگ تھے اور کیا عظیم ان کا مقدر تھا!!

ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی جواں مردی

کافروں کی زبردست کوشش تھی کہ آنحضور ﷺ کو ختم کر دیں' مگر اہل ایمان جانوں کا نذرانہ پیش کر رہے تھے اور آنحضور ﷺ کا دفاع کر رہے تھے۔ ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ دشمنوں پر تیر برسا رہے تھے۔ آنحضور ﷺ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو تیر پکڑاتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے: ''اِرْمِ یَا سَعْدُ فِدَاکَ اَبِیْ وَاُمِّیْ. یعنی اے سعد! تیر چلاتے جاؤ تم پر میرے ماں باپ قربان۔'' حضرت سعید بن میسب رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ خود حضرت سعد بن ابی

Marfat.com

وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے جبکہ صحیح بخاری میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ مروی ہے۔ انھوں نے بیان کیا ہے کہ آنحضور ﷺ نے سعد کے سوا کسی شخص کے لیے اپنے ماں باپ کی قربانی کے الفاظ استعمال نہیں کیے۔

ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ دشمن پر تیر چلاتے تھے اور آنحضور ان کا نشانہ دیکھنے کے لیے سر نکالتے تو وہ عرض کرتے: ''میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان یا رسول اللہ آپ اپنا چہرہ پیچھے رکھیں۔ کہیں دشمن کا کوئی تیر نہ لگ جائے۔ خطرے کی اس گھڑی میں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ موت کو آنکھوں کے سامنے رقصاں دیکھ رہے تھے مگر ان کے دل میں کوئی خوف نہیں تھا۔ وہ عجیب وارفتگی کے عالم میں تیر بھی چلا رہے تھے اور زبان سے مسلسل کہتے جاتے تھے: ''یا رسول اللہ میری جان آپ کی جان پر قربان ہے اور میرا چہرہ آپ کے چہرے کے لیے ڈھال ہے۔'' ان کے ہاتھ سے اس دن دو یا تین کمان ٹوٹ گئے تھے۔ یہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے سوتیلے باپ تھے۔ ان کا نام زید بن سہل انصاری تھا۔ آنحضور نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا تھا کہ لشکر کے اندر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی آواز سو جوان مردوں کی موجودگی سے زیادہ مفید اور حوصلہ افزا ہوتی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ ' حضرت زبیر رضی اللہ عنہ ' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ' حضرت عمر رضی اللہ عنہ ' حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ تلوار' نیزے اور بھالے سے دشمن کو پیچھے ہٹا رہے تھے۔ عتبہ بن ابی وقاص نے آنحضور ﷺ کی طرف پتھر پھینکا جس سے آپ زخمی ہو گئے۔ اس موقع پر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا: ''خدا کی قسم میری تلوار آج عتبہ بن ابی وقاص کے خون سے زیادہ کسی کے خون کی پیاسی نہیں۔'' (سیرۃ ابن ھشام، القسم الثانی، ص ۷۹-۸۱، ۸۷)

عمارہ بن زیاد رضی اللہ عنہ

جو صحابہ آنحضور ﷺ سے الگ ٹولیوں کی صورت میں دشمنوں سے نبرد آزما تھے' انھیں سب سے زیادہ پریشانی یہ تھی کہ آنحضور نظر نہیں آ رہے تھے۔ اُن میں سے سب سے پہلے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے آپ کو پہچانا اور بلند آواز سے کہا: ''مسلمانو! خوشخبری ہو اللہ کے رسول زندہ

Marfat.com

سلامت ہیں۔'' آپ کے چہرۂ مبارک پر مغفر تھا۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے اپنے آقا کی آنکھیں دیکھ کر انھیں پہچان لیا تھا۔ اس موقع پر انصاری صحابی آپ کے گرد پروانہ وار جانیں قربان کر رہے تھے۔ عمارہ بن زیاد بن سکن رضی اللہ عنہ نے اپنے پانچ انصاری ساتھیوں کی معیت میں آنحضور کا دفاع کرتے ہوئے جام شہادت نوش کیا۔ اگرچہ ان سب نے اپنی جانیں دے دیں، مگر کافروں کے ہجوم کو پیچھے دھکیلنے میں کامیاب ہو گئے۔ حضرت عمارہ بن زیاد بن سکن رضی اللہ عنہ زخمی ہو کر گرے تو آنحضور ﷺ نے فرمایا: ''میرے جانثار کو میرے قریب لاؤ۔'' جب وہ آپ کے قریب لائے گئے تو آخری سانس تھا۔ فرط عقیدت و محبت سے اپنا سر رسالت مآب ﷺ کے قدموں پر رکھ دیا۔ اسی لمحے روح پرواز کر گئی۔ اللہ اللہ کیا شان ہے۔

پہاڑی پر چڑھنے کے دوران میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاؤں میں موچ آ گئی مگر انھوں نے اس کی کوئی پروانہ کی اور بڑی پامردی سے آنحضور ﷺ کو اپنے کندھوں پر اٹھائے پہاڑی کے اوپر چڑھ گئے۔ آنحضور ﷺ نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاؤں کو اپنے دست مبارک سے مل کر تھوڑا سا کھینچا اور جوڑ اپنی جگہ پر ٹھیک بیٹھ گیا۔

حملہ آوروں کا انجام

پہاڑ پر چڑھتے ہوئے جن کافروں نے آپ پر حملے کیے ان سب کا انجام عبرتناک ہے۔ ایک گھوڑ سوار عثمان بن عبداللہ بن مغیرہ نے آنحضور ﷺ پر حملہ کیا تو حضرت حارث بن صمہ رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر اسے روکا اور اس کے پاؤں پر ایسی کاری ضرب لگائی کہ وہ کٹ کر الگ ہو گیا۔ پھر اسے نیچے گرا کر قتل کر دیا۔ آنحضور ﷺ یہ سارا منظر دیکھ رہے تھے۔ حضرت حارث بن صمہ رضی اللہ عنہ دشمن کا اسلحہ اور ساز و سامان لے کر آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کا شکر ہے جس نے اس دشمن کو ہلاک کر دیا۔'' عبیداللہ بن جابر عامری کے ساتھ بھی حضرت حارث رضی اللہ عنہ ہی کا مقابلہ ہوا تھا۔ اس نے حضرت حارث رضی اللہ عنہ کے کندھے پر تلوار کا وار کیا جس سے بہت گہرا زخم ہو گیا۔ مرد خدا ابودجانہ رضی اللہ عنہ نے یہ صورت حال دیکھی تو مسلمانوں کو پکار کر

Marfat.com

کہا کہ وہ حارث رضی اللہ عنہ کو اٹھالیں اور دشمن سے نپٹنے کا انھیں (ابودجانہ) موقع دیں۔ ابودجانہ رضی اللہ عنہ نے یہ کہہ کر حملہ آور پر تلوار کا ایسا ہاتھ مارا کہ اس کا سر کٹ کر دور جا گرا۔ اسی طرح حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے بھی حملہ آوروں کا مقابلہ کیا۔ دو کو انھوں نے خود قتل کیا اور پانچ مقتولین کے بارے میں فرمایا: ''مجھے معلوم نہیں کہ انھیں کس نے قتل کیا۔'' اُبی بن خلف بھی حملے کے لیے بڑھا تھا، مگر آنحضور ﷺ کے ہاتھوں زخمی ہو کر بھاگا اور بالآخر مارا گیا۔ اس کے قتل کا واقعہ تاریخ میں یوں نقل ہوا ہے:

اُبیّ بن خلف کا قتل

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُحد پہاڑ کی ایک گھاٹی میں اپنے چند صحابہ کے ساتھ چٹان کے اوپر چڑھ رہے تھے تو اُبی بن خلف نے آنحضور ﷺ کو دیکھ لیا۔ اس نے پکار کر کہا: ''اے محمد! بچ کر کہاں جاتا ہے؟ اگر آج تو بچ کر نکل جائے تو پھر میری تباہی ہے۔'' صحابہ کرام نے اس کے ارادے کو بھانپ کر عرض کیا: ''یارسول اللہ ہم میں سے کسی کو اجازت دیجیے کہ اس کا کام تمام کر دے۔'' آپ نے فرمایا: ''نہیں اسے چھوڑ دو اور ذرا قریب آنے دو۔'' جب وہ قریب آیا تو آنحضور ﷺ نے حضرت حارث بن صمہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے نیزہ لیا اور اسے گھمایا۔ پھر آگے بڑھ کر اُبی بن خلف کی گردن میں ایک کچوکا لگایا جس سے معمولی خراش آئی۔ اس میں سے تھوڑا سا خون نکلا۔ اُبی بن خلف جو پہلے ہنکار رہا تھا۔ اب خوف کھا کر بھاگا۔ وہ مسلسل کہے جا رہا تھا: ''خدا کی قسم محمد نے مجھے قتل کر دیا ہے۔'' وہ بیل کی طرح ڈکارنے لگا۔ اس کے ساتھیوں نے دیکھا، تو کہا: ''بخدا تیرا دماغ چل گیا ہے، بھلا اس خراش سے تو کیسے مارا جائے گا؟'' اُبی بن خلف نے کہا: ''محمد نے مجھ سے کہا تھا میں تمھیں قتل کر دوں گا۔ یہ تو اس کے اسلحے کی خراش ہے، خدا کی قسم اگر وہ میرے اوپر تھوک دیتا تو بھی میں قتل ہو جاتا۔'' اس کے ساتھی اس کا مذاق اڑانے لگے مگر مکہ پہنچنے سے کچھ وقت پہلے چھ سات میل کے فاصلے پر 'سرف' کے مقام پر اُبی بن خلف اسی معمولی خراش کے

Marfat.com

نتیجے میں مر گیا۔

اُبی بن خلف اپنے بھائی امیہ بن خلف کی طرح اسلام کا بہت بڑا دشمن تھا۔ مکہ میں اسلام کے خلاف جو لوگ سازشوں میں پیش پیش تھے ان میں یہ بھی سرفہرست تھا۔ اس کا بھائی امیہ تو بدر میں قتل ہو گیا تھا' مگر یہ بچ نکلا تھا۔ جنگ بدر کے بعد یہ اکثر کہا کرتا تھا: ''میرے پاس عرب کا بہترین گھوڑا ہے' جسے میں ہر روز ۱۲ رطل (تقریباً ۴ کلو) غلہ کھلاتا ہوں' اسی پر سوار ہو کر میں محمد کو قتل کروں گا۔'' (نعوذ باللہ) اس کی یہ ہرزہ سرائی آنحضور ﷺ تک پہنچی تو آپ نے بڑے اطمینان سے فرمایا۔ وہ مجھے کیا قتل کرے گا۔ ان شاء اللہ میں اسے قتل کروں گا۔ چنانچہ یہی ہوا کہ وہ بدبخت آنحضور ﷺ کے ہاتھوں واصل جہنم ہوا۔ اُبی بن خلف کے قتل پر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اپنے اشعار میں خوشی کا اظہار کیا اور آنحضور ﷺ کی مدح میں شاندار قصیدہ لکھا۔ اس سے قبل بھی حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے اس کی دھمکیوں پر اپنے اشعار میں اس بات کا اظہار کیا تھا کہ وہ محض ڈینگیں مار رہا ہے اور اللہ کے نبی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا کا کارنامہ

حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا دوسری صحابیات کے ساتھ میدان جنگ میں زخمیوں کی مرہم پٹی اور پیاسوں کو پانی پلانے کی خدمت سرانجام دے رہی تھیں۔ جب جنگ کا پانسہ پلٹا تو ام عمارہ نے پانی کا مشکیزہ پھینکا اور خنجر اور ڈھال لے کر کفار کی یورشیں روکنے میں مصروف ہو گئیں۔ ام عمارہ رضی اللہ عنہا نے کئی کافروں کو قتل کیا' کئی کو زخمی کیا اور خود بھی بری طرح زخمی ہوئیں۔ ان کے خاوند اور دو بیٹے حبیب اور عبداللہ بھی اس جنگ میں شریک تھے۔ قریش کا مشہور شہسوار ابن قمیہ بڑھ بڑھ کر حملے کر رہا تھا۔ حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا نے اس پر بڑی بہادری سے حملہ کیا۔ وہ دوہری زرہ پہنے ہوئے تھا۔ اس لیے بچ نکلا' مگر اتنا خوفزدہ ہوا کہ پھر قریب نہ پھٹکا۔ ابن قمیہ کی تلوار سے حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا کے کندھے پر گہرا زخم لگا۔ حضرت رسول اکرم ﷺ' ام عمارہ رضی اللہ عنہا کی جانثاری اور جرأت وشجاعت

Marfat.com

کو بنظر خود دیکھ رہے تھے۔

ایک گھوڑ سوار مشرک کو حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا نے تیزی سے آتے دیکھا، تو جھپٹ کر گھوڑے کے پاؤں پر ایسی تلوار ماری کہ گھوڑا اور سوار دونوں زمین پر آ گرے۔ دشمن نے ام عمارہ کے بیٹے حضرت عبداللہ پر حملہ کر کے ان کا بازو زخمی کر دیا۔ بہادر ماں نے اپنے عظیم بیٹے کے بازو پر فوراً پٹی باندھی اور پھر پورے عزم کے ساتھ فرمایا: ''لختِ جگر جاؤ اور جب تک دم میں دم ہے دشمن کا مقابلہ کرو۔'' حضرت عبداللہ کو زخمی کرنے والا کافر حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھوں قتل ہوا۔ حضور ﷺ یہ سارے مناظر دیکھ رہے تھے اور فرما رہے تھے: ''ام عمارہ نے اپنے بیٹے کا خوب بدلہ لیا ہے۔'' نیز فرمایا: ''ام عمارہ رضی اللہ عنہا جیسی عزیمت کوئی کہاں سے لائے۔''

حضرت اُم عمارہ رضی اللہ عنہا کو ''خاتونِ احد'' کہا جاتا ہے۔ احد کے واقعات کو یاد کر کے لوگ ہمیشہ ان کی جرات کو خراج عقیدت پیش کیا کرتے تھے۔ خود آنحضور ﷺ اکثر فرمایا کرتے تھے: ''احد کے میدان میں میں نے جس طرف بھی دیکھا مجھے ام عمارہ مصروفِ جہاد نظر آئیں۔ وہ دشمن کے حملوں کو بڑی بے جگری سے روک رہی تھیں۔''

جنگِ اُحد میں بلاشبہ دیگر صحابیات نے بھی حسبِ توفیق کارہائے نمایاں انجام دیے اور ان نازک لمحات میں قتال کا حق ادا کیا مگر ام عمارہ رضی اللہ عنہا کی شان تو سب سے نرالی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں جب مدائن فتح ہو گیا اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے دنیا کی سپر طاقت کو ملیامیٹ کر دیا تو شہنشاہ کسریٰ کے محل اور خزانے مسلمانوں کے قبضے میں آئے۔ بے شمار مالِ غنیمت آپ کی خدمت میں مدینے پہنچا تو اس میں ایک نہایت قیمتی چادر بھی تھی جس پر سونے کے تاروں سے کام کیا گیا تھا۔ امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے مشورہ کیا کہ یہ بیش قیمت چادر کسے دی جائے تو لوگوں نے کہا: ''امیر المؤمنین آپ یہ چادر اپنی بیوی یا بہو کو دے دیں۔'' آپ نے فرمایا: ''بخدا آلِ خطاب میں سے کوئی اس چادر کا حق دار نہیں ہے۔ میں یہ چادر اس کی خدمت میں پیش کروں گا جو اس کی حق دار ہے۔'' چنانچہ آپ وہ چادر لے کر ام عمارہ کی خدمت میں حاضر

Marfat.com

ہوئے جو اس وقت بوڑھی ہو چکی تھیں۔ امیر المؤمنین نے چادر ان کی خدمت میں پیش کی اور فرمایا: ''یہ چادر خاتونِ اُحد ہی کے لیے زیبا ہے۔''

احد میں ام عمارہ کے کارناموں کی خود آنحضور ﷺ نے تعریف فرمائی تو اُمّ عمارہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: ''یارسول اللہ! اللہ سے دعا کیجیے کہ وہ ہمیں جنت میں آپ کا قرب عطا فرمادے۔'' چنانچہ آنحضور ﷺ نے ان کے اور ان کے اہل وعیال کے حق میں یہ دعا فرمائی: ''اے اللہ! اُنھیں جنت میں میرے ساتھی بنا دینا۔'' یہ سن کر اُمّ عمارہ اپنے زخموں کو بھول گئیں اور کہا: ''بخدا اب کوئی غم اور درد تکلیف نہیں رہ گئی۔'' (سیرۃ ابن ھشام، القسم الثانی، ص ۸۱-۸۸ اور البدایۃ والنھایۃ، ج ۱، ۶۶۹-۶۸۸)

--❀--❀--❀--

Marfat.com

شمع رسالت ﷺ کے پروانے

حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کے والد کی شہادت

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے والد حُسیل بن جابر رضی اللہ عنہ اور ثابت بن وقش رضی اللہ عنہ دونوں کبیر السن بزرگ تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے انھیں مدینہ منورہ میں خواتین اور بچوں کے ساتھ رہنے کے لیے چھوڑ دیا تھا، مگر دونوں جہاد میں شرکت کے متمنی تھے۔ انھوں نے آپس میں جہاد کا تذکرہ کیا تو ایک نے دوسرے سے کہا: ''خدا تیرا بھلا کرے اب ہماری مہلت عمل کتنی رہ گئی ہے۔ بس ہم چند گھڑیوں ہی کے مہمان ہیں، پھر کیوں نہ جہاد میں شرکت کی جائے۔ شاید اللہ تعالیٰ ہمیں شہادت عطا فرمادے۔'' دوسرے ساتھی نے بھی اس خیال کی تائید کی۔ چنانچہ دونوں اپنی تلواریں لے کر میدان جنگ میں جا پہنچے۔ ان کی موجودگی کا کسی کو علم نہ تھا۔ حضرت ثابت بن وقش رضی اللہ عنہ تو کافروں کے ہاتھوں شہید ہوگئے مگر حسیل رضی اللہ عنہ مسلمانوں ہی کی تلواروں کا لقمہ بن گئے۔ یہ وہ وقت تھا جب میدان جنگ میں افراتفری پھیل گئی تھی۔

حضرت حذیفہ نے اپنے والد کو پہچان لیا تھا اور وہ چیخ چیخ کر کہہ رہے تھے: ''اللہ کے بندو یہ میرے والد ہیں'' مگر شور ہنگامے میں کسی نے ان کی آواز نہ سنی۔ حضرت حُسیل کی شہادت کے بعد جب عقدہ کھلا تو مسلمانوں کو بڑی ندامت ہوئی۔ آنحضور ﷺ نے حضرت حُسیل کا خون بہا ادا کرنا چاہا تو حضرت حذیفہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں ان کا خون معاف کرتا ہوں اور جن لوگوں کے ہاتھوں وہ شہید ہوئے ہیں، ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا مانگتا ہوں، بے شک وہ ارحم الراحمین ہے۔'' حضرت حذیفہ کے اس ایثار و جذبہ خیر کو دیکھ کر آنحضور ﷺ ان سے بہت خوش ہوئے اور ان کے حق میں اللہ تعالیٰ سے بھلائی کی دعا مانگی۔

Marfat.com

حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت سعد قبیلہ خزرج کے سرداروں میں سے تھے۔ بڑے مالدار اور فیاض تھے۔ انھیں آنحضور ﷺ سے بے پناہ محبت تھی۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے جنگ بدر میں حصہ لیا تھا اور جنگ احد میں بھی دادِ شجاعت دی تھی۔ انھوں نے دشمن کا بڑی بے جگری سے مقابلہ کیا اور بالآخر زخموں کی تاب نہ لاکر گر پڑے۔ حضور اکرم ﷺ کو بھی ان سے یک گونہ محبت اور تعلق خاطر تھا۔ جنگ کے بعد آپ ﷺ نے پوچھا: ''کون ہے جو سعد بن ربیع کی خبر لائے۔'' حضرت اُبی بن کعب نے عرض کیا: ''یارسول اللہ! میں معلوم کر کے آتا ہوں۔'' انھوں نے لاشوں کے درمیان بہت تلاش کیا، مگر سعد نظر نہ آئے۔ کئی مرتبہ ان کا نام لے کر بھی پکارا، مگر کوئی جواب نہ ملا۔ آخر انھوں نے بلند آواز سے کہا: ''سعد اگر تم زندہ ہو تو مجھے جواب دو مجھے رسول اللہ ﷺ نے تمھارا حال معلوم کرنے کے لیے بھیجا ہے۔'' اس وقت حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی جاں لبوں پر تھی۔ رسول خدا کا اسم گرامی سنا تو اپنی ساری قوت مجتمع کر کے نحیف سی آواز میں جواب دیا: ''رسول پاک کی خدمت میں میرا اسلام عرض کر دینا اور انصار سے کہہ دینا اگر آج خدانخواستہ رسول اللہ شہید ہو گئے اور تم میں سے کوئی ایک شخص بھی زندہ رہا تو اللہ کو کیا منہ دکھاؤ گے؟ اس کے سامنے تمھاری کوئی معذرت قبول نہیں کی جائے گی۔ یاد کرو ہم نے بیعت عقبہ میں اللہ کے رسول کے ساتھ عہد وفا باندھا تھا اور حلف اٹھایا تھا کہ ان پر اپنی جانیں قربان کر دیں گے۔'' اس شہید وفا کے یہ آخری الفاظ تھے۔ اس کے بعد روح نفس مطمئنہ کی صورت میں جسدِ خاکی سے پرواز کر گئی۔

حضرت اُبی بن کعب نے آنحضور ﷺ کی خدمت میں حضرت سعد کی یہ گفتگو عرض کی تو آپ نے فرمایا: ''اللہ سعد پر اپنی بے پایاں رحمتیں نازل فرمائے زندگی اور موت ہر حال میں اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خیر خواہی کا حق ادا کیا ہے۔''

جنگ احد کے بعد ایک مرتبہ ایک صحابی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ لیٹے ہوئے تھے اور ان کے سینے پر ایک ننھی سی بچی کھیل رہی تھی۔ وہ

Marfat.com

اس سے بہت پیار کر رہے تھے اور شفقت سے اسے بار بار چومتے تھے۔ اس صحابی نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ''ابوبکر رضی اللہ عنہ یہ بچی کون ہے'' جواب میں فرمایا: ''یہ اس شخص کی بیٹی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے بہت عظیم مقام عطا کیا ہے۔ اس نے اللہ کے رسول پر اپنی جان قربان کر دی اور روزِ محشر کو وہ آپ ﷺ کے نقیبوں میں شمار ہوگا۔'' یہ تھا حضرت سعد بن ربیع کا مقام رفیع۔ ایک مرتبہ خلیفہ رسول کی خدمت میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی ایک اور بیٹی حاضر ہوئی۔ جناب صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کی بڑی عزت و تکریم کی اور ان کے لیے اپنی چادر بچھادی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: ''خلیفہ رسول یہ بی بی کون ہے؟'' آپ نے فرمایا: ''اے عمر یہ اس شخص کی بیٹی ہے جو مجھ سے اور تجھ سے بہتر تھا۔ یہ سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی لختِ جگر ہے جس نے آنحضور ﷺ کی زندگی میں جنت الفردوس حاصل کر لی اور ہم تم ابھی تک اس کے منتظر ہیں۔''

حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ کی شہادت

حبِ الٰہی کے متوالے اور شمعِ رسالت کے پروانے تاریخِ انسانی میں ایسے عظیم الشان سنگ ہائے میل نصب کر گئے ہیں جو بھٹکے ہوئے قافلوں کو منزل کا پتہ دیتے ہیں۔ شہدائے اُحد کی فہرست میں سیدنا عمرو بن جموح کا نام نامی بھی جگمگا رہا ہے۔ یہ قبیلہ خزرج کی شاخ بنوسلمہ کے سردار تھے۔ جنگِ احد سے پہلے انھوں نے جہاد میں شریک ہونے کا ارادہ فرمایا' مگر ان کے بیٹوں نے انھیں جنگ پر جانے سے منع کیا۔ ان کے چار جوان بیٹے سامانِ جہاد تیار کر چکے تھے۔ چونکہ حضرت عمرو بن جموح اس وقت بوڑھے بھی تھے اور ان کے ایک پاؤں میں شدید قسم کا لنگڑا پن بھی تھا' اس لیے ان کے بیٹوں نے ان سے کہا: ''ابا جان آپ گھر پر رہیں۔ ہم آپ کی طرف سے جہاد میں حصہ لیں گے۔ آپ تو ویسے بھی معذور ہیں، آپ پر جہاد فرض نہیں۔'' انھوں نے فرمایا: ''نہیں میں تو ضرور جہاد پر جاؤں گا۔ میں نے تو قسم کھالی ہے۔'' بالآخر معاملہ آنحضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ حضرت عمرو بن جموح نے عرض کیا: ''یارسول اللہ! میرے بیٹے مجھے جہاد پر جانے سے روکتے ہیں' خدا کی قسم! مجھے امید ہے کہ جس طرح لنگڑاتا ہوا چل کر میں آپ کی خدمت میں حاضر

Marfat.com

ہو جاتا ہوں، اسی طرح میں اپنی اسی ٹانگ کے ساتھ جنت میں پہنچ جاؤں گا۔'' انھوں نے اپنا کیس ایسی دردمندی سے پیش کیا کہ آنحضور ﷺ نے انھیں جہاد میں شرکت کی اجازت دے دی۔ وہ خوشی خوشی اپنے گھر لوٹے، اپنا سامان حرب لیا اور دروازے کی دہلیز پر قبلہ رخ ہو کر اللہ سے دعا مانگی: اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِکَ وَلَا تَرُدَّنِیْ خَائِبًا اِلٰی اَھْلِیْ '' اے اللہ! مجھ کو اپنے راستے میں شہادت عطا فرمانا اور مجھے ناکام کر کے اپنے اہل وعیال کے پاس نہ بھیجنا۔''

حضرت عمرو اپنے بیٹے خالد اور اپنے غلام سلیم کے ساتھ دشمن سے مردانہ وار لڑے اور شہید ہو گئے۔ ان کی شہادت کے بعد آنحضور ﷺ نے فرمایا: '' اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں جو کسی بات پر قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پورا کر دیتا ہے۔'' یہ شہید وفا بھی ایسے لوگوں میں سے تھا۔ ایک روایت میں آنحضور ﷺ سے یہ بھی مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: '' میں عمرو بن جموح کو جنت میں چلتا ہوا دیکھ رہا ہوں۔ جہاں اس کا پاؤں بالکل ٹھیک ٹھاک ہے۔'' حضرت عمرو کے برادر نسبتی حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام بھی اس جنگ میں شہید ہو گئے تھے۔

حضرت عمرو کی اہلیہ اور حضرت عبداللہ کی بہن سیدہ ہند بنت عمرو بن حرام کا بھی تاریخ اسلامی میں بڑا عظیم مقام ہے۔ جنگ کی خوفناک خبریں مدینہ میں پہنچیں تو کئی خواتین میدان جنگ کی طرف چل پڑیں۔ ان میں حضرت ہند بھی تھیں۔ انھیں ان کے شوہر عمروؓ فرزند خلاد اور بھائی عبداللہ کی شہادت کی خبر ملی۔ ہر خبر پر وہ اناللہ پڑھتیں اور پوچھتیں کہ آنحضور ﷺ کا کیا حال ہے۔ جب انھیں بتایا گیا کہ آنحضور ﷺ خیریت سے ہیں تو کہا کہ میں انھیں اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتی ہوں۔ جب آنحضور ﷺ کو زندہ سلامت دیکھا تو اس عظیم خاتون نے پکار کر کہا: '' کُلُّ مُصِیْبَۃٍ بَعْدَکَ جَلَلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ '' (یارسول اللہ آپ سلامت ہیں تو ہر مصیبت ہیچ ہے) وقت گزر گیا، صدیاں بیت گئیں، مگر یہ الفاظ ہمیشہ تاریخ میں زندہ رہیں گے۔ یہ آج بھی اسی طرح تروتازہ ہیں جس طرح ادائیگی کے وقت تازہ اور معطر تھے۔

Marfat.com

انس بن نضر رضی اللہ عنہ کی شہادت

سیدنا انس بن نضر رضی اللہ عنہ، حضور اکرم ﷺ کے خادم خاص اور مشہور صحابی حضرت انس بن مالک کے چچا تھے۔ جنگ بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے۔ جنگ احد میں بڑی بے جگری سے دشمن کا مقابلہ کیا۔ جب میدان جنگ میں سراسیمگی پھیل گئی اور یہ افواہ عام ہوگئی کہ حضور پاک شہید ہو گئے ہیں تو بڑے بڑے جوان مرد صحابہ کے حوصلے بھی وقتی طور پر پست ہو گئے۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ انصار کے سردار اور حضور ﷺ کے معروف مشیر تھے۔ یہ افواہ سننے کے بعد وہ بھی بد دل ہو گئے۔

انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو پوچھا: ''سعد رضی اللہ عنہ کہاں جا رہے ہو؟'' انھوں نے کہا: ''تم نے سنا نہیں کہ حضور ﷺ شہید ہو گئے ہیں۔'' یہ سن کر انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے برجستہ جواب دیا: ''اے سعد اس خدا کی قسم جو فتوحات دیا کرتا ہے مجھے احد کے پار سے جنت کی خوشبو آ رہی ہے۔ اگر حضور اللہ کی راہ میں شہید ہو گئے ہیں تو پھر اب زندگی کا کیا لطف ہے۔'' یہ کہتے ہی وہ دشمن پر حملہ آور ہوئے اور نہایت بہادری سے لڑے۔ ہر جانب سے دشمن کے حملوں کا مردانہ وار مقابلہ کیا اور اللہ کی راہ میں شہید ہو گئے۔ ان کے جسم پر کوئی جگہ ایسی نہ تھی جو زخمی نہ ہوئی ہو۔ شہادت کے بعد ان کو پہچاننا مشکل ہو گیا تھا۔ ان کی بہن نے ان کے ہاتھ کی انگلیوں سے انھیں پہچانا۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دِل کو
عجب چیز ہے لذّتِ آشنائی!

شہادت سے قبل حضرت انس رضی اللہ عنہ کی زبان پر اللہ اور اس کے رسول کا نام تھا۔ دوران قتال ہی انھوں نے اللہ تعالیٰ کے سامنے عرض کیا: ''اے اللہ ان مشرکین نے جو کچھ کیا ہے، میں اس سے بری ہوں اور ان مسلمانوں نے (درے والوں نے درہ چھوڑ کر اور دوسروں نے میدان سے منہ موڑ کر) جو کچھ کیا ہے میں تیری خدمت میں اس کی معذرت پیش کرتا ہوں۔''

Marfat.com

ثابت بن دحداح رضی اللہ عنہ کی جرات اور شہادت

حضرت ثابت بن دحداح رضی اللہ عنہ قبیلہ بلی سے تھے اور انصار کے حلیف تھے۔ انھوں نے جب حضور ﷺ کی شہادت کی افواہ سنی اور انصاری صحابہ کو بددل دیکھا تو نہایت پرجوش اور ایمان افروز لہجے میں فرمایا: ''اے انصار کے لوگو! اگر محمد ﷺ شہید بھی ہو گئے ہیں تو جان لو کہ اللہ حی و قیوم ہے۔ اپنے دین پر جانیں نچھاور کر دو۔ یقیناً اللہ تمھارا حامی و مددگار ہے۔''

انصار کے نوجوانوں نے ان کی بات سنی تو لبیک کہا اور ان کے ساتھ مل کر قریش کے گھوڑ سوار دستے پر حملہ کر دیا۔ کئی کافروں کو زخمی کیا، مگر دشمن کی کثرت اور ہجوم کے سبب بالآخر شہید ہو گئے۔

عمرو بن ثابت بن وقش رضی اللہ عنہ کی شہادت

اس خوش قسمت انسان کا قصہ بھی نہایت عجیب اور حیران کن مگر انتہائی ایمان افروز اور قابل رشک ہے۔ اس کا تعلق قبیلہ بنو اوس کی شاخ بنو اشہل سے تھا۔ اسے اسلام سے شدید نفرت تھی اور وہ اپنے قبیلے کے لوگوں کو قبول اسلام پر ملامت کرتا رہتا تھا۔ جنگ احد کا اعلان ہوتے ہی اللہ تعالیٰ نے اس کا دل اسلام کی طرف راغب کر دیا۔ مسلمان احد میں پہنچ چکے تھے کہ یہ سامان جنگ لے کر ان کے بعد میدان میں وارد ہوا۔ دوران جنگ بڑی ثابت قدمی سے لڑا۔ لوگ اس کی شجاعت کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ جب انھوں نے اسے پہچانا تو انھیں مزید تعجب ہوا۔ وہ اصیرم کے نام سے بھی معروف تھے۔ ان کے قبیلے کے لوگوں نے پوچھا: ''اے عمرو تو نے آج کمال کر دیا ہے، مگر یہ تو بتا کیا تو اپنے لوگوں کے ساتھ قبائلی عصبیت کی وجہ سے شامل ہو گیا ہے یا تو نے اسلام قبول کر لیا؟'' اس نے جواب دیا: ''میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لے آیا ہوں اور اسلام قبول کرنے کے بعد ہی میدان جنگ میں پہنچا ہوں۔ میں نے یہ زخم اللہ ہی کی راہ میں کھائے ہیں۔'' وہ شدید زخمی تھا۔ یہ گفتگو کرتے کرتے لوگوں کے ہاتھوں میں اس نے جان دے دی۔

حضور اکرم ﷺ نے اس کا واقعہ سنا تو فرمایا: ''وہ یقیناً اہل جنت میں سے ہے۔'' حضرت

Marfat.com

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ اصیرم اہل جنت میں سے ہے مگر اس نے نہ تو کوئی نماز پڑھی اور نہ ہی روزہ رکھا۔'' (اس صحابی کا واقعہ تفصیل کے ساتھ محمد احمد باشمیل نے سیرت الحلبیہ اور البدایہ و النہایہ کے حوالے سے اپنی کتاب غزوہ اُحد میں لکھا ہے)۔

حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی آنکھ

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ، آنحضور ﷺ کے جانثار صحابی تھے، جنگ احد میں جہاں دیگر صحابہ نے حضور ﷺ کا دفاع کیا وہاں حضرت قتادہ کو بھی یہ شرف حاصل ہوا کہ انھوں نے آنحضور ﷺ کی کمان سے دشمن پر تیز اندازی کی اور اس قدر تیر چلائے کہ کمان کی تانت ٹوٹ گئی، مگر کمان ٹوٹ جانے کے بعد بھی حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ دشمنوں کے تیر روکنے کے لیے آنحضور کے سامنے کھڑے رہے۔ ایک تیر حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی آنکھ میں آلگا اور ان کی آنکھ کا ڈھیلا نکل کر ان کے گال پر آرہا۔ آنحضور ﷺ نے جو یہ صورت حال دیکھی تو آپ کو بڑا دکھ پہنچا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اے قتادہ! اگر تو چاہے تو اپنی آنکھ کی شہادت پر صبر کرلے اور اللہ تعالیٰ تجھے جنت عطا فرمائے گا، لیکن اگر تیری خواہش ہو تو میں تیری آنکھ کا ڈھیلا واپس تیری آنکھ میں رکھ دیتا ہوں۔'' حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''یارسول اللہ جنت تو بہت ہی اچھا بدلہ ہے، مگر میری خوب صورت بیوی ہے جو مجھے بھی خوب صورت دیکھنا چاہتی ہے۔ اس لیے آپ میری آنکھ واپس لوٹا دیں۔'' چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے ان کی آنکھ کا ڈھیلا ان کی آنکھ کے اندر رکھ دیا اور ان کے حق میں دعا بھی کی۔

آپ کی دعا کے یہ الفاظ نقل کیے گئے ہیں: ''اے اللہ! قتادہ کے حسن و جمال کو دوبالا کر دے۔ اے اللہ! تو قتادہ کی اس طرح حفاظت فرما جس طرح اس نے تیرے نبی کی حفاظت کی ہے۔ اے اللہ! قتادہ کی اس آنکھ کو نہایت حسین اور نہایت دوربین بنا دے۔'' اس واقعہ کے بعد حضرت قتادہ کی یہ آنکھ دوسری آنکھ سے زیادہ بصارت رکھتی تھی۔ دوسری آنکھ جھپکتی تھی جبکہ یہ جھپکتی نہ تھی۔

شوقی ابوخلیل نے اپنی کتاب غزوۂ اُحد میں ابن کثیر اور دیگر مستند مؤرخین کے حوالے سے

Marfat.com

اصمعی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت قتادہ کی اولاد میں سے ایک شخص حضرت عمر بن عبدالعزیز کے ہاں حاضر ہوا۔ آپ نے پوچھا: ''تم کون ہو؟'' اس نے فی البدیہہ جواب دیا:

اَنَا ابْنُ الَّذِیْ سَالَتْ عَلَی الْخَدِّ عَیْنُهٗ
فَرُدَّتْ بِکَفِّ الْمُصْطَفٰی اَحْسَنَ الرَّدِّ
فَعَادَتْ کَمَا کَانَتْ لِاَوَّلِ اَمْرِهَا
فَیَا حُسْنُهَا عَیْنًا وَ یَاحُسْنَ مَاخَدِّ

میں اس کا بیٹا ہوں جس کی آنکھ رخسار پر آ ڈھلکی تھی، پھر وہ نہایت بہترین طریقے سے محمد مصطفےٰ ﷺ کے دست مبارک سے اپنی جگہ لوٹا دی گئی تھی۔

پس وہ اسی طرح ٹھیک اور صحت مند ہو گئی تھی جس طرح پہلے تھی۔ اس آنکھ کے حسن کا کیا کہنا اور اس رخسار کے جمال کا کیا پوچھنا......

سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے فرمایا:

تِلْکَ الْمُکَارِمُ لَا قَعْبَانِ مِنْ لَبَنٍ
شِیْبَا بِمَاءٍ فَعَادَا بَعْدُ اَبْوَالًا

(واقعتاً) یہ حقیقی فضائل و درجات ہیں' یہ دودھ کے دو پیالے نہیں ہیں جن میں کبھی پانی ملایا جاتا ہے اور کبھی جانوروں کا بول و براز اس میں گر جاتا ہے۔

یعنی مراد یہ ہے کہ لوگ اپنے آباؤ اجداد کی مالداری اور ان کے ریوڑ گلے پر فخر کرتے ہیں، مگر اصل فخر کے قابل تو وہ زندہ جاوید کارنامے ہیں جن کو کوئی چیز نہ مٹا سکتی ہے نہ گہنا سکتی ہے۔ پھر حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ان سے بہت اچھا سلوک کیا اور انھیں انعام و اکرام سے نوازا۔ حضرت قتادہ کی آنکھ کا یہ واقعہ ان کے مناقب میں بیان کرنے کے علاوہ آنحضور ﷺ کے معجزات میں بھی نقل کیا جاتا ہے۔ سیرۃ الحلبیہ میں بھی یہ واقعہ پوری تفصیل کے ساتھ بیان ہوا ہے۔

Marfat.com

(معجزات سرورِ عالم ﷺ ص: ۶۰-۶۱، سیرۃ الحلبیہ، ج ۲، ص ۳۴۲-۳۴۴)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ کی شہادت کا تذکرہ گزر چکا ہے۔ یہ خزرج کی شاخ بنو سلمہ کے سردار تھے۔ مشہور صحابی حضرت جابر رضی اللہ عنہ انھی کے فرزند تھے۔ شہادت کے بعد کفار نے ان کا مثلہ کر دیا تھا۔ ان کی بہن ہند بنت عمرو رضی اللہ عنہا اور ان کے بیٹے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ان کا یہ حال دیکھا تو بے اختیار رونے لگے۔ اس موقع پر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تم لوگ تو رو رہے ہو، مگر عبداللہ رضی اللہ عنہ کے اوپر اللہ کے فرشتوں نے سایہ کر رکھا ہے۔'' (بخاری، مسلم اور نسائی)

حدیث کی کتابوں میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بارے میں بڑے ایمان افروز واقعات ملتے ہیں۔ انھوں نے اپنے پیچھے بیوہ، ایک بیٹا اور نو دس بیٹیاں چھوڑی تھیں۔ سردار قبیلہ ہونے کے باوجود عیال داری، فیاضی اور مہمان نوازی کی وجہ سے بہت سا قرض بھی ان کے ذمے تھا۔ جنگ پر جانے سے قبل اپنے بیٹے جابر سے کہا: ''جان پدر مجھے یقین ہے کہ اس جنگ میں مجھے شہادت کا درجہ نصیب ہوگا۔ رسول اللہ مجھے اپنی جان، مال و اولاد ہر چیز سے بڑھ کر محبوب ہیں، آپ ﷺ کے بعد مجھے تم سب سے زیادہ محبوب ہو۔ میں تمھیں وصیت کرتا ہوں کہ اپنی ماں کی اطاعت کرنا، بہنوں سے بہتر سلوک کرنا اور میرے ذمے جو قرض ہے اسے ادا کر دینا۔''

حضور اکرم ﷺ جنگ سے واپس لوٹے تو مدینہ کا ہر گھرانہ سوگوار تھا۔ آپ سب لوگوں کے ہاں جاتے اور انھیں تسلی دیتے۔ حضرت جابر کے ہاں گئے تو وہ بہت دلگیر تھے۔ جب ان سے وجہ پوچھی تو انھوں نے عرض کیا: ''یارسول اللہ! آپ جانتے ہیں کہ میرے والد جنگ میں شہید ہو گئے ہیں، اب میری ماں اور بہنوں کا بوجھ میرے اوپر ہے اور قرض خواہ بھی مجھ سے تقاضے کرتے رہتے ہیں۔'' آنحضور نے ارشاد فرمایا: ''جابر، کیا میں تجھے ایک خوشخبری نہ سناؤں؟'' انھوں نے عرض کیا: ''ضرور یارسول اللہ!'' آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے کبھی کسی بندے سے حجاب کے بغیر بات نہیں کی، مگر اس نے تیرے باپ سے بغیر کسی حجاب کے بالمشافہ گفتگو فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے کہا:

Marfat.com

''اے عبداللہ جو چاہے مانگ میں تجھے عطا کر دوں گا۔'' اس پر عبداللہ نے کہا: ''اے اللہ مجھے دنیا میں واپس بھیج دے تاکہ میں پھر تیری راہ میں لڑوں اور شہادت کا لطف اٹھاؤں''۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''یہ میرا قطعی فیصلہ ہے کہ دنیا سے آنے کے بعد کوئی واپس نہیں جائے گا۔'' اس پر عبداللہ نے عرض کیا: ''یا اللہ میرے پس ماندگان کو میرے اس حال کی اطلاع دے دے۔'' چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں:

وَ لَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِیۡنَ قُتِلُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ اَمۡوَاتًا ؕ بَلۡ اَحۡیَآءٌ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ یُرۡزَقُوۡنَ ﴿۱۶۹﴾ فَرِحِیۡنَ بِمَاۤ اٰتٰہُمُ اللّٰہُ مِنۡ فَضۡلِہٖ ۙ وَ یَسۡتَبۡشِرُوۡنَ بِالَّذِیۡنَ لَمۡ یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ مِّنۡ خَلۡفِہِمۡ ۙ اَلَّا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ﴿۱۷۰﴾ یَسۡتَبۡشِرُوۡنَ بِنِعۡمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ وَ فَضۡلٍ ۙ وَّ اَنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیۡعُ اَجۡرَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۱۷۱﴾ (آل عمران ۳: ۱۶۹-۱۷۱)

جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوئے ہیں انھیں مردہ نہ سمجھو، وہ تو حقیقت میں زندہ ہیں، اپنے رب کے ہاں رزق پا رہے ہیں، جو کچھ اللہ نے انھیں اپنے فضل سے دیا ہے اس پر خوش و خرم ہیں اور مطمئن ہیں کہ جو اہل ایمان ان کے پیچھے دنیا میں رہ گئے ہیں اور ابھی وہاں نہیں پہنچے ہیں ان کے لیے بھی کسی خوف اور رنج کا موقع نہیں ہے۔ وہ اللہ کے انعام اور اس کے فضل پر شاداں و فرحاں ہیں اور ان کو معلوم ہو چکا ہے کہ اللہ مومنوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے تفسیر ابن کثیر جلد اول صفحہ ۳۳۶-۳۳۷)

یہ ارشاد نبوی سن کر حضرت جابر کے دل کو قرار آ گیا۔ آنحضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب تمھارے کھجور کے باغات میں پھل پک جائے تو اسے اتار کر ڈھیر لگا دینا اور مجھے اطلاع بھیجنا۔'' جب پھل پکے اور انھیں اتار کر ڈھیر لگا دیے گئے تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کو اطلاع دی۔ آنحضور ﷺ تشریف لائے اور خود اپنے ہاتھ سے قرض خواہوں کو کھجوریں تول تول کر دیں۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ تم کھجوریں قرض خواہوں کے درمیان ان کے قرض کے مطابق تقسیم کرو اور خود دعا میں مشغول ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے کھجوروں

Marfat.com

میں اتنی برکت ڈال دی کہ قرضہ ادا ہو جانے کے بعد بھی اچھی خاصی مقدار بچ گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جابر یہ تمھارے خاندان کے لیے اللہ نے رزق بھی بچا دیا ہے۔ اٹھاؤ اور گھر لے جاؤ''۔

یہ واقعہ آنحضور ﷺ کے معجزات میں بھی شمار کیا جاتا ہے۔ تفصیل کے لیے امام بیہقی کی کتاب دلائل النبوۃ دیکھی جاسکتی ہے۔ نیز ولید الاعظمی کی کتاب المعجزات المحمدیہ' اُردو ترجمہ معجزاتِ سرورِ عالم (ص: ۱۲۴) میں بھی یہ ایمان افروز معجزہ ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ سیرۃ ابن ھشام ، القسم الثانی ،ص ۹۳ سے لے کر ۱۰۲ تک تفصیلات دیکھی جاسکتی ہیں۔

Marfat.com

کافروں کے ذریعے حق کی مدد

مُخَیریق یہودی کا قتل

مُخَیریق مدینہ کے عربی النسل یہودیوں میں سے تھا۔ جنگ احد کے دن اس نے مدینہ کے یہودیوں سے کہا: ''اے یہودی قوم خدا کی قسم تم جانتے ہو کہ موجودہ جنگ میں محمد ﷺ کی مدد کرنا تمھارے اوپر فرض ہے۔'' یہود نے یک زبان جواب دیا: ''آج تو یوم سبت ہے۔'' اس نے کہا: ''تم کہاں سبت کو مانتے ہو؟ محض بہانہ کر رہے ہو۔'' اس کے بعد اس نے اپنے ہتھیار لیے اور نکل کھڑا ہوا۔ جاتے ہوئے اس نے یہ وصیت بھی کی کہ اگر مجھے جنگ کے دوران کچھ ہو جائے تو میرا سب مال جائیداد محمد ﷺ کے لیے ہے۔ وہ اس کے ساتھ جو چاہے کرے۔

یہ شخص میدان احد میں مسلمانوں کے ساتھ مل کر کفار مکہ سے خوب لڑا۔ میدان جنگ میں یہ قتل ہو گیا تو آنحضور ﷺ کو اس کی اطلاع دی گئی۔ آپ نے فرمایا: ''مُخَیریق تمام یہودیوں سے بہترین انسان تھا۔'' اس نے اپنے پیچھے سات باغات چھوڑے تھے۔ حضور اکرم نے وہ باغات فی سبیل اللہ وقف کر دیے۔ تاریخ اسلام میں علامہ ابن کثیر کے بقول یہ سب سے پہلی جائیداد تھی جو اوقاف کی مد میں شامل کی گئی۔

یہودیوں کے ساتھ آنحضور ﷺ نے معاہدے کیے تھے جن کا تفصیلی تذکرہ حدیث اور تاریخ کی کتابوں میں ملتا ہے، مگر یہودیوں نے کبھی ان معاہدوں کی پابندی نہ کی۔ یہودیوں کی میثاق شکنی اور بدعہدی کے تذکروں سے قرآن مجید بھرا پڑا ہے۔ یہ شخص واقعی قابل قدر تھا کہ اس نے ایفائے عہد کیا، مگر چونکہ ایمان سے محروم تھا اس لیے مسلمانوں کا جنگ میں ساتھ دینے کے باوجود اسے جنتی نہیں قرار دیا جا سکتا۔ (اللہ اپنی رحمت سے نواز دے تو وہ قادرِ مطلق بھی ہے اور غفور

Marfat.com

ورحیم بھی۔)

قزمان کا قتل

قزمان کا تذکرہ جنگ احد کے حالات میں کثرت سے آتا ہے۔ یہ بڑا طاقتور اور بہادر شخص تھا۔ حضرت عاصم بن عمرو بن قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ عجیب شخص تھا۔ ہمیں اس کے بارے میں کچھ زیادہ معلومات بھی نہ تھیں۔ جنگ احد میں ہمارے ساتھ مل کر اس نے بہادری کے بڑے کارنامے سرانجام دیے۔ تیر، تلوار اور نیزے برچھی ہر ہتھیار کو خوب آزمایا۔ وہ دشمن کی صفوں کے اندر گھس جاتا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے اس کے بارے میں ارشاد فرمایا: ''وہ دوزخی ہے۔'' ہمیں بڑا تعجب ہوا۔ جب اس کے جرات مندانہ کارناموں کا تذکرہ ہوا تو بھی آپ ﷺ نے یہی فرمایا کہ وہ اہل النار میں سے ہے، چونکہ جنگ میں وہ شدید زخمی ہو گیا تھا۔ اس لیے اسے اٹھا کر بنی ظفر کے گھروں میں سے ایک گھر میں لایا گیا کہ وہ ان کا حلیف تھا۔

مسلمان اس کی مزاج پرسی کے لیے گئے اور اس سے کہا: ''اے قزمان خدا کی قسم تم آزمائش کے وقت بڑی بہادری سے ثابت قدم رہے۔ ان کارناموں پر تمھیں مبارکباد اور خوشخبری ہو۔'' یہ سن کر اس نے جواب دیا: ''آپ لوگ مجھے کس بات پر مبارکباد دے رہے ہیں اور کیوں خوشخبری سنا رہے ہیں۔ خدا کی قسم میں تو اپنے قومی تفاخر کے لیے لڑتا ہوں۔ اگر یہ جذبہ کارفرما نہ ہوتا تو میں ہرگز نہ لڑتا۔''

حضرت قتادہ نے بھی اس سے کہا: ''اے ابولغیداق تجھے شہادت مبارک ہو۔'' ان کو بھی اس نے جواب میں کہا: ''اے ابوعمرو خدا کی قسم میں دین کے لیے نہیں لڑا۔ میں تو اس لیے لڑا ہوں کہ قریش کی حملہ آور فوجیں ہماری سرزمین کو نہ روند ڈالیں اور ہمارے شہر کو تاراج نہ کریں۔'' جب زخموں کی تکلیف ناقابل برداشت ہوگئی تو قزمان نے تلوار سے اور بعض روایات کے مطابق تیر سے خودکشی کر لی۔ اس پر ایک شخص آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کو سارے واقعہ کی اطلاع دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا سچا رسول

Marfat.com

ہوں۔''

رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کوئی شخص بہادر کہلانے کے لیے جنگ کرتا ہے۔ کوئی حمیت و عصبیت کے تحت ہتھیار اٹھاتا ہے اور کوئی نمایش اور ریا کے جذبے سے سرشار ہوتا ہے، ان میں سے کس کی جنگ جہاد کہلاتی ہے؟'' آپ نے جواب دیا: ''ان میں سے کوئی بھی مجاہد نہیں۔ مجاہد تو وہ ہے جو اس لیے جنگ لڑے کہ اللہ کا کلمہ سربلند ہو جائے۔'' پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ اس دین کی تائید فرماتا ہے، کسی فاجر و فاسق کے ذریعے بھی۔'' مسند احمد میں امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی زبانی اس واقعہ کو یوں روایت کیا ہے: جب آپ ﷺ نے قزمان کی خودکشی کی خبر سنی تو بلال کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو جمع کرنے کے لیے آواز دیں۔ پھر آپ ﷺ نے لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ''بے شک جنت میں تو وہی داخل ہوگا جس نے اسلام کو دل سے قبول کیا۔ جہاں تک اس دین کا معاملہ ہے تو اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے کسی فاسق و فاجر کے ہاتھوں بھی دین کی تائید کا اہتمام کر دیتا ہے۔''

مسلمان کافروں سے معاہدہ کر سکتے ہیں، مگر یہ معاہدہ اسی صورت میں قابلِ قبول اور اسلامی کہلا سکتا ہے جب اس میں مندرجہ ذیل شرائط کا اہتمام کیا جائے:

۱- فوجوں کی کمان مسلمانوں کے ہاتھ میں رہے، کافر محض مقاتلین کی حیثیت میں ان کی کمان کے تحت اسلام دشمنوں سے لڑیں۔

۲- کافروں سے یہ معاہدہ کسی مسلم ریاست یا قوت کے مقابلے کے لیے نہیں بلکہ کسی کافر دشمن کا مقابلہ کرنے کے لیے کیا جائے۔

۳- کافروں کو اپنے اندرونی معاملات اور راز جو محض مسلمانوں ہی کو بتائے جا سکتے ہیں نہ بتائے جائیں۔

۴- کافروں کے ساتھ کیے ہوئے معاہدے کی پابندی تو کی جائے گی، مگر کافروں کے ساتھ ولایت (حقیقی دوستی) نہیں کی جا سکتی۔ یہ دوستی تو اہلِ ایمان ہی کے درمیان قائم

Marfat.com

ہو سکتی ہے۔

۵- ایسا ہر معاہدہ اسلامی اصولوں کے مطابق باطل متصور ہوگا جس میں مسلم مقاتلین پر کسی غیر مسلم کو افسر یا کمانڈر مقرر کیا جائے، کیونکہ اسلام کا یہ بڑا بنیادی اصول ہے: اَلْاِسْلَامُ یَعْلُوْا وَلَا یُعْلٰی۔

(طبرانی فی الاوسط، بیہقی فی الدلائل، روایت حضرت عمر بن خطاب۔ دارقطنی، روایت عائذ بن عمرو، اسلم بن سہل۔ حضرت معاذ بن جبل سے بھی یہ روایت مروی ہے۔)

--❀--❀--❀--

Marfat.com

آنحضور ﷺ کا پہاڑی پر تشریف لے جانا

ابوسفیان کا فخر وغرور

جنگ اُحد میں مسلمانوں کو خاصی زک اٹھانا پڑی۔ بہت سے قیمتی افراد میدان جنگ میں شہید ہو گئے اور سالارِ اعلیٰ رسول رحمت ﷺ بہت سے ساتھیوں سمیت شدید زخمی ہوئے۔ دشمن نے آپ ﷺ کے گرد جو گھیرا ڈال رکھا تھا' اس کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے۔ صحابہ کرام نے بڑی جوانمردی کے ساتھ دشمن کے حملوں کو روکا اور آنحضور ﷺ کو بحفاظت پہاڑی کے اوپر لے گئے۔ آنحضور ﷺ پہاڑی کے اوپر تشریف فرما تھے اور آپ کے جانثار آپ کے گرد جمع تھے۔ سردار قریش ابوسفیان اور اس کے لشکری اس غیر متوقع کامیابی پر پھولے نہ سما رہے تھے۔ ہر جانب لات وہبل اور عزیٰ کی جے کے نعرے لگ رہے تھے۔

پہاڑی کے دامن میں نعروں کے اس شور کے درمیان ابوسفیان فخر وغرور کے ساتھ اپنی کامیابی پر اپنے ساتھیوں کی تحسین کر رہا تھا۔ قریش کی خاندانی عصبیت اس کے دل ودماغ پر پوری طرح مسلط تھی۔ اس نے بلند آواز سے کہا: ''قریش کی عارضی شکست کا بدلہ لے لیا گیا ہے، یوم بدر کا داغ مٹا دیا گیا ہے۔ جنگوں میں پانسہ پلٹتا رہتا ہے، اگر بدر کے دن حالات نے ہمارے خلاف فیصلہ دیا تھا تو آج تاریخ ہمارے حق میں اعلان صادر کر چکی ہے۔''

حضور اکرم ﷺ ابوسفیان کی باتیں سن رہے تھے، مگر خاموش تھے۔ ابوسفیان نے کہا: ''میرے جوانمردوں نے محمد ﷺ کا گلا کاٹ دیا ہے۔ ذرا بتاؤ کیا محمد ﷺ تمھارے درمیان اب موجود ہے؟'' کوئی جواب نہ پا کر ابوسفیان نے کہا: ''ابوقحافہ کا بیٹا (ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) بھی ہماری تلواروں کا لقمہ بن گیا ہے۔'' اس پر بھی کوئی جواب نہ آیا تو سردار قریش نے متکبرانہ انداز میں اپنی

Marfat.com

آواز کو مزید بلند کرتے ہوئے کہا: ''ہم نے خطاب کے بیٹے عمر رضی اللہ عنہ کی گردن بھی ناپ دی ہے۔''
یہ سن کر آنحضور ﷺ کے حکم سے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنی رعب دار آواز میں جواب دیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جواب

''اے دشمن خدا، جن جن کا تم نے نام لیا ہے، وہ سب زندہ سلامت ہیں اور ان کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ تجھے رسوا کرے گا۔''

اس واقعہ کی تفصیلات سیرت کی اکثر کتابوں میں ملتی ہیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: زادالمعاد جلد دوم صفحہ ۲۳۷، سیرت الحلبیہ جلد دوم صفحہ ۳۹) مؤرخین کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جواب سن کر ابوسفیان کا نشہ تھوڑا سا اترا، مگر اب بھی وہ اپنی کامیابی پر مخمور تھا۔ اس نے نعرہ لگایا: اُعْلُ هُبَلُ یعنی ہبل زندہ باد اس کے جواب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اَللّٰهُ اَعْلٰى وَاَجَلُّ اللہ رب العزت اعلیٰ اور اجل ہے۔ ابوسفیان نے کہا: لَنَا الْعُزّٰى وَلَا عُزّٰى لَكُمْ. ہمارا مددگار عزیٰ ہے اور تمھارا کوئی عزیٰ نہیں۔ آنحضور ﷺ کے حکم سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اَللّٰهُ مَوْلٰنَا وَلَا مَوْلٰى لَكُمْ۔ اللہ ہمارا کارساز ہے اور تمھارا کوئی کارساز نہیں۔ ابوسفیان نے کہا: آج مقتولین بدر کا بدلہ لے کر ہم نے اپنا سینہ ٹھنڈا اور معاملہ برابر کر دیا ہے۔ اس کے جواب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قَتْلَانَا فِي الْجَنَّةِ وَ قَتْلَاكُمْ فِي النَّارِ۔ یعنی معاملہ برابر کیسے ہوسکتا ہے۔ ہمارے شہدا جنت میں ہیں اور تمھارے مقتولین دوزخ میں ہیں۔

جملہ معترضہ کے طور پر یہاں یہ بات بھی قارئین کے پیش نظر رہنی چاہیے کہ ابوسفیان نے جن تین شخصیات کا نام لے کر ان کے قتل کا دعویٰ کیا تھا وہ مسلمانوں کے نزدیک ہی ان کے مسلّمہ رہنما نہ تھے، بلکہ اہل کفر بھی اس حقیقت سے باخبر تھے کہ مسلمانوں کی قیادت کن افراد کے ہاتھ میں ہے۔ آنحضور ﷺ کی رحلت کے بعد جس ترتیب سے خلفائے راشدین نے آپ کی جانشینی کا حق ادا کیا ہے، دیگر محکم دلائل کے علاوہ یہ ایک بڑی وزنی دلیل ہے کہ دشمنوں کی نظروں میں بھی انھی لوگوں کا یہ مقام و مرتبہ تھا کہ وہ آنحضور ﷺ کے جانشین بنتے۔ مشہور محدث، مفسر، مؤرخ اور

Marfat.com

یگانہ روزگار محقق امام حافظ ابن قیم نے اس واقعہ کو دلیل بنا کر شیخین رضی اللہ عنہما کی خلافت پر بڑے محکم اور مسکت دلائل دیے ہیں۔

ابوسفیان نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز تو سن لی تھی، مگر اسے اب بھی یقین نہیں آ رہا تھا کہ واقعی اللہ کے رسول ﷺ زندہ ہیں۔ اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ ذرا نیچے آؤ میں تمھیں اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتا ہوں۔ حالت جنگ کے باوجود حضرت عمر رضی اللہ عنہ پہاڑ کی چوٹی سے نیچے آئے۔ جب ابوسفیان نے انھیں دیکھا تو کہا: ''اے عمر (رضی اللہ عنہ)! میں تمھیں خدا کی قسم دے کر کہتا ہوں مجھے بتاؤ کہ کیا ہم نے محمد ﷺ کو قتل نہیں کر دیا؟''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ''خدا کی قسم! نہیں۔ ہرگز نہیں۔ وہ اس وقت بھی تیری باتیں سن رہے ہیں۔'' اس پر ابوسفیان نے کہا: ''اے عمر میرے نزدیک تم ابن قمیہ سے زیادہ سچے اور زیادہ قابل اعتماد ہو۔''

ابن قمیہ نے ہی میدان جنگ میں دعویٰ کیا تھا کہ اس نے نبی ﷺ کو قتل کر دیا ہے۔ دراصل ابن قمیہ کے ہاتھوں حضرت مصعب ابن عمیر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تھے اور چونکہ وہ آنحضور ﷺ سے بہت مشابہت رکھتے تھے اس لیے ابن قمیہ نے سمجھا کہ آنحضور ﷺ شہید ہو گئے ہیں۔

آنحضور ﷺ کے زندہ ہونے کا یقین کر لینے کے بعد ابوسفیان نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: ''تم اپنے مقتولین میں سے بعض کے اعضاء کٹے ہوئے پاؤ گے۔ میں نے ان کا مثلہ کرنے کا حکم نہیں دیا تھا اور نہ اس عمل پر مجھے کوئی خوشی ہے، مگر میرے پرجوش ساتھیوں نے جو کام کیا ہے' اس پر میں افسوس کا اظہار بھی نہیں کر سکتا۔'' آخر میں ابوسفیان نے واپس جاتے ہوئے کہا: ''اب تک ہمارا تمھارا معاملہ برابر ہو گیا ہے۔ اگلے سال بدر کے میدان میں پھر مقابلہ ہوگا۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے اس چیلنج کو قبول کیا اور آنحضور ﷺ کے حکم سے سردار قریش سے کہا کہ ٹھیک ہے ایک سال بعد ہمارا تمھارا بدر کے میدان میں آمنا سامنا ہوگا۔

Marfat.com

حضور ﷺ کی پیاس اور پانی کی تلاش

حضور اکرم ﷺ شدید زخمی تھے اور پیاس کی وجہ سے آپ کا حلق خشک ہو گیا تھا۔ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پانی لانے کے لیے کہا۔ پہاڑی کی گھاٹیوں میں سے ایک گھاٹی میں چھوٹے سے گڑھے میں کچھ پانی تھا۔ حضرت علی وہ پانی لے کر آئے۔ مگر پانی کچھ صاف نہیں تھا اور اس میں بو پیدا ہو گئی تھی۔ آنحضور ﷺ نے اس میں سے کچھ نہیں پیا۔ آپ ﷺ نے اس پانی سے اپنے چہرے کے زخم کو دھویا۔ اس زخم میں سے اب تک خون بہہ رہا تھا۔ اسی دوران سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا تشریف لائیں اور آنحضور ﷺ کے زخم کو صاف کر کے ایک چٹائی کی راکھ بنا کر اس میں ڈالی اس سے فوری طور پر خون رک گیا اور پٹی باندھ دینے کے بعد آنحضور ﷺ کو درد کی شدت میں کمی محسوس ہوئی۔

آنحضور ﷺ کی پیاس کو دیکھ کر جانثار رسول محمد بن مسلمہ انصاری رضی اللہ عنہ پانی کی تلاش میں نکلے اور گرد و نواح میں دشمنوں کی موجودگی کے باوجود کسی خطرے کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے میٹھے اور صاف پانی تک پہنچ گئے۔ جب وہ خدمت نبوی ﷺ میں پانی لے کر حاضر ہوئے تو آنحضور ﷺ کو بڑی خوشی ہوئی۔ آپ نے پانی پیا اور حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو بہت دعائیں دیں۔

نبی اکرم زخموں کی وجہ سے نڈھال تھے۔ آپ نے اس روز بیٹھ کر نماز پڑھائی' کیونکہ کھڑا ہونا آپ کے لیے ممکن نہ تھا۔ آپ کی اقتداء میں تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی بیٹھ کر نماز پڑھی۔ آنحضور ﷺ کے پیچھے جب صحابہ صفوں میں بیٹھ گئے، تو مردوں کے پیچھے خواتین نے صف بنائی۔ اس وقت چودہ خواتین موجود تھیں جنھوں نے نماز میں شرکت کی۔ مؤرخین نے بیان کیا ہے کہ جو صحابہ زخمی نہیں تھے' اس روز انھوں نے بھی بیٹھ کر ہی نماز پڑھی۔

ابوسفیان اپنے ساتھیوں کے ساتھ میدان احد سے روانہ ہوا۔ اس وقت تک کچھ معلوم نہیں تھا کہ وہ مکہ کی راہ لے گا یا مدینہ کا رخ کرے گا۔ ہادی اعظم قریش کے لشکر پر باقاعدہ نظر رکھے

Marfat.com

ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا: ’’اگر قریش کے لشکری گھوڑوں پر سوار ہوئے اور اونٹوں کو ساتھ کوتل بنایا تو سمجھو کہ وہ مدینہ کی طرف رخ کریں گے اور اگر وہ اونٹوں پر سوار ہوئے اور گھوڑوں کو کوتل کیا تو جان لیں کہ ان کی منزل مکہ ہے۔‘‘ اس دوران میں آنحضور ﷺ نے اپنے ساتھیوں کو کہہ دیا تھا کہ تم لوگ اس بات کے لیے تیار رہو کہ اگر دشمن مدینہ کی طرف رخ کرتے ہیں تو ہمیں ان کا رستہ روکنا ہے۔ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پہاڑ کے دامن میں بھیج دیا تھا کہ وہ دشمن کی حرکات و سکنات پر نظر رکھیں اور فوراً صورت واقعہ کی اطلاع دیں۔ تھوڑی دیر بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اطلاع دی کہ قریش اونٹوں پر سوار ہوئے ہیں۔

قریشی فوجوں کے چلے جانے کے بعد نبی اکرم ﷺ پہاڑ سے اترے۔ میدان میں زخمیوں اور شہداء کے بارے میں معلومات جمع کیں۔ شہدا کے جسم مختلف مقامات سے لا کر اکٹھے کیے گئے۔ اسی موقع پر آپ ﷺ نے حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا تھا کہ ان کا کیا حال ہے۔ ان کی شہادت کا واقعہ پچھلے صفحات میں گزر چکا ہے۔ اپنے شہدا کو دفن کرنے کے علاوہ میدان بدر کی طرح اس جنگ میں بھی کافروں کے مقتولین کو آنحضور ﷺ نے ایک گڑھے میں ڈال کر اسے مٹی سے بند کروا دیا۔

شہدائے اُحد

شہدا کو دفن کرنے کے بعد آنحضور ﷺ نے عاجزی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سامنے ان کے درجات کی بلندی کے لیے دعا مانگی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اتنی شدت کے ساتھ کبھی روتے نہیں دیکھا جتنا آپ ﷺ شہدائے احد پر روئے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے جسد اطہر کو دیکھ کر آپ کی ہچکی بندھ گئی تھی اور آپ ﷺ کے ساتھ تمام صحابی بھی زار و قطار رو رہے تھے۔ بعض صحابہ کی میتیں ان کے رشتہ دار مدینہ لے گئے تھے، مگر آنحضور ﷺ کو پتہ چلا تو آپ نے حکم دیا کہ شہدائے احد کو مدینہ سے واپس لا کر یہیں میدان احد میں دفن کیا جائے۔ مسند احمد میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ہے کہ ان کی بہنوں

Marfat.com

نے اصرار کیا کہ اپنے والد عبداللہ بن حرام رضی اللہ عنہ کا جسد خاکی مدینہ لے آئیں اور اپنے قبیلہ بنو سلمہ کے قبرستان میں دفن کر دیں۔ چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ اپنے والد کی میت اونٹ پر لاد کر مدینہ لے آئے۔ قبر تیار ہو چکی، مگر شہید وفا کو ابھی دفن نہیں کیا گیا تھا کہ کسی نے آنحضور ﷺ کا یہ حکم سنایا۔ ''اس ذات کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ یہ اپنے بھائیوں کے ساتھ میدان احد میں ہی دفن کیا جائے گا۔'' چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ اپنے والد کو واپس احد لے گئے اور انھیں وہیں دفن کیا گیا۔

آنحضور ﷺ نے شہدائے احد کے حق میں دعا مانگتے ہوئے کہا: ''اے اللہ میں ان کے ایمان اور شہادت پر گواہ ہوں۔'' پھر فرمایا: ''یہ اللہ کی راہ میں زخمی ہوئے اور اسی کی راہ میں شہادت پائی۔ قیامت کے دن جب اللہ انھیں اٹھائے گا تو ان کے زخموں سے خون رس رہا ہوگا۔ ان کا رنگ سرخ ہوگا اور ان کے جسم سے مشک کی خوشبو آ رہی ہوگی۔''

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب تمھارے بھائی میدان احد میں اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر چکے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی روحوں کو اپنی طرف اٹھایا۔ سبز رنگ کے پرندوں کے پیٹ میں انھیں امن و سلامتی کے ساتھ محفوظ کیا، جنت کے میوے اور نعمتیں ان کے سامنے پیش کیں، اپنے عرش عظیم کے سائے میں سونے کی قندیلوں میں انھیں داخل کیا۔ جب ہر نعمت انھیں حاصل ہوگئی تو ان کے دل میں خواہش پیدا ہوئی' اے کاش! ہمارے بھائی بند جان لیتے کہ ہمیں کتنا بڑا انعام ملا ہے' تاکہ وہ کبھی جہاد سے منہ نہ موڑتے اور جنگ سے نفرت نہ کرتے۔ اس پر سورہ آل عمران کی آیات ۱۶۹ تا ۱۷۱ نازل ہوئیں۔'' (ان آیات کا تذکرہ حضرت عبداللہ بن حرام کی شہادت کے واقعہ میں پہلے گزر چکا ہے)۔

شہدائے احد کا مقام بڑا بلند ہے۔ آنحضور ﷺ اکثر ان کی قبروں پر تشریف لے جایا کرتے تھے اور ان کے فضائل کا تذکرہ فرمایا کرتے تھے۔ اپنی رحلت سے قبل جس طرح آپ

Marfat.com

اپنے زندہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے رخصت ہوئے تھے‘ اسی طرح آپ احد کے میدان میں بھی جا کر شہدائے احد سے ہمکلام ہوئے اور ان سے بھی الوداعی کلمات کہے۔

شہدائے اُحد کے بارے میں صحاح ستہ کی کتابوں ابوداؤد‘ نسائی اور ترمذی میں روایت پائی جاتی ہے جس کے راوی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں جب انھوں نے احد کی جانب نہر کھدوائی تو کھدائی کے دوران بعض شہدا کی قبریں نہر میں آ گئیں۔ ان کے جسم یوں تر و تازہ تھے جیسے کوئی زندہ انسان سویا ہوا ہو۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاؤں پر کدال لگی تو اس میں سے خون پھوٹ نکلا۔ یہ ان شہدا کی شہادت کے ۴۶ سال بعد کا واقعہ ہے۔ بہت سے صحابہ اس وقت زندہ تھے اور انھوں نے خود اپنی آنکھوں سے اس واقعہ کا مشاہدہ کیا۔ امام بیہقی نے بھی اس واقعہ کا تذکرہ کیا ہے۔ عینی شاہدین کے مطابق قبروں میں سے مشک کی خوشبو آ رہی تھی اور تمام شہدا کے جسم یوں تر و تازہ تھے جیسے آج ہی دفن کیے گئے ہوں۔ شہداء کے جسموں کو مٹی نہیں کھاتی۔ (البدیة والنهایة، ج۱،ص ۶۷۷-۶۸۰، سیرة ابن هشام، ۹۶-۱۰۰)

میدانِ اُحد میں آنحضور ﷺ کی دعا

شہدا کی تدفین سے فارغ ہونے کے بعد آنحضور ﷺ مدینہ کی طرف پلٹے مگر مدینہ آنے سے پہلے آنحضور ﷺ نے ایک اجتماعی دعا مانگی جو امام بخاری نے اپنی کتاب الادب المفرد میں پوری نقل کی ہے اور امام احمد نے بھی اپنی مسند میں اسے روایت کیا ہے۔ یہ دعا اتنی ایمان افروز اور جامع ہے کہ ہم یہاں اس دعا کا ترجمہ نذرِ قارئین کرنا چاہتے ہیں۔

اے اللہ! تمام تعریف تیرے ہی لیے ہے جسے تو چھوڑ دے اُسے کوئی باندھ نہیں سکتا اور جسے تو باندھ دے اسے کوئی چھڑا نہیں سکتا۔ جسے تو گمراہ کر دے اسے کوئی راہ راست پر نہیں ڈال سکتا اور جس کی تو رہنمائی فرما دے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا۔ جو چیز تو روک لے اسے کوئی عطا کرنے والا نہیں اور جو چیز تو عطا فرما دے اسے کوئی روکنے والا نہیں۔ جسے تو اپنی رحمت سے دور ہٹا دے اسے کوئی تقرب بخشنے والا نہیں

Marfat.com

اور جسے تو مقرب بنالے اسے تیرے دربار سے کوئی دور نہیں کر سکتا۔

اے اللہ اپنی برکات، اپنی رحمت، اپنا فضل اور اپنا رزق، ہمیں وافر عطا فرما دے۔ اے اللہ میں تنگی کے دنوں میں تجھ سے تیری نعمتوں کا طلبگار ہوں اور خوف کے دن تجھ سے امن کا خواستگار ہوں۔ اے اللہ جو چیز تو ہمیں عطا فرمائے اس کے شر سے بھی اور جس چیز سے تو ہمیں محروم رکھے اس کے شر سے بھی میں تیری پناہ کا طالب ہوں۔ اے اللہ ایمان کو ہمارے لیے محبوب بنا دے اور اسے ہمارے دلوں میں مزین کر دے اور کفر، فسق اور نافرمانی سے ہمیں متنفر کر دے اور ہمیں ہدایت یافتہ لوگوں میں سے بنا دے۔ اے اللہ ہمیں اپنے مطیع فرمان بندوں کی حیثیت سے موت عطا فرما اور اسی حیثیت سے زندہ رکھ۔ اے اللہ ہمیں اپنے صالح بندوں کے زمرے میں شامل فرما۔ ہر قسم کی ذلت اور فتنے سے محفوظ رکھ۔ اے اللہ کافروں کو ہلاک کر دے جو تیرے رسولوں کو جھٹلاتے ہیں، تیرے راستے سے روکتے ہیں، تو اپنی پکڑ اور عذاب ان پر مسلط کر دے۔ اے اللہ اہل کتاب کے کافروں کو بھی قتل کر ڈال۔ اے اِلٰہ حقیقی تیرے بندے کی یہ دعا تیری قبولیت کی منتظر ہے۔'' (البداية والنهاية، ج۱ص۶۸۷)

--❀--❀--❀--

Marfat.com

باب پنجم

واقعات بعد از غزوۂ اُحد

Marfat.com

اُحد سے مدینہ کی جانب

شہداء کی تدفین سے فارغ ہونے کے بعد آنحضور ﷺ نے اپنے ساتھیوں کو مدینہ کی جانب کوچ کا حکم دیا۔ یہ منظر بڑا عجیب تھا۔ لوگوں کے دل بھی زخمی تھے اور جسم بھی زار و نزار۔ آنحضور ﷺ اپنے لشکر کے آگے آگے تھے اور انصار و مہاجرین میں سے کبار صحابہ آپ کے دائیں بائیں اور پیچھے چل رہے تھے۔ اکثر زخمیوں کو اونٹوں پر بٹھا دیا گیا تھا جبکہ بعض کو ان کے احباب نے کندھوں پر اٹھا رکھا تھا۔

ایک عظیم صحابیہ رضی اللہ عنہا

صحابہ کی جماعت تاریخ انسانی کی عظیم ترین جماعت تھی۔ ان لوگوں کو آنحضور ﷺ سے جو والہانہ محبت تھی، اس کی کوئی مثال تاریخ انسانی کے کسی دوسرے دور میں نہیں ملتی۔ قرآن کے الفاظ میں نبی ﷺ کی ذات مومنین کے لیے ان کی اپنی جانوں سے زیادہ محبوب ہے اور حدیث رسول ﷺ میں ایمان کو اس بات سے مشروط کیا گیا ہے کہ مومن اپنی جان، اولاد، والدین غرض ہر چیز سے زیادہ محبوبِ خدا سے محبت کرے۔ زخمیوں کا یہ قافلہ اپنے قائد کی قیادت میں اپنے شہر کی طرف رواں دواں تھا اور ادھر اہل شہر جنگ کی پریشان کن خبروں سے واقف ہو چکے تھے۔ مدینہ میں رہ جانے والے اہل ایمان میں سے اکثریت عورتوں اور بچوں کی تھی۔ خواتین اسلام اپنے گھروں سے احد کی جانب نکل کھڑی ہوئیں۔ بنو دینار کی ایک صحابیہ [حضرت خنساءؓ] بھی ان خواتین میں شامل تھیں۔ اسے راستے ہی میں بتایا گیا کہ اس کے والد، اس کا خاوند، اس کا بھائی اور اس کا بیٹا میدان جنگ میں شہید ہو گئے ہیں۔ ان سب کی شہادت پر اس نے انا للہ پڑھا اور بے قراری

Marfat.com

سے پوچھا: ''رسول اللہ ﷺ کا کیا حال ہے؟'' لوگوں نے کہا: وہ بخیریت ہیں۔ اس نے کہا: ''مجھے ایک نظر آنحضور ﷺ کو دیکھ لینے دو تاکہ میرا دل مطمئن ہو جائے۔'' چنانچہ اس عظیم خاتون کو آنحضور ﷺ کے پاس لایا گیا۔ آنحضور ﷺ کو دیکھنے کے بعد اس نے کہا: ''یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس معرکے سے زندہ سلامت ہمارے پاس بھیج دیا ہے۔ اب مجھے کسی چیز کا کوئی غم نہیں۔''

حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا

راستے ہی میں آنحضور ﷺ کی پھوپھی زاد بہن حمنہ بنت جحشؓ آپ سے ملیں۔ آپ ﷺ نے انھیں دیکھتے ہی کہا: ''اے بہن! جو مصیبت آئی ہے اللہ تعالیٰ اس پر تجھے اجر عطا فرمائے۔'' انھوں نے پوچھا: ''یارسول اللہ! کیا ہوا؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیرے ماموں حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے۔'' یہ سن کر انھوں نے انا للہ پڑھا اور کہا: اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، انھیں شہادت مبارک ہو۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ''اللہ تجھے اجر عطا فرمائے۔'' انھوں نے عرض کیا: ''کس کے بدلے میں یارسول اللہ؟'' ارشاد ہوا: ''تیرے بھائی عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے بدلے میں۔'' اس پر بھی انھوں نے پہلے ہی الفاظ دہرائے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے پھر فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تجھے اجر عطا فرمائے۔'' پوچھا: ''کس کے بدلے میں؟'' تو فرمایا: ''تیرے شوہر مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے بدلے میں'' یہ سن کر سیدہ حمنہؓ کی چیخ نکل گئی۔ آنحضور ﷺ پر بھی رقت طاری ہوگئی اور آپؐ نے فرمایا: ''عورت کے لیے اس کے نیک شوہر کا جو مقام ہے وہ کسی دوسرے کا نہیں ہوسکتا۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر اپنی پھوپھی زاد بہن کو تسلی دی اور جب وہ پرسکون ہوئیں تو آپؐ نے پوچھا: ''تمھاری یہ کیفیت کیوں ہوگئی تھی؟'' انھوں نے عرض کیا: ''یارسول اللہ مصعب رضی اللہ عنہ بہت عظیم اخلاق کے مالک تھے اور انھوں نے اپنے پیچھے چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑے ہیں۔'' آپ نے اپنی بہن اور ان کے بچوں کے حق میں دعائے خیر مانگی۔

Marfat.com

حضرت حمنہ رضی اللہ عنہا نے معروف صحابی حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے دوسری شادی کی۔ ان سے سیّدہ حمنہ رضی اللہ عنہا کو حضرت محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہ جیسا عظیم سپوت اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بہت مالدار تھے اور مصعب رضی اللہ عنہ کے یتیم بچوں کے ساتھ ان کا سلوک اتنا کریمانہ تھا کہ لوگ اسے ضرب المثل کے طور پر پیش کیا کرتے تھے۔

ام سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ

مدینہ میں داخل ہونے سے پہلے سید الانصار حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی والدہ ام سعد رضی اللہ عنہا نظر آئیں۔ اس وقت آنحضور ﷺ گھوڑے پر سوار تھے اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے گھوڑے کی لگام پکڑ رکھی تھی۔ اپنی والدہ کو دیکھ کر انھوں نے کہا: ''یارسول اللہ! میری امی آرہی ہیں۔'' جب وہ قریب پہنچیں تو آنحضور ﷺ نے اپنا گھوڑا روک لیا، ام سعد رضی اللہ عنہا کی تعظیم کی اور انھیں سلام کہنے کے بعد ان کے بیٹے عمرو بن معاذ رضی اللہ عنہ کی شہادت پر ان سے تعزیت کی۔ عمرو بن معاذ رضی اللہ عنہ شہادت کے وقت ۳۲ سال کے تھے۔ انھیں ضرار بن خطاب نے شہید کیا تھا۔ قاتل نے ازراہ تمسخر کہا تھا کہ چل نوجوان میں موٹی آنکھوں والی حور سے تیری شادی کروادوں۔ آنحضور ﷺ نے اس بات کی گواہی دی کہ عمرو بن معاذ رضی اللہ عنہ جنت میں پہنچ گئے ہیں جہاں حوریں ان کے استقبال کے لیے منتظر تھیں۔

ام سعد بھی کتنی عظیم خاتون تھیں۔ اپنے لختِ جگر کی شہادت پر کہا: ''یارسول اللہ! یہ صدمہ تو بہت بڑا صدمہ ہے، مگر آپ ﷺ کو اپنے سامنے زندہ دیکھ کر صدمہ بہت ہلکا ہوگیا۔'' ام سعدؓ کی اس بات سے آنحضور ﷺ بہت متاثر ہوئے اور آپ نے جملہ شہدائے احد کے پسماندگان کے حق میں دعا کی۔ آپؐ نے فرمایا: ''اے ام سعد مجھ سے یہ خوشخبری سن لے اور تمام شہداء کے اہل و عیال کو یہ خوشخبری سنا دے کہ وہ سب وہاں اکٹھے ہیں اور خوش و خرم ہیں اور انھوں نے اپنے پسماندگان کے حق میں بھی اللہ تعالیٰ سے شفاعت کی ہے۔'' ام سعدؓ نے یہ سننے کے بعد کہا: ''یارسول اللہ! ان بشارتوں کے بعد اب اپنے بچھڑنے والوں پر کیوں کوئی آنسو بہائے؟'' آپؐ

Marfat.com

نے اس موقع پر دعا فرمائی تھی: ''اے اللہ! شہداء کے لواحقین کے غم دور فرمادے۔ ان کی اس مصیبت میں ان کا مددگار بن جا اور انھیں نعم البدل عطا فرما۔''

خون آلود تلواروں کی صفائی

۳ھ کے ماہ شوال میں جنگ احد لڑی گئی تھی۔ جس روز آنحضور ﷺ مدینہ میں داخل ہوئے وہ شوال کی پندرہ تاریخ تھی۔ آپ ﷺ زخموں سے چور تھے۔ آپ کو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے گھوڑے سے اتارا۔ پھر آپ ﷺ ان دونوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر اپنے گھر میں داخل ہوئے۔ گھر میں آکر آپ ﷺ نے اپنی تلوار اپنی بیٹی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے حوالے کی اور فرمایا: ''پیاری بیٹی! اسے دھو کر خون اتار دو۔ بخدا آج کے دن اس نے میرا خوب ساتھ دیا ہے''۔ اسی دوران میں سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی تلوار سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی طرف بڑھائی اور کہا: ''اسے بھی صاف کردو بلاشبہ یہ قابل تعریف تلوار ہے۔ اس نے میرے دل کو خوب ٹھنڈا کیا ہے۔'' کثرت قتال سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تلوار ٹیڑھی ہوگئی تھی۔ انھوں نے اس کی جانب اشارہ کیا تو آنحضور ﷺ نے برجستہ فرمایا: ''اے علی! بلاشبہ تو نے اپنی تلوار کے خوب جوہر دکھائے، مگر سہل بن حنیف (رضی اللہ عنہ)، ابودجانہ (رضی اللہ عنہ)، عاصم بن ثابت (رضی اللہ عنہ) اور حارث بن صمہ (رضی اللہ عنہ) نے بھی شمشیر زنی کا حق ادا کیا ہے۔''

جنگ کے بعد ہر گھر میں میدان جنگ کے واقعات زیر بحث تھے، بعض لوگ حیران تھے کہ یہ سارا کچھ کیسے ہوگیا۔ اس جنگ پر جامع ترین تبصرہ خود خالق کائنات نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ ان شاء اللہ وہ تبصرہ آیندہ صفحات میں نذر قارئین کیا جائے گا۔ جب آنحضور ﷺ کے گھر میں تلواریں دھوئی جارہی تھیں اور زخمیوں کی شدت تکلیف اور شہدا کی جدائی کا غم ہر گھر میں موضوع گفتگو تھا تو آنحضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا: ''ان شاء اللہ مشرکین پھر کبھی ہمارے مقابلے پر ایسی کامیابی حاصل نہیں کرسکیں گے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان پر فتح مبین عطا فرمائے

Marfat.com

گا۔" تاریخ گواہ ہے کہ جنگ احد کے بعد پھر کبھی کوئی ایسا موقع نہیں آیا کہ کافروں کو صحابہ کے مقابلے پر برتری حاصل ہوئی ہو۔ آنحضور ﷺ نے اپنی زندگی کے آخری لمحات تک فتوحات پر فتوحات حاصل کیں اور جب آپؐ اپنے رفیق اعلیٰ کی جانب رخت سفر باندھ رہے تھے تو جزیرہ نمائے عرب میں اسلام کے مدمقابل کوئی قوت باقی نہیں رہ گئی تھی۔

تِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ

ایک سال قبل جنگ بدر نے مکے کے ہر گھر میں صف ماتم بچھا دی تھی۔ اب جنگ احد کی وجہ سے مدینہ منورہ کا ہر گھرانہ سوگوار تھا۔ معرکہ بدر اہل کفر کے لیے اللہ کی پکڑ اور اس کا عذاب ثابت ہوا، جبکہ جنگ احد میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو آزمائش میں ڈالا۔ قرآن کے الفاظ میں اللہ تعالیٰ اہل ایمان میں سے شہدا کی صورت میں کچھ بندوں کو اٹھا کر ان کے درجات بھی بلند کرنا چاہتا تھا اور اسلام کے ساتھ ان کی وابستگی کا امتحان بھی لینا چاہتا تھا۔ اُحد میں ستر مسلمان شہید ہوئے جبکہ بدر میں بھی ستر کفار مارے گئے تھے۔ سورہ آل عمران کی آیت ۱۶۵ میں اللہ تعالیٰ نے اس جانب اشارہ کیا ہے۔

عددی لحاظ سے دونوں جنگوں میں فریقین کے علی الترتیب ستر ستر افراد قتل ہوئے، مگر فوجی تناسب سے مسلمانوں کا جانی خسارہ دس فیصد تھا، جبکہ کفار کا خسارہ ۷ فیصد تھا۔ دونوں جنگوں کے بعد کی فوری صورت حال کا جائزہ لینے سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ ہر دو فریقوں نے جنگ کے نتائج پر ایک دوسرے سے بالکل مختلف ردعمل کا اظہار کیا۔ یہ بالکل فطری امر تھا۔ اہل اسلام کے نزدیک علی وجہ البصیرت زندگی اللہ تعالیٰ کی امانت ہے اور مومن بطیّب خاطر اسے اللہ کے ہاتھ فروخت کر چکا ہے۔ لہٰذا جب یہ جان اللہ کی راہ میں کام آجائے تو بندہ مومن سمجھتا ہے کہ حق بحق دار رسید بلکہ بقول شاعر:

Marfat.com

جان دی ، دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

اس کے برعکس کافروں کے ہاں ایسا کوئی تصور نہیں۔ بدر کی شکست کی خبریں مکہ میں جس جس آدمی تک پہنچیں وہ بلبلا اٹھا۔ لوگوں کی گویا کمر ٹوٹ گئی اور پہلے تو وہ سکتے میں آ گئے اور پھر ماتم کرنے لگے۔ قریش کے سرداروں نے بعد میں اپنی جاہلی حمیت کی خاطر ماتم پر پابندی لگا دی کہ اس سے کمزوری کا اظہار ہوتا ہے۔ مدینہ منورہ میں جنگ احد کے نتیجے کی اطلاع پہنچی تو مسلم آبادی کے لیے بلاشبہہ یہ خبریں باعث تشویش تھیں، مگر بحیثیت مجموعی اسلامی معاشرے نے اس جاں کاہ صدمے کو بڑی پامردی اور صبر سے برداشت کیا۔ اس سلسلے کے کچھ واقعات پچھلے صفحات میں گزر چکے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ انسان غم اور خوشی کے جذبات کو محسوس کرتا ہے اور اس کا اظہار بھی کیا جاتا ہے۔ مدینہ منورہ میں بھی غم کے بادل تو چھا گئے تھے مگر جنت کی بشارت اور رضوان الٰہی کا یقین لوگوں کے لیے بہت بڑا سہارا ثابت ہوا۔ پھر اس کے ساتھ خود آنحضور ﷺ کا وجود مسعود لوگوں کے حوصلے بلند کرنے کے لیے ایک حقیقی سرچشمہ تھا۔ اسلام میں اس وقت تک مرنے والوں پر نوحہ کرنے سے منع نہیں کیا گیا تھا۔ اس لیے مدینہ میں خواتین نے اپنے عزیزوں کی جدائی پر آہ و بکا کی، مگر جونہی اللہ کے نبی نے اس سے منع فرمایا، لوگوں کی زبانیں خاموش ہو گئیں۔ اگرچہ آنکھوں سے آنسو جاری رہے اور ان پر نہ کسی کا کنٹرول ہوتا ہے' نہ ان پر کسی قسم کا کوئی مواخذہ ہوگا۔

علامہ ابن کثیر اور ابن اسحاق نے جنگ احد کے بعد کے واقعات کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جونہی مدینہ منورہ میں مدینہ کے عظیم سپوتوں کی شہادت کا پتہ چلا' خواتین نے نوحہ شروع کر دیا۔ آنحضور ﷺ بنو عبدالاشہل کے گھروں کے پاس سے گزرے تو عورتوں کے بین سنے۔ آپؐ

Marfat.com

کی آنکھوں سے بھی آنسو گر رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: ''حمزہ رضی اللہ عنہ کے لیے رونے والیوں کا ہجوم نہیں ہے۔'' حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ (سردارانِ بنی اوس) نے اپنے قبیلے کی خواتین کو حکم دیا کہ وہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے گھر جا کر ان کا سوگ منائیں۔ جب یہ خواتین وہاں آئیں اور آنحضور ﷺ نے ان کی آہ و بکا سنی تو آپؐ باہر نکلے۔ آپ نے انصاری صحابیات کا شکریہ ادا کیا۔ ان کے حق میں رحمت کی دعا کی اور فرمایا: ''اللہ تم کو بہترین اجر عطا فرمائے، بس جاؤ میں آج کے دن سے نوحہ اور بین کی ممانعت کرتا ہوں۔'' ابن ہشام کے بقول آنحضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب میں نے حمزہ رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا تھا تو میری خواہش یہ نہ تھی کہ ان کے لیے آہ و بکا کی جائے۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا کسی بھی مسلمان کو بچھڑنے والوں کے غم میں نوحہ نہیں کرنا چاہیے نہ گریبان پھاڑنے اور بال نوچنے کا ارتکاب کرنا چاہیے۔

جنگ سے واپسی کے بعد پہلی رات مدینہ اور اہل مدینہ پر بہت بھاری تھی۔ دشمن کا خطرہ ابھی تک موجود تھا اور مدینہ کے مردانِ جنگ کم وبیش سبھی زخمی تھے۔ صحابہ کرام کو سب سے زیادہ فکر اپنے ہادی اور آقا رسول رحمت ﷺ کی تھی۔ سب لوگوں نے وہ رات جاگ کر گزاری، اپنے ہتھیار تیار رکھے اور کسی بھی صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لیے کمربستہ رہے۔ اوس اور خزرج کے سرداروں نے اپنے نمایاں اور بہادر افراد کو مسلح کر کے آنحضور ﷺ کی حفاظت کے لیے مسجد نبوی کے آس پاس متعین کر دیا۔ آنحضور ﷺ نے جب ان انصار نوجوانوں کو دیکھا تو انصار کے حق میں آپ کے دل سے دعائیں نکلیں۔ سچی بات یہ ہے کہ مہاجر و انصار دونوں قدسی صفت جماعتیں عظمت کے بلند مقام پر نظر آتی ہیں مگر ایثار و قربانی اور بے لوث اسلامی خدمات کا جو ریکارڈ مدینہ کے ان عظیم سپوتوں نے قائم کیا' تاریخِ انسانی میں اس کی نظیر کہیں نظر نہیں آتی۔ ان کی شان میں تو خود ربّ کائنات بھی رطب اللسان ہے: وَ یُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ (الحشر ۵۹:۹)۔ اور اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں خواہ وہ اپنی جگہ خود محتاج

Marfat.com

ہوں۔

مدینہ کے لوگوں میں آج بھی مہمان نوازی، ایثار اور بے لوث محبت دیگر تمام خطوں اور شہروں کے مقابلے میں زیادہ ہے۔ یہ انصارِ مدینہ کا صدقۂ جاریہ اور فیضِ عام ہے۔ اسی سرزمین کو حضورِ پاک کا مسکن اور پھر مدفن ہونے کا اعزاز ملا۔ آں خنک شہرے کہ آنجا دل براست''۔

(البدایة و النهایة، ج ا، ص ۶۹۱-۶۹۳، سیرة ابن هشام، القسم الثانی، ص ۹۹-۱۰۰)

--❀--❀--❀--

Marfat.com

غزوہ حمراء الاسد

آنحضور ﷺ کی جرات اور جنگی حکمت عملی

ابوسفیان احد سے مکہ کی جانب روانہ ہوا تو 'روحاء' کے مقام پر لشکر قریش نے قیام کیا۔ روحاء مدینہ منورہ سے تیس میل کے فاصلے پر ہے۔ سردارانِ قریش ابوسفیان کے خیمے میں جمع ہوئے اور انھوں نے جنگ کے نتائج وعواقب پر غور وخوض شروع کیا۔ ان میں سے اکثر کی رائے یہ تھی کہ فتح پانے کے باوجود جنگ کے حقیقی ثمرات نہیں سمیٹے جاسکے۔ انھوں نے ابوسفیان کو ملامت بھی کی کہ اس نے مدینہ کی تاخت وتاراج کے بجائے مکہ کی راہ کیوں لی۔ ابوسفیان بہت زیرک اور محتاط انسان تھا۔ اسے معلوم تھا کہ مدینے کے اندر داخل ہوکر لوگوں پر حملہ کرنا اور ان کی قوت کو کچلنا کوئی بچوں کا کھیل نہیں۔ اس نے بڑی نرمی اور حکمت سے قریش کے جوشیلے سرداروں کو سمجھانے کی کوشش کی کہ جو عزت بن گئی ہے اسے خاک میں ملانے کی کوشش نہ کریں۔ صفوان بن امیہ نے بھی ابوسفیان کی حمایت کی۔ تاہم اس سے پرجوش نوجوانوں کو اطمینان نہ ہوا۔ ابوسفیان نے نوجوانوں کی رائے کی شدت دیکھ کر یہ عندیہ ظاہر کیا کہ مدینہ کا رخ کیا جائے، مگر اسی دوران میں آنحضور ﷺ کو مدینہ منورہ میں قریش کی اس مشاورت کی اطلاع مل گئی تھی' اور آپؐ نے مدینہ سے نکل کر قریش کا تعاقب کرنے کا فیصلہ فرمالیا تھا۔ دونوں جانب سے اعصابی جنگ بھی جاری تھی، چنانچہ ابوسفیان کے ایجنٹ اور مدینہ منورہ کے یہود ومنافقین شہر میں یہ افواہیں پھیلا رہے تھے کہ ابوسفیان کی فوجیں پلٹ کر آرہی ہیں جن کے ہاتھوں مدینہ میں اب کسی کی خیر نہیں ہوگی۔ ادھر آنحضور ﷺ کی تیاری

Marfat.com

اور قریشی فوجوں کی جانب روانگی کی اطلاعات بھی ابو سفیان تک پہنچ رہی تھیں۔

ایمان افروز مناظر

آنحضور ﷺ نے منادی کرائی کہ لوگ مسجد میں حاضر ہو جائیں۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی زبان سے آپ کا پیغام سن کر لوگ دیوانہ وار گھروں سے نکل آئے۔ زخمی اپنے زخموں کے باوجود حاضر ہو گئے۔ یہ منظر اتنا ایمان افروز تھا کہ قرآن مجید نے اس کی جو نقشہ کشی کی ہے اسے پڑھ کر انسان کی روح جھوم اٹھتی ہے اور صحابہ کرام کی عظمت کے سامنے انسان کا سر عقیدت و محبت سے جھک جاتا ہے۔ قرآن کے اس مضمون کا ذکر آئندہ صفحات میں آئے گا۔

آنحضور ﷺ کی پکار پر زخمی جس انداز میں نکلے اس کی ایک جھلک مؤرخ ابن ہشام کے الفاظ میں تاریخ کے صفحات میں یوں نظر آتی ہے: بنو عبدالاشہل کے دو نوجوان عبداللہ بن سہیل بن رافع رضی اللہ عنہ اور ان کے بھائی رافع بن سہیل بن رافع رضی اللہ عنہ جنگ میں شدید زخمی ہو گئے تھے۔ ان میں سے ایک نے خود یہ روایت بیان کی ہے کہ ہم دونوں بھائی شدید زخمی ہو کر احد سے لوٹے۔ میرے بھائی کے زخم مجھ سے زیادہ شدید اور تکلیف دہ تھے۔ ہمارے پاس کوئی سواری بھی نہ تھی۔ منادی سن کر میں نے اپنے بھائی سے کہا: ''اللہ کے رسول ﷺ اس نازک گھڑی میں دشمن کے تعاقب میں نکل رہے ہیں۔ کیا آج ہم آنحضور ﷺ کی رفاقت سے محروم رہ جائیں گے؟ ہمارے پاس سواری بھی نہیں اور زخم بھی کاری ہیں۔ میں نے اور میرے بھائی نے فیصلہ کیا کہ جو کچھ بھی ہو ہمیں ضرور آنحضور ﷺ کے ساتھ نکلنا چاہیے، چنانچہ ہم جہاد کے لیے نکل کھڑے ہوئے۔ جب میرے بھائی کے لیے چلنا مشکل ہو جاتا تو میں اسے اپنی پیٹھ پر اٹھا لیتا اور جب میں تھک جاتا تو میرا بھائی کچھ دور تک پیدل چل لیتا۔ یہاں تک کہ ہم حمراء الاسد پہنچ گئے۔'' (سیرۃ ابن ھشام جلد دوم، ص ۱۰۱)

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی امتیازی شان

مدینہ سے روانگی کے وقت آنحضور ﷺ نے حکم دیا کہ اس مہم میں ہمارے ساتھ صرف وہی

Marfat.com

لوگ چلیں جنھوں نے احد کی لڑائی میں شرکت کی ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو آنحضور ﷺ نے ان کی درخواست پر خصوصی اجازت دی۔ وہ احد میں اس وجہ سے شریک نہ ہو سکے تھے کہ ان کے والد حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ جنگ میں چلے گئے تھے اور انھیں گھر میں چھوڑ گئے تھے۔ باقی جن لوگوں نے بھی اجازت مانگی' آپ نے انھیں اجازت نہ دی۔ عبداللہ بن اُبَی نے بڑا اصرار کیا، مگر آپؐ نے اسے ساتھ لے جانے سے بالکل انکار کر دیا۔ اس بدبخت اسلام دشمن نے غزوۂ اُحد کے موقع پر جو حرکت کی تھی' اس کے بعد نہ معلوم کس منہ سے وہ ساتھ چلنے کی اجازت مانگ رہا تھا' سچی بات یہ ہے کہ جب کسی کا دل ایمان وحیا سے خالی ہو جائے تو وہ ہر شرمناک حرکت کرتا چلا جاتا ہے اور ضمیر تو چونکہ مردہ ہو چکا ہوتا ہے' اس لیے اس کی بے شرمی اور ڈھٹائی پر کبھی اندر سے اسے ملامت نہیں کی جاتی۔ اللہ تعالیٰ نفاق کے مرض سے ہمیشہ محفوظ رکھے۔

آنحضور ﷺ کی قیادت میں چھوٹا سا دستہ نماز فجر کے بعد مدینہ سے روانہ ہوا۔ اس دستے میں جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے' اکثر لوگ زخمی تھے۔ انصار کے قبیلہ بنوسلمہ کے چالیس زخمیوں کو دیکھ کر آنحضور ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! بنوسلمہ پر اپنی رحمت نازل فرما۔'' دستے میں شامل صحابہ میں سے طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کے جسم پر ۷۰، عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے ۲۰، کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے ۱۲، حارث بن صمہ رضی اللہ عنہ کے ۱۰، اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کے ۹ اور عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے بھی ۹ زخم تھے۔ آنحضور ﷺ نے جنگ احد میں لہرایا جانے والا جھنڈا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیا اور حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ کو لشکر کے آگے راہ نمائی کے لیے روانہ فرمایا۔

مشرک حلیف کا عظیم کارنامہ

بنوخزاعہ مسلمانوں کے حلیف تھے۔ ان کا سردار معبد بن ابی معبد الخزاعی اپنے قبیلے کے ساتھ ابھی تک شرک میں مبتلا تھا، مگر حلیف ہونے اور اپنی فطرت کی سلامتی کی وجہ سے آنحضور ﷺ سے انھیں خصوصی شغف اور تعلق تھا۔ بعد میں یہ مسلمان ہو کر صحابہ کی صف میں شامل

Marfat.com

ہوئے۔ ان دنوں یہ شام سفر سے واپسی پر مدینہ سے اپنے قبیلے کی جانب جا رہے تھے کہ حمراء الاسد کے مقام پر آنحضور ﷺ سے ان کی ملاقات ہوئی۔ انھوں نے اُحد کے واقعات پر آنحضور ﷺ سے اظہار تعزیت کیا اور اپنے قبیلے کے جذبات غم آپ تک پہنچائے۔ آنحضور ﷺ نے ان کا شکریہ ادا کیا۔ حافظ ابن حجر نے اس واقعے کو جس انداز میں بیان کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جنگی حکمت عملی کے لحاظ سے معبد نے مسلمانوں کی بڑی خدمت سرانجام دی۔ آنحضور ﷺ سے ملاقات کے بعد وہ تیز رفتاری سے روحاء کی جانب روانہ ہوا اور ابوسفیان کے پاس سے گزرا۔ ابوسفیان اسے دیکھ کر اس کی جانب لپکا اور اس سے مدینہ کے حال احوال پوچھے۔ معبد نے بڑی حکمت کے ساتھ ابوسفیان کو بتایا: ''محمد اپنے ساتھیوں کے ساتھ مدینے سے نکل چکا ہے۔ اس کے ساتھ سر بکف نوجوانوں کی ایسی جماعت ہے کہ میں نے ان جیسے نوجوان کبھی نہیں دیکھے۔ میں نے ایک نظر دیکھ کر ہی اندازہ لگا لیا کہ ان کے دل آتش انتقام سے بھڑک رہے ہیں، ان کی تلواریں تمھارے خون کی پیاسی ہیں، ان کی آنکھوں میں، میں نے خون دیکھا ہے۔ جو کچھ احد کے میدان میں ہوگیا ہے' اس کے صدمے نے ان کے غیض وغضب کو بھی بھڑکا دیا ہے اور ان کے ساتھیوں سے جو کوتاہی ہوگئی تھی اس پر انھیں شدید ندامت بھی ہے۔ ان کے جلو میں موت مجسم صورت میں نظر آرہی ہے۔''

معبد کی باتیں سن کر ابوسفیان کے ہاتھ پاؤں پھول گئے، مگر اس نے اپنے اضطراب پر پردہ ڈالتے ہوئے کہا: ''ہم نے تو ارادہ کر لیا ہے کہ پلٹ کر ان پر حملہ کریں اور ان کو مکمل طور پر کچل ڈالیں۔'' معبد نے کہا: ''اچھا تمھاری مرضی ہے ابھی چند لمحوں میں محمد کے گھوڑوں کی پیشانیاں تمھیں نظر آجائیں گی۔''

معبد نے اپنا کام کر کے اپنی راہ لی اور قریش کے لوگ مخمصے میں پڑ گئے۔ اب کسی میں بھی حوصلہ نہیں تھا کہ یہ خبر سننے کے بعد مدینہ کا رخ کرے۔ چنانچہ فوراً لشکر قریش نے مکہ کی راہ لی۔ دیگر امور کے علاوہ یہ واقعہ بھی اس حقیقت کو منکشف کرتا ہے کہ احد میں مسلمانوں کو صدمہ پہنچنے کے

Marfat.com

باوجود اسے مسلمانوں کی شکست اور قریش کی فتح قرار نہیں دیا جاسکتا۔

ابوسفیان نے مکہ کی راہ لینے سے پہلے ایک جنگی چال چلی اس نے قبیلہ عبدالقیس کے ایک شخص کو معاوضہ دے کر حمراء الاسد کے راستے مدینہ کی طرف روانہ کیا۔ طے شدہ منصوبے کے مطابق اس نے آنحضور ﷺ کے پاس پہنچ کر آپ کو بتایا کہ ابوسفیان بڑی تیاری کے ساتھ فیصلہ کن حملہ کرنے کے لیے پلٹ رہا ہے۔ اس نے ارادہ کرلیا ہے کہ مدینہ کی اینٹ سے اینٹ بجادی جائے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا: ''ہمیں کسی بات کا خوف نہیں ہے۔ ہم تو اس کے لشکر کے منتظر ہیں۔'' آنحضور ﷺ نے حمراء الاسد کے مقام پر تین دن رات قیام فرمایا۔ راتوں کو آگ جلائی جاتی تھی تاکہ دشمن اور اس کے جاسوسوں کو معلوم ہو کہ اسلامی لشکر اپنی جگہ ڈٹا ہوا ہے۔ ابوسفیان اور دیگر سردارانِ قریش کی ہوا اکھڑ چکی تھی' اس لیے وہ دھمکی آمیز پیغام روانہ کرنے کے ساتھ ہی مکہ کی جانب کوچ کر گئے۔

آنحضور ﷺ کے اس جرات مندانہ اقدام نے اہل ایمان کے حوصلے بلند کر دیے اور قریش مکہ کو یہ پیغام مل گیا کہ مدینہ کی اسلامی ریاست کوئی ترنوالہ نہیں ہے۔ وہ دشمنانِ اسلام جو حالات کے جائزے لے رہے تھے اور اسلام کی شکست کے منتظر تھے' ان کے حوصلے بھی پست ہوگئے۔ ایسے موقع پرست لوگ اس تاک میں رہتے ہیں کہ کوئی مناسب موقع ہاتھ آ جائے تو اس سے فائدہ اٹھالیں۔ یہ ابن الوقت کہلاتے ہیں۔

قرآن مجید نے ایسے لوگوں کو متربصین کہا ہے۔ جب آنحضور ﷺ کو اطلاع مل گئی کہ سردارِ قریش میدان چھوڑ کر بھاگ گیا ہے تو آپ کچھ دن حمراء الاسد کے مقام پر قیام کے بعد بڑی شان کے ساتھ مدینہ لوٹے۔ اللہ تعالیٰ نے پورے جزیرہ نمائے عرب میں اسلام کی دھاک بٹھادی۔

دو کافروں کا قتل

جنگ اُحد کے بعد قریش مکہ کے دو جنگجو آنحضور ﷺ کے ہاتھ لگے۔ آنحضور ﷺ نے ان

Marfat.com

دونوں کو قتل کرا دیا۔ ان میں سے ایک ابوعزہ عمرو بن عبداللہ الجمحی تھا اس کا ذکر پہلے بھی گزر چکا ہے یہ مشہور شاعر تھا۔ اسیرانِ بدر میں بھی یہ شامل تھا۔ آنحضور ﷺ نے اس پر رحم کھاتے ہوئے بغیر فدیہ لیے رہا کر دیا تھا۔ جنگ اُحد سے قبل اس نے آنحضور ﷺ کی ہجو اور اسلام دشمنی میں بہت کچھ لکھا تھا۔ قریش کی پلٹتی ہوئی فوجیں کچھ دیر کے لیے حمراء الاسد کے مقام پر رکی تھیں۔ جب ان لوگوں نے کوچ کیا تو ابوعزہ شاعر سو رہا تھا۔ وہ اسے وہیں چھوڑ گئے۔ جب مسلمان وہاں پہنچے تو اسے گرفتار کر لیا۔

ابوعزہ کو آنحضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ اس نے بڑی منت سماجت کی اور آنحضور ﷺ سے معافی کا خواستگار ہوا۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا: ''مومن ایک سوراخ سے دو بار نہیں ڈسا جاتا۔ میں نے تجھے جنگ بدر کے بعد رہا کر دیا تھا، مگر تو نے احسان کا بدلہ بدعہدی اور غدر سے دیا۔ اب اگر میں تجھے چھوڑ دوں گا تو تو اپنی ڈاڑھی پر ہاتھ پھیر کر لوگوں کو کہتا پھرے گا کہ میں نے محمد (ﷺ) کو دو بار دھوکا دیا ہے۔''

پھر آپ ﷺ نے حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اس کی گردن مار دیں۔ حضرت عاصم نے اشارہ پاتے ہی مشرک کی گردن اُڑا دی۔

قریش مکہ کا دوسرا فرد بنوامیہ کا سردار معاویہ بن مغیرہ بن ابی العاص بن امیہ بھی مسلمانوں کے ہاتھ لگا۔ یہ بڑا شر پسند انسان تھا۔ قریش کی فوجیں مکہ کی جانب روانہ ہوئیں تو یہ مدینہ کی جانب چل دیا اور وہاں جا کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہو گیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اُسے دیکھا تو فرمایا: ''تو نے مجھے بھی ہلاک کر دیا ہے اور خود بھی ہلاک ہو گیا ہے۔'' یہ سن کر اس نے بڑی ہوشیاری سے کہا: ''اے میرے چچا کے بیٹے! میرا تیرے سوا یہاں کون ہے؟ خدا کے لیے مجھے پناہ دے دو۔'' حضرت اُم کلثوم بنت رسول اللہ ﷺ گھر کے اندر ان کی گفتگو سن رہی تھیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، معاویہ بن مغیرہ کو گھر کے ایک کمرے میں بند کر کے آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ قبل اس کے کہ وہ آنحضور ﷺ سے اس کے لیے امان طلب کرتے۔ آنحضور ﷺ نے

Marfat.com

اعلان فرمایا کہ معاویہ مدینہ میں داخل ہو گیا ہے اسے ڈھونڈ نکالو، چنانچہ لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہوئے۔ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے اس کمرے کی طرف اشارہ کیا جہاں اُسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ چھوڑ گئے تھے۔

معاویہ گرفتار ہونے کے بعد آنحضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آنحضور ﷺ نے اس کے قتل کا حکم صادر فرمایا۔ وہ مدینہ میں جاسوسی اور مذموم عزائم کے لیے آیا تھا۔ آنحضور ﷺ کا حکم سنتے ہی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''یارسول اللہ! خدا کی قسم میں آپ کی خدمت میں اس کے لیے امان طلب کرنے حاضر ہوا تھا خدا کے لیے اسے میرے حوالے کر دیجیے اور قتل نہ کروائیے۔'' آنحضور ﷺ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بڑی محبت کرتے تھے۔ آپؐ نے اپنا فیصلہ تبدیل فرما دیا اور معاویہ بن مغیرہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حوالے کرتے ہوئے فرمایا: ''اگر یہ تین دنوں کے بعد یہاں پایا گیا تو خدا کی قسم اسے قتل کر دیا جائے گا۔''

اگلے دن آنحضور ﷺ تو حمراء الاسد کی طرف روانہ ہو گئے اور ۳ دن آپؐ نے وہاں قیام کیا۔ اس عرصے میں معاویہ مدینے سے بھاگا۔ آنحضور ﷺ نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ اس کا تعاقب کریں۔ آپؐ نے فرمایا کہ فلاں مقام پر تم اُسے پاؤ گے۔ جونہی اسے دیکھو اسے قتل کر دو، چنانچہ یہ دونوں صحابی اس کی تلاش میں نکلے اور آنحضور ﷺ کے بتائے ہوئے مقام پر اُسے جا لیا۔ وہیں وہ ان کے ہاتھوں جہنم رسید ہوا۔ یہ معاویہ بن مغیرہ اموی بادشاہ عبدالملک بن مروان کا نانا تھا۔ عبدالملک کی والدہ اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی دادی عائشہ معاویہ بن مغیرہ کی بیٹی تھی۔

رئیس المنافقین کی تذلیل

جنگ احد کے بعد عبداللہ بن اُبی کی قلعی بالکل کھل گئی تھی، اگرچہ اس سے پہلے بھی آنحضور ﷺ اور صحابہ کرام اس کی حقیقت سے بے خبر نہ تھے۔ اس کا طریق کار یہ تھا کہ وہ موقع بے موقع اپنی اہمیت جتلانے کی کوشش کرتا رہتا تھا۔ آنحضور ﷺ اس کے عزائم کو جاننے کے

Marfat.com

باوجود از راہ حکمت اسے برداشت کرتے رہتے تھے۔ مسجد نبوی میں جب آنحضور ﷺ جمعہ کا خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوتے تو یہ شخص فوراً اٹھ کر ایک تقریر جھاڑتا۔ اس کا مضمون یہ ہوتا تھا: ''اے لوگو! یہ تمھارے درمیان اللہ کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کی بدولت تمھیں عزت و شرف بخشا ہے، تم اُن کی مدد کرو، اُن کے ہاتھ مضبوط کرو ان کی بات کو سنو اور اطاعت کرو۔'' جنگ اُحد کے بعد پہلا جمعہ آیا تو حسب عادت یہ شخص اُٹھ کھڑا ہوا، مگر لوگوں نے اس کا دامن کھینچ کر کہا: ''اے دشمن خدا! بیٹھ جاؤ تم یہ باتیں کرنے کے اہل نہیں ہو۔ تم نے جنگ سے قبل جو کچھ کیا وہ کسی سے پوشیدہ نہیں، اب کس منہ سے سمع وطاعت کی باتیں کرتے ہو؟''

عبداللہ بن اُبی کے لیے زندگی میں پہلا موقع تھا کہ بر سر عام لوگوں نے اُسے آئینہ دکھا دیا تھا۔ وہ برافروختہ ہو کر لوگوں کی گردنوں کے اوپر سے پھلانگتا ہوا باہر کی جانب لپکا۔ دروازے پر خزرج کے لوگوں نے اس سے کہا: ''تم یہ کیا حرکت کر رہے ہو، واپس پلٹو اور اللہ کے نبی سے معافی مانگو۔ وہ تمھارے لیے اللہ سے استغفار کریں گے اور اللہ تمھیں معاف کر دے گا۔'' مگر اس نے کہا: ''نہیں مجھے ان کی دعا کی ضرورت نہیں ہے۔'' سورہ المنافقون میں اللہ نے اس جانب اشارہ کیا ہے:

وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَ رَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَ هُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۵﴾ سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۶﴾ (المنافقون ۶۳: ۵-۶)

''اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ آؤ تا کہ اللہ کا رسول تمھارے لیے مغفرت کی دعا کرے تو سر جھٹکتے ہیں اور تم دیکھتے ہو کہ وہ بڑے گھمنڈ کے ساتھ آنے سے رکتے ہیں۔ اے نبی! تم چاہے ان کے لیے مغفرت کی دعا کرو یا نہ کرو، ان کے لیے یکساں ہے۔ اللہ ہرگز انھیں معاف نہ کرے گا۔ اللہ فاسق لوگوں کو ہرگز ہدایت نہیں دیتا۔''

اس مضمون کو مزید تاکید کے ساتھ سورہ التوبہ کی آیت ۸۰ میں بیان کیا گیا ہے جہاں پر

Marfat.com

ارشاد فرمایا: ''اگر تم ستر مرتبہ بھی ان (منافقین) کے لیے دعائے مغفرت کرو گے تو اللہ انھیں ہرگز معاف نہ کرے گا۔''

یہ رسول اللہ ﷺ کی عظمت تھی کہ ان منافقین کے کرتوت سامنے آجانے اور اللہ رب العزت کی طرف سے ان کی شدید مذمت کیے جانے کے باوجود آپ نے ان کی ظاہری حالت اور زبانی دعوائے ایمان کو ملحوظ رکھتے ہوئے اُنھیں برداشت کیا اور نہایت صبر و تحمل کے ساتھ انھیں اسلامی معاشرے کے شہریوں کی حیثیت سے ان کے تمام حقوق ادا فرماتے رہے۔ اللہ نے اس منافق کو بہت رسوا اور ذلیل کیا۔ اس کے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عبداللہ نے ایک جنگ سے واپسی پر اسے مدینہ میں داخل ہونے سے روک دیا تھا۔ یہ واقعہ اس کتاب کے اگلے حصوں میں ان شاء اللہ تفصیل سے آئے گا۔ منافق نہ دنیا میں عزت و احترام پا سکتا ہے، نہ آخرت میں نجات! اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِکَ مِنَ النِّفَاقِ وَالشِّقَاقِ وَسُوْءِ الْاَخْلَاقِ. (تفصیلات دیکھیے: سیرۃ ابن ھشام، القسم الثانی، ص ۱۰۱-۱۰۲، البدایۃ والنھایۃ، ج ۱، ص ۶۹۳-۶۹۴)

--❀--❀--❀--

Marfat.com

جنگ اُحد پر قرآن مجید کا تبصرہ

جنگ اُحد آنحضور ﷺ کی حیات طیبہ کے اہم ترین واقعات میں سے ہے۔ جنگ بدر کی طرح اس جنگ میں بھی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کامیابی عطا فرمائی تھی، مگر درے پر متعین تیر اندازوں کی غلطی سے جنگ کا پانسہ پلٹ گیا۔ قرآن مجید نے جنگ اُحد پر بڑا جامع تبصرہ کیا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: ''جنگ احد کے واقعات تو بیان کیجیے۔'' اُنھوں نے جواب میں فرمایا: ''سورہ آلِ عمران کی آیت نمبر ۱۲۰ سے آگے سورہ کے آخر تک پڑھ لو، تمھیں سارے حالات خود بخود معلوم ہو جائیں گے۔'' یہ تقریباً ساٹھ آیات ہیں جن میں جنگ اُحد کے حالات کو موضوع بحث بنایا گیا ہے۔

آنحضور ﷺ کی جنگ کے لیے روانگی اور دو گروہوں کی بزدلی

آغاز میں آنحضور ﷺ کے صبح سویرے اپنے گھر سے نکلنے اور پھر دو گروہوں کی بزدلی کا تذکرہ ہے۔ ارشاد باری ہے:

وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۲۱﴾ اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ۙ وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ؕ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ (آل عمران ۳:۱۲۱-۱۲۲)

''اے پیغمبر! مسلمانوں کے سامنے اس موقع کا ذکر کرو، جب تم صبح سویرے اپنے گھر سے نکلے تھے اور (اُحد کے میدان میں) مسلمانوں کو جنگ کے لیے جا بجا مامور کر رہے تھے، اللہ ساری باتیں سنتا ہے اور وہ نہایت باخبر ہے۔ یاد کرو جب تم میں سے دو گروہ بزدلی دکھانے پر آمادہ ہو گئے تھے، حالانکہ اللہ ان کی مدد پر موجود تھا اور مومنوں کو اللہ ہی پر بھروسہ

Marfat.com

رکھنا چاہیے۔"

جیسا کہ اس سے قبل وضاحت کی جا چکی ہے یہ بنو سلمہ اور بنو حارثہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جن کی ہمتیں وقتی طور پر عبداللہ بن اُبی اور اس کے ساتھیوں کی اسلامی فوجوں سے علیحدگی کے بعد پست ہو گئی تھیں، مگر آنحضور اور کبار صحابہ کے سمجھانے سے یہ دونوں قبیلے سنبھل گئے اور دشمن سے مقابلے کے لیے کمر ہمت باندھ لی۔

غزوۂ بدر کا تذکرہ

اس سے آگے آیت نمبر ۱۲۳ میں احد پر تبصرہ کرتے ہوئے بدر کا حوالہ دیا گیا ہے کہ اس میدان میں تمھاری تعداد اور ساز و سامان کی کمی کے باوجود اللہ کی نصرت سے تمھیں عظیم الشان فتح ملی تھی۔ اس جنگ (اُحد) میں بھی اگر تقویٰ، شکر اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا بھرپور اہتمام کیا جاتا تو کوئی وجہ نہ تھی کہ دشمن تمھارے مقابلے پر کامیابی حاصل کر لیتے۔ ارشاد فرمایا:

وَ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

(آل عمران ۳:۱۲۳)

آخر اس سے پہلے جنگ بدر میں اللہ نے تمھاری مدد کی تھی، حالانکہ اس وقت تم بہت کمزور تھے۔ لہٰذا تم کو چاہیے کہ اللہ کی ناشکری سے بچو۔ امید ہے کہ اب تم شکر گزار بنو گے۔

فرشتوں سے مدد کا وعدہ

میدان جنگ میں جب رسول اللہ ﷺ نے دشمن کی تعداد کا اندازہ لگایا تو پتہ چلا کہ وہ تین ہزار کے قریب ہیں۔ آپؐ کے ساتھ ایک ہزار افراد مدینہ سے نکلے تھے، مگر ان میں سے تین سو منافقین کے الگ ہو جانے کے بعد آپؐ کے ساتھیوں کی تعداد اب صرف سات سو تھی۔ اس موقع پر آنحضور ﷺ نے اپنے صحابہ کا حوصلہ بلند کرنے کے لیے ان سے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے ذریعے اہل ایمان کی مدد کرے گا۔ اس واقعہ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ

Marfat.com

مُنْزَلِيْنَ ﴿١٢٤﴾ بَلٰٓى ۙ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا وَ يَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ﴿١٢٥﴾ وَ مَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَ لِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ؕ وَ مَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿١٢٦﴾ لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ ﴿١٢٧﴾ (آل عمران ۳: ۱۲۴-۱۲۷)

''یاد کرو جب تم مومنوں سے کہہ رہے تھے کیا تمھارے لیے یہ بات کافی نہیں کہ اللہ تین ہزار فرشتے اتار کر تمھاری مدد کرے؟ بے شک اگر تم صبر کرو اور خدا سے ڈرتے ہوئے کام کرو تو جس آن دشمن تمھارے اوپر چڑھ کر آئیں گے، اسی آن تمھارا رب (تین ہزار نہیں) پانچ ہزار صاحبِ نشان فرشتوں سے تمھاری مدد کرے گا۔ یہ بات اللہ نے تمھیں اس لیے بتادی ہے کہ تم خوش ہو جاؤ اور تمھارے دل مطمئن ہو جائیں۔ فتح و نصرت جو کچھ بھی ہے اللہ کی طرف سے ہے جو بڑی قوت والا اور دانا و بینا ہے۔ (اور یہ مدد وہ تمھیں اس لیے دے گا) تا کہ کفر کی راہ چلنے والوں کا ایک بازو کاٹ دے یا ان کو ایسی ذلت آمیز شکست دے کہ وہ نامرادی کے ساتھ پیٹھ پھیر جائیں۔''

فیصلے کا اختیار اللہ کے پاس ہے

میدانِ جنگ میں آنحضور ﷺ کے شدید زخمی ہو جانے کے وقت بے ساختہ آپ کی زبان سے کچھ الفاظ نکلے جن پر اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے نبی کو تذکیر فرمائی۔ آپ نے کفار کے حق میں بددعا کی اور فرمایا: ''وہ قوم کیسے فلاح پا سکتی ہے جو اپنے نبی کو زخمی کرے۔'' وحی ربانی کا اس پر تبصرہ ملاحظہ فرمائیے:

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿١٢٨﴾ وَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٢٩﴾ (آل عمران ۳: ۱۲۸-۱۲۹)

''(اے پیغمبر) فیصلہ کے اختیارات میں تمھارا کوئی حصہ نہیں۔ اللہ کو اختیار ہے چاہے

Marfat.com

انھیں معاف کرے چاہے سزا دے کیونکہ وہ ظالم ہیں۔ زمین اور آسمانوں میں جو کچھ ہے اس کا مالک اللہ ہے، جس کو چاہے بخش دے، جس کو چاہے عذاب دے وہ معاف کرنے والا اور رحیم ہے۔"

ان آیات میں یہ اشارہ دیا گیا ہے کہ آج جن لوگوں کے ہاتھوں اہل اسلام اور خود پیغمبر اسلام کو اذیت اور تکلیف پہنچائی جا رہی ہے، کل یہی لوگ اسلام کے سچے پیروکار اور نبی رحمت کے مخلص جاں نثار بن کر کفر کے مقابلے پر سینہ سپر ہو جائیں گے۔ اللہ ان کو ہدایت دے گا اور ان کے گناہوں کو معاف فرما دے گا۔

یہ بات تاریخ میں ثبت ہے کہ اُحد کے میدان میں اسلام کے مقابلے پر لڑنے والی کافر فوج میں سے بہت سے تو حالت کفر میں قتل ہوئے اور اللہ کے دائمی عذاب میں گرفتار ہیں جبکہ ان میں سے ایک تعداد کو بالآخر ہدایت نصیب ہوئی۔ وہ ایمان کی دولت سے مالا مال ہوئے، آنحضور ﷺ کی صحبت وصحابیت کا شرف پایا اور عظیم کارنامے سرانجام دیے اور اللہ تعالیٰ کی دائمی جنتوں کے مستحق ٹھہرے۔

سود کی حرمت اور لالچ کی مذمت

جنگ احد میں تیر اندازوں نے اپنی جگہ اس لیے چھوڑ دی تھی کہ میدان میں مالِ غنیمت جمع کیا جا رہا تھا، چونکہ مال کی محبت انسان کو لالچی اور بزدل بنا دیتی ہے۔ اس لیے اس سورہ میں اللہ تعالیٰ نے سود کی حرمت اور سخت ترین الفاظ میں اس کی مذمت بیان کی ہے۔ سود بھی انسان کی مال سے محبت، طمع اور خود غرضی کا بہت بڑا سوتا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ مالِ غنیمت کے حوالے سے لوگوں کو متنبہ کیا ہے کہ اللہ کا نبی کسی کے ساتھ خیانت کرنے والا نہیں۔ مالِ غنیمت سے ان لوگوں کو بھی حصہ ملتا جو باقاعدہ اس کے جمع کرنے میں شریک نہیں تھے، مگر تیر اندازوں نے خیال کیا کہ شاید وہ محروم رہ جائیں گے۔ آیت ۱۳۰ میں سود کی حرمت واضح کی گئی ہے اور آیت ۱۳۱ میں آگ سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے جس آگ میں کافر اور سود خور جلائے جائیں گے۔ آیت ۱۶۱، ۱۶۲ میں ارشاد

Marfat.com

فرمایا:

وَ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ ؕ وَ مَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۶۱﴾ اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْۢ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ مَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ وَ بِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۶۲﴾ (آلِ عمران ۳: ۱۶۱-۱۶۲)

''اور کسی نبی کا یہ کام نہیں ہوسکتا کہ وہ خیانت کر جائے اور جو کوئی خیانت کرے تو وہ اپنی خیانت سمیت قیامت کے روز حاضر ہو جائے گا' پھر ہر متنفس کو اس کی کمائی کا پورا پورا بدلہ مل جائے گا اور کسی پر کچھ ظلم نہ ہوگا۔ بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ جو شخص ہمیشہ اللہ کی رضا پر چلنے والا ہو وہ اس شخص کے سے کام کرے جو اللہ کے غضب میں گھر گیا ہو اور جس کا آخری ٹھکانا جہنم ہو جو بدترین ٹھکانا ہے؟''

اس آیت کی تفسیر میں سید مودودیؒ تفہیم القرآن میں لکھتے ہیں:

''جن تیر اندازوں کو نبی ﷺ نے عقب کی حفاظت کے لیے بٹھایا تھا' انھوں نے جب دیکھا کہ دشمن کا لشکر لوٹا جا رہا ہے تو ان کو اندیشہ ہوا کہ کہیں ساری غنیمت انھی لوگوں کو نہ مل جائے جو اسے لوٹ رہے ہیں اور ہم تقسیم کے موقع پر محروم رہ جائیں۔ اسی بنا پر انھوں نے اپنی جگہ چھوڑ دی تھی۔ جنگ ختم ہونے کے بعد جب نبی ﷺ مدینہ واپس تشریف لائے تو آپؐ نے ان لوگوں کو بلا کر اس نافرمانی کی وجہ دریافت کی۔ انھوں نے جواب میں کچھ عذرات پیش کیے جو نہایت کمزور تھے۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا: بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنَّا نَغُلُّ وَلَا نُقَسِّمُ لَكُمْ۔ اصل بات یہ ہے کہ تم کو ہم پر اطمینان نہ تھا۔ تم نے یہ گمان کیا کہ ہم تمھارے ساتھ خیانت کریں گے اور تم کو حصہ نہیں دیں گے۔ اس آیت کا اشارہ اسی معاملہ کی طرف ہے۔ ارشادِ الٰہی کا مطلب یہ ہے کہ جب تمھاری فوج کا کمانڈر خود اللہ کا نبی تھا اور سارے معاملات اس کے ہاتھ میں تھے تو تمھارے دل میں یہ اندیشہ پیدا کیسے ہوا کہ نبی کے ہاتھ میں

Marfat.com

تمھارا مفاد محفوظ نہ ہوگا۔ کیا خدا کے پیغمبر سے یہ توقع رکھتے ہو کہ جو مال اس کی نگرانی میں ہو وہ دیانت، امانت اور انصاف کے سوا کسی اور طریقہ سے بھی تقسیم ہوسکتا ہے؟''(تفہیم القرآن جلد اول صفحات ۲۹۹-۳۰۰)

غلبہ اہل حق ہی کے لیے مقدر ہے

اللہ تعالیٰ نے جنگ پر جو تبصرہ کیا ہے' اس میں کمزوریوں کی نشاندہی بھی کی گئی ہے اور زخمی دلوں پر مرہم بھی رکھا ہے۔ بے لاگ تنقید کے ذریعے اہل ایمان کی تربیت مقصود تھی، ان کے حوصلے پست کرنا نہیں، چنانچہ انھیں خوشخبری سنائی گئی کہ غلبہ اور فتح انھی کے لے مقدر ہے۔ فرمایا:

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿١٣٩﴾ إِن يَمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهُ ۚ وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَتَّخِذَ مِنكُمْ شُهَدَاءَ ۗ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ﴿١٤٠﴾ وَلِيُمَحِّصَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَمْحَقَ الْكَافِرِينَ ﴿١٤١﴾ أَمْ حَسِبْتُمْ أَن تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنكُمْ وَيَعْلَمَ الصَّابِرِينَ ﴿١٤٢﴾ وَلَقَدْ كُنتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِن قَبْلِ أَن تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَأَيْتُمُوهُ وَأَنتُمْ تَنظُرُونَ ﴿١٤٣﴾ (آلِ عمران ۳: ۱۳۹-۱۴۳)

''دل شکستہ نہ ہو، غم نہ کرو، تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو۔ اس وقت اگر تمھیں چوٹ لگی ہے تو اس سے پہلے ایسی ہی چوٹ تمھارے مخالف فریق کو بھی لگ چکی ہے۔ یہ تو زمانہ کے نشیب و فراز ہیں جنھیں ہم لوگوں کے درمیان گردش دیتے رہتے ہیں۔ تم پر یہ وقت اس لیے لایا گیا کہ اللہ دیکھنا چاہتا تھا کہ تم میں سچے مومن کون ہیں اور ان لوگوں کو چھانٹ لینا چاہتا تھا جو واقعی (حق کے) گواہ ہوں، کیونکہ ظالم لوگ اللہ کو پسند نہیں ہیں اور وہ اس آزمایش کے ذریعہ سے مومنوں کو الگ چھانٹ کر کافروں کی سرکوبی کر دینا چاہتا تھا۔ کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ یونہی جنت میں چلے جاؤ گے، حالانکہ ابھی اللہ نے یہ تو جانچا ہی نہیں کہ تم میں کون وہ لوگ ہیں جو اس کی راہ میں جانیں لڑانے والے اور اس کی خاطر صبر

Marfat.com

کرنے والے ہیں۔ تم تو موت کی تمنائیں کر رہے تھے، مگر یہ اس وقت کی بات تھی جب موت سامنے نہ آئی تھی۔ لو اب وہ تمھارے سامنے آگئی اور تم نے اسے آنکھوں سے دیکھ لیا۔"

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو بتایا ہے کہ نظریہ سچا ہو یا جھوٹا اس کے ماننے والے اس کی خاطر مار کھاتے ہیں۔ سورہ نساء میں اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کو زیادہ وضاحت کے ساتھ پیش کیا ہے اور بتایا ہے کہ کافر بھی زخمی ہوتے ہیں اور قتل ہوتے ہیں اور اہل ایمان پر بھی یہ آزمائشیں آتی ہیں، مگر دونوں کے درمیان بڑا فرق ہے۔ وہ قتل کے بعد آگ کا ایندھن بن جاتے ہیں اور یہ قتل کے بعد ابدی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ فرمایا:

وَلَا تَهِنُوْا فِي ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ ؕ اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ ۚ وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۰۴﴾ (النساء ۴: ۱۰۴)

"اس گروہ کے تعاقب میں کمزوری نہ دکھاؤ۔ اگر تم تکلیف اٹھا رہے ہو، تو تمھاری طرح وہ بھی تکلیف اٹھا رہے ہیں اور تم اللہ سے اس چیز کے امیدوار ہو جس کے وہ امیدوار نہیں۔ اللہ سب کچھ جانتا ہے اور وہ حکیم و دانا ہے۔"

محمد ﷺ، اللہ کے رسول ہیں اُن کا پیغام ابدی ہے

میدان جنگ میں آنحضور ﷺ کی شہادت کی افواہ پھیل گئی تھی جس پر کئی صحابہ نے پامردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ اگر اللہ کے رسول ﷺ اس کی راہ میں شہید ہو گئے ہیں تو ہم پیچھے کیوں رہ جائیں۔ بعض صحابہ کرام افواہ کے نتیجے میں بددل بھی ہو گئے تھے۔ اس موضوع پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَا۟ئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا ؕ وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۴﴾ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ؕ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ

Marfat.com

مِنْهَا ۚ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا ؕ وَسَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۶﴾ وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۴۷﴾ فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۴۸﴾ (آلِ عمران ۳: ۱۴۴-۱۴۸)

’’محمد، اللہ کے ایک رسول ہیں۔ ان سے پہلے اور رسول بھی گزر چکے ہیں۔ پھر کیا اگر وہ وفات پا جائیں یا شہید کر دیے جائیں تو تم لوگ اُلٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟ یاد رکھو جو الٹا پھرے گا وہ اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا، البتہ جو اللہ کے شکر گزار بندے بن کر رہیں گے انھیں وہ اس کی جزا دے گا۔ کوئی ذی روح اللہ کے اذن کے بغیر نہیں مر سکتا۔ موت کا وقت لکھا ہوا ہے جو شخص ثواب دنیا کے ارادہ سے کام کرے گا‘ اس کو ہم دنیا ہی میں سے دیں گے اور جو ثواب آخرت کے ارادے سے کام کرے گا وہ آخرت کا ثواب پائے گا اور شکر کرنے والوں کو ہم ان کی جزا ضرور عطا کریں گے۔ اس سے پہلے کتنے ہی نبی ایسے گزر چکے ہیں جن کے ساتھ مل کر بہت سے خدا پرستوں نے جنگ میں حصہ لیا۔ اللہ کی راہ میں جو مصیبتیں ان پر پڑیں ان سے وہ دل شکستہ نہیں ہوئے، اُنھوں نے کمزوری نہیں دکھائی‘ وہ (باطل کے آگے) سرنگوں نہیں ہوئے۔ ایسے ہی صابر بندوں کو اللہ پسند کرتا ہے۔ اُن کی دعا بس یہ تھی کہ ’’اے ہمارے رب! ہماری غلطیوں اور کوتاہیوں سے درگزر فرما، ہمارے کام میں تیرے حدود سے جو کچھ تجاوز ہو گیا ہو اسے معاف کر دے۔ ہمارے قدم جما دے اور کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد فرما۔‘‘ آخر کار اللہ نے ان کو دنیا کا ثواب بھی دیا اور اس سے بہتر ثواب آخرت عطا کیا۔ اللہ کو ایسے ہی نیک عمل لوگ پسند ہیں۔‘‘

Marfat.com

کفار کی چالوں سے ہوشیار رہنے کی تلقین

جنگ اُحد سے پہلے اور اس کے بعد منافقین نے یہودیوں کے ساتھ مل کر مسلمانوں کی صفوں میں انتشار پھیلانے کی بھرپور کوشش کی۔ جنگ سے پہلے تو انھوں نے پراپیگنڈہ کیا کہ اس دفعہ قریش کی فوجیں بڑی تیاری کر کے آ رہی ہیں، وہ مدینہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گی۔ ساتھ ہی عبداللہ بن اُبی اپنے ساتھیوں سمیت اسلامی لشکر کا ساتھ چھوڑ کر واپس مدینے چلا گیا۔ جنگ کے بعد ان عناصر نے اور بھی کھل کر اپنی اسلام دشمنی کا مظاہرہ کیا۔ ایک جانب تو انھوں نے گھر گھر میں یہ افواہ پھیلا دی کی ابوسفیان کی فوجیں اب مدینہ پہنچا ہی چاہتی ہیں۔ دوسری جانب انھوں نے نہایت چالاکی سے سادہ لوح مسلمانوں کو یہ کہنا شروع کیا کہ محمد اگر اللہ کے نبی ہوتے تو نہ انھیں زخم لگتے اور نہ شکست کا منہ دیکھنا پڑتا۔ وہ تو محض ایک عام آدمی ہیں۔ خدا کی حمایت و نصرت کا انھوں نے تم کو جو یقین دلا رکھا ہے وہ محض ایک دھوکہ ہے۔ ان کے اس پروپیگنڈے کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو متنبہ کیا کہ وہ ہوشیار رہیں اور دشمن کی چالوں کا شکار نہ ہو جائیں۔ ارشاد فرمایا:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۱۴۹﴾ بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ﴿۱۵۰﴾ سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَآ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ وَبِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۵۱﴾ (آل عمران ۳:۱۴۹-۱۵۱)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اگر تم ان لوگوں کے اشاروں پر چلو گے جنھوں نے کفر کی راہ اختیار کی ہے تو وہ تم کو الٹا پھیر لے جائیں گے اور تم نامراد ہو جاؤ گے۔ (اُن کی باتیں غلط ہیں) حقیقت یہ ہے کہ اللہ تمھارا حامی و مددگار ہے اور وہ بہترین مدد کرنے والا ہے۔ عنقریب وہ وقت آنے والا ہے جب ہم منکرین حق کے دلوں میں رعب بٹھا دیں گے، اس لیے کہ انھوں نے اللہ کے ساتھ ان کو خدائی میں شریک ٹھہرایا ہے جن کے شریک

Marfat.com

ہونے پر اللہ نے کوئی سند نازل نہیں کی۔ ان کا آخری ٹھکانہ جہنم ہے اور بہت ہی بری ہے وہ قیام گاہ جو ان ظالموں کو نصیب ہوگی۔''

اُحد میں مصیبت کیوں آپڑی

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اوپر کی آیات میں روشن مستقبل کا وعدہ کیا ہے مگر اس کے ساتھ ہی ماضی قریب میں ہونے والے واقعہ احد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ حقیقت بھی واضح کر دی ہے کہ اس میں بھی اللہ کی نصرت تو اہل ایمان کے شامل حال تھی، مگر جنگ کا پانسہ جو پلٹا تو اس کے ذمہ دار خود وہ مجاہدین تھے جن سے عین میدان جنگ میں غلطی ہوئی اور وہ آنحضور ﷺ کے ایک واضح حکم کی خلاف ورزی کر بیٹھے۔ ارشاد باری ہے:

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗۤ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰۤى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ؕ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ؕ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵۲﴾ (آلِ عمران ۳: ۱۵۲)

''اللہ نے (تائید ونصرت کا) جو وعدہ تم سے کیا تھا وہ تو اس نے پورا کر دیا۔ ابتدا میں اس کے حکم سے تم ہی ان کو قتل کر رہے تھے، مگر جب تم نے کمزوری دکھائی اور اپنے کام میں باہم اختلاف کیا اور جونہی کہ وہ چیز اللہ نے تمھیں دکھائی جس کی محبت میں تم گرفتار تھے (یعنی مالِ غنیمت) تم اپنے سردار کے حکم کی خلاف ورزی کر بیٹھے۔ اس لیے کہ تم میں سے کچھ لوگ دنیا کے طالب تھے اور کچھ آخرت کی خواہش رکھتے تھے۔ تب اللہ نے تمھیں کافروں کے مقابلے میں پسپا کر دیا تا کہ تمھاری آزمائش کرے اور حق یہ ہے کہ اللہ نے پھر بھی تمھیں معاف ہی کر دیا، کیونکہ مومنوں پر اللہ بڑی نظر عنایت رکھتا ہے۔''

سید مودودی رحمہ اللہ مندرجہ بالا آیت کی مختصر مگر جامع تفسیر لکھتے ہوئے رقم طراز ہیں: ''یعنی تم نے غلطی تو ایسی کی تھی کہ اگر اللہ تمھیں معاف نہ کر دیتا تو اس وقت تمھارا استیصال ہو جاتا۔ یہ اللہ کا

Marfat.com

فضل تھا اور اس کی تائید وحمایت تھی جس کی بدولت تمھارے دشمن تم پر قابو پالینے کے بعد ہوش گم کر بیٹھے اور بلا وجہ خود پسپا ہو کر چلے گئے۔''(تفهيم القرآن جلد اول صفحه ۲۹۵)

شجاعت نبوی

نبی رحمت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے بہت اعلیٰ ظرف، بڑا بلند حوصلہ اور نہایت ناقابل شکست عزم عطا فرمایا تھا۔آپ کی شجاعت وجرات کا اندازہ لگانا ہی مشکل ہے۔میدان احد میں تلواروں کے سایے میں رسول رحمت ﷺ کی ثابت قدمی تاریخ انسانی کا ایک نادر اور یادگار کارنامہ ہے۔ جب لوگوں کے قدم اکھڑے تو کچھ لوگ مدینہ کی طرف بھاگ نکلے اور کچھ پہاڑوں پر چڑھ گئے۔ اس نازک گھڑی میں دشمن کا ہدف رسول رحمت ﷺ تھے۔آنحضور ﷺ اپنی جگہ ڈٹے ہوئے تھے اور بغیر کسی دہن اور کمزوری کے علی الاعلان ساتھیوں کو اپنی طرف بلا رہے تھے۔''اِلَیَّ عِبَادَ اللہِ اِلَیَّ عِبَادَ اللہِ''یعنی آپ فرما رہے تھے:''اللہ کے بندو میری طرف آؤ۔اللہ کے بندو میری طرف آؤ۔'' رسول رحمت ﷺ کے اس استقلال کی اللہ تعالیٰ نے اپنی زندہ جاوید کتاب میں بڑے شاندار الفاظ میں تحسین فرمائی ہے۔ارشاد باری ہے:

اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰٓی اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ یَدْعُوْکُمْ فِیْٓ اُخْرٰىكُمْ فَاَثَابَكُمْ غَمًّۢا بِغَمٍّ لِّكَیْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَآ اَصَابَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵۳﴾ (آلِ عمران ۳:۱۵۳)

''یاد کرو جب تم بھاگے چلے جارہے تھے،کسی کی طرف پلٹ کر دیکھنے تک کا ہوش تمھیں نہ تھا اور رسول تمھارے پیچھے تم کو پکار رہا تھا۔اس وقت تمھاری اس روش کا بدلہ اللہ نے تمھیں یہ دیا کہ تم کو رنج پر رنج دیے تاکہ آئندہ کے لیے تمھیں یہ سبق ملے کہ جو کچھ تمھارے ہاتھ سے جائے یا جو مصیبت تم پر نازل ہو اس پر ملول نہ ہو۔اللہ تمھارے سب اعمال سے باخبر ہے۔''

جنگ میں غنودگی

جنگ کا پانسہ پلٹ جانے کے بعد صحابہ کو پے در پے صدمات اور غم برداشت کرنا پڑے۔

Marfat.com

خطرات کی ان گھڑیوں میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان پر کچھ دیر کے لیے غنودگی کی کیفیت طاری فرمادی۔ اس غنودگی میں عجیب سکینت تھی جس نے دلوں کا بوجھ ہلکا کر دیا اور غمزدہ دلوں میں جرات وشجاعت کی لہر دوڑا دی۔ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلے میں ارشاد فرمایا:

ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآىِٕفَةً مِّنْكُمْ ۙ. (آلِ عمران ۳: ۱۵۴)

اس غم کے بعد پھر اللہ نے تم میں سے کچھ لوگوں پر ایسی اطمینان کی سی حالت طاری کر دی کہ وہ اونگھنے لگے۔

یہ واقعہ بہت سے صحابہ کی زبانی نقل ہوا ہے۔ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''اس موقع پر جب خوف وہراس پھیلا تو اللہ تعالیٰ نے ہمارے اوپر غنودگی طاری کر دی۔ ایک لمحے کے لیے ہم اونگھنے لگے۔ ہماری ٹھوڑیاں ہمارے سینوں سے جالگیں۔'' حضرت کعب بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''میں اپنے قبیلے کے چودہ افراد کے ساتھ آنحضور ﷺ کے گرد گھیرا ڈالے دفاع کر رہا تھا کہ اچانک ہمارے اوپر اونگھ طاری ہوئی، میں نے دیکھا کہ بشر بن براء بن معرور رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے ان کی تلوار گر پڑی اور انھیں پتہ بھی نہ چلا۔'' حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح کا واقعہ بیان کیا ہے۔

وفاداروں کے لیے معافی کا اعلان

میدان جنگ میں کچھ صحابہ سے یہ لغزش تو ہوگئی تھی کہ وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے، مگر چونکہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے وفادار تھے اور یہ پسپائی محض ایک انسانی غلطی تھی، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس پر سرزنش تو کی، مگر ساتھ ہی ان وفاداروں کو معاف کر دینے کا اعلان بھی فرمادیا۔ ارشاد باری ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۙ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ وَ لَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۵۵﴾ (آلِ عمران ۳: ۱۵۵)

Marfat.com

’’تم میں سے جو لوگ مقابلے کے دن پیٹھ پھیر گئے تھے‘ ان کی اس لغزش کا سبب یہ تھا کہ ان کی بعض کمزوریوں کی وجہ سے شیطان نے ان کے قدم متزلزل کر دیے تھے۔ اللہ نے انھیں معاف کر دیا‘ اللہ بہت درگزر کرنے والا اور بردبار ہے۔

منافقین کی چالیں اور اُن کا جواب

جنگ کے بعد منافقین نے لوگوں کو مزید چرکے لگانے کے لیے اپنی محفلوں میں مختلف انداز سے یہ کہنا شروع کیا کہ اگر فلاں کام نہ کیا جاتا تو نقصان نہ ہوتا، اگر فلاں اقدام کر لیا جاتا تو خیر گزر جاتی، اگر ہماری باتیں تسلیم کر لی جاتیں تو نتائج مختلف ہوتے۔ اسی طرح سے شہدا اور زخمیوں کے رشتہ داروں کے پاس جا کر انھیں حوصلہ دینے کے بجائے ان کے زخموں پر نمک پاشی کرتے ہوئے کہتے: کیا ہی بہتر ہوتا کہ یہ جوان رعنا اس جنگ میں شریک نہ ہوتا اور فلاں ہونہار سپوت جنگ میں نہ گیا ہوتا تو آج جوانی کی بہاروں سے لطف اندوز ہو رہا ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی خباثتوں کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

وَطَآئِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ۭ يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ ۭ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ۭ يُخْفُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ ۭ يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا ۭ قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ ۚ وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۵۴﴾ (آلِ عمران ۳: ۱۵۴)

’’مگر ایک دوسرا گروہ جس کے لیے ساری اہمیت بس اپنے مفاد ہی کی تھی‘ اللہ کے متعلق طرح طرح کے جاہلانہ گمان کرنے لگا جو سراسر خلاف حق تھے۔ یہ لوگ اب کہتے ہیں کہ ’’اس کام کے چلانے میں ہمارا بھی کوئی حصہ ہے؟‘‘ ان سے کہو۔ (کسی کا کوئی حصہ نہیں) اس کام کے سارے اختیارات اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔‘‘ دراصل یہ لوگ اپنے دلوں میں جو بات چھپائے ہوئے ہیں اسے تم پر ظاہر نہیں کرتے ان کا اصل مطلب یہ ہے کہ اگر

Marfat.com

(قیادت کے) اختیارات میں ہمارا کچھ حصہ ہوتا تو یہاں ہم نہ مارے جاتے۔'' ان سے کہہ دو کہ ''اگر تم اپنے گھروں میں بھی ہوتے تو جن لوگوں کی موت لکھی ہوئی تھی وہ خود اپنی قتل گاہوں کی طرف نکل آتے۔'' اور یہ معاملہ جو پیش آیا، یہ تو اس لیے تھا کہ جو کچھ تمھارے سینوں میں پوشیدہ ہے اللہ اسے آزما لے اور جو کھوٹ تمھارے دلوں میں ہے اسے چھانٹ دے، اللہ دلوں کا حال خوب جانتا ہے۔''

نیز ارشاد فرمایا:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِي الْاَرْضِ اَوْ كَانُوْا غُزًّى لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا ۚ لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۵۶﴾ وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ (آلِ عمران ۳:۱۵۶-۱۵۸)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو، کافروں کی سی باتیں نہ کرو جن کے عزیز و اقارب اگر کبھی سفر پر جاتے ہیں یا جنگ میں شریک ہوتے ہیں (اور وہاں کسی حادثہ سے دوچار ہو جاتے ہیں) تو وہ کہتے ہیں کہ اگر وہ ہمارے پاس ہوتے تو نہ مارے جاتے اور نہ قتل ہوتے۔ اللہ اس قسم کی باتوں کو ان کے دلوں میں حسرت و اندوہ کا سبب بنا دیتا ہے۔ ورنہ دراصل مارنے اور جلانے والا تو اللہ ہی ہے اور تمھاری تمام حرکات پر وہی نگران ہے۔ اگر تم اللہ کی راہ میں مارے جاؤ یا مر جاؤ تو اللہ کی جو رحمت اور بخشش تمھارے حصہ میں آئے گی وہ ان ساری چیزوں سے زیادہ بہتر ہے جنھیں یہ لوگ جمع کرتے ہیں۔ خواہ تم مرو یا مارے جاؤ بہرحال تم سب کو سمٹ کر جانا اللہ ہی کی طرف ہے۔''

فتح و نصرت کا منبع ذاتِ خداوندی ہے

انسان فتح و کامیابی کے لیے مادی وسائل پر انحصار کرتا اور انھی کو فیصلہ کن سمجھتا ہے۔ بندہ

Marfat.com

مومن مادی وسائل حسب استطاعت مہیا تو کرتا ہے مگر اس کا تکیہ کبھی ان وسائل پر نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ اللہ کی ذات پر بھروسہ کرتا ہے۔ منافقین اور کمزور دل لوگوں نے جنگ احد کے بعد کہا کہ اللہ کے نبی کی موجودگی میں شکست کیوں ہوگئی تھی۔ اس کے جواب میں اللہ نے ارشاد فرمایا:

اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۶۰﴾ (آلِ عمران ۳:۱۶۰)

''اللہ تمھاری مدد پر ہو تو کوئی طاقت تم پر غالب آنے والی نہیں، اور وہ تمھیں چھوڑ دے، تو اس کے بعد کون ہے جو تمھاری مدد کر سکتا ہو؟ پس جو سچے مومن ہیں، ان کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔''

رسولِ اکرم، رحمتِ ربانی، انعامِ خداوندی

حضور اکرم ﷺ کی ذات اقدس پوری کائنات کے لیے سراپا رحمت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں میں سے انسانیت پر سب سے بڑا انعام رسول رحمت ﷺ کا وجود مسعود ہے۔ آپؐ رحمۃ للعالمین تھے اور مومنین کے ساتھ تو آپ کی شفقت ومودت بے مثال تھی۔ جنگ اُحد کے بعد جب مخالفین نے آپؐ کی ذات بابرکات پر انگلیاں اٹھانا شروع کیں تو اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں آپ کی توصیف ومدح میں ارشاد فرمایا:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۠ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْھُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَي اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ﴿۱۵۹﴾ (آلِ عمران ۳:۱۵۹)

''(اے پیغمبر) یہ اللہ کی بڑی رحمت ہے کہ تم ان لوگوں کے لیے بہت نرم مزاج واقع ہوئے ورنہ اگر کہیں تم تند خو اور سنگدل ہوتے تو یہ سب تمھارے گرد وپیش سے چھٹ جاتے۔ اُن کے قصور معاف کر دو، ان کے حق میں دعائے مغفرت کرو اور دین کے کام میں ان کو بھی شریک مشورہ رکھو، پھر تمھارا عزم کسی رائے پر مستحکم ہو جائے تو اللہ پر بھروسہ

Marfat.com

کرو۔ اللہ کو وہ لوگ پسند ہیں جو اسی کے بھروسہ پر کام کرتے ہیں۔"

نیز فرمایا:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۶۴﴾ (آلِ عمران ۳: ۱۶۴)

"درحقیقت اہل ایمان پر تو اللہ نے یہ بہت بڑا احسان کیا ہے کہ ان کے درمیان خود اُنھی میں سے ایک ایسا پیغمبر اٹھایا جو اس کی آیات اُنھیں سناتا ہے، ان کی زندگیوں کو سنوارتا ہے اور ان کو کتاب اور دانائی کی تعلیم دیتا ہے، حالانکہ اس سے پہلے یہی لوگ صریح گمراہیوں میں پڑے ہوئے تھے۔"

راہ حق کے شہداء۔ زندہ جاوید، خوش وخرم

منافقین شہدا کے بارے میں طرح طرح کی باتیں کر رہے تھے اور جنگ اُحد کو اہل مدینہ کے لیے بہت بڑا سانحہ قرار دے رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی حرکتوں کا جواب دیتے ہوئے شہدا کے درجات عالیہ اور شانِ رفیع کا یوں تذکرہ فرمایا:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىھُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِھِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا ھُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۱﴾ (آلِ عمران ۳: ۱۶۹-۱۷۱)

"جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوئے ہیں انھیں مردہ نہ سمجھو، وہ تو حقیقت میں زندہ ہیں، اپنے رب کے پاس رزق پا رہے ہیں، جو کچھ اللہ نے اپنے فضل سے انھیں دیا ہے اس پر خوش وخرم ہیں اور مطمئن ہیں کہ جو اہل ایمان ان کے پیچھے دنیا میں رہ گئے ہیں اور ابھی وہاں نہیں پہنچے ہیں ان کے لیے بھی کسی خوف اور رنج کا موقع نہیں ہے۔ وہ اللہ کے انعام

Marfat.com

اور اس کے فضل پر شاداں و فرحاں ہیں اور ان کو معلوم ہو چکا ہے کہ اللہ مومنوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔

ان آیات کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن حرام رضی اللہ عنہ کی شہادت اور شہید کے بیٹے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو کا تذکرہ سابقہ صفحات میں گزر چکا ہے۔ اہل ایمان تو پہلے بھی جذبہ شہادت سے سرشار تھے اور راہِ خدا میں اپنی جانیں نچھاور کرنا ان کی تمنا اور آرزو تھی۔ وہ دنیا کے بدلے میں جنت کے طلبگار تھے۔ ان آیات کے نازل ہو جانے کے بعد ان کو مزید اطمینان قلب حاصل ہوا اور ان کا غم دور اور صدمہ ہلکا ہو گیا۔

مجاہدین کی مدح و تعریف

قریش کی فوجوں کے واپس پلٹنے کی خبر سن کر آنحضور ﷺ نے منادی کرائی کہ لوگ دشمن کے مقابلے کے لیے تیار ہو جائیں تو چشم فلک نے ایسا ایمان افروز منظر دیکھا جو تاریخ میں اس سے قبل کبھی رونما نہیں ہوا تھا۔ صحابہ کرام کی جانثاری، اللہ اور اس کے رسول سے والہانہ محبت، دین اسلام پر سب کچھ قربان کر دینے کا جذبہ اور طاغوتی قوتوں کے سامنے کبھی ہتھیار نہ ڈالنے کا عزم اللہ تعالیٰ کو اتنا پسند آیا کہ اس نے اپنی لازوال کتاب کے مقدس صفحات میں اس منظر کو قیامت تک کے لیے زندہ جاوید کر دیا۔ مجاہدینِ سربکف کے لیے اس سے بڑا تمغہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ خالق کائنات ان کی تعریف و مدح کے لیے وحی نازل فرمائے۔ اس سلسلے کی آیات کو جتنی مرتبہ بھی پڑھا جائے ایک عجیب کیف و سرور حاصل ہوتا ہے۔ بلاشبہ آنحضور ﷺ کے تربیت یافتہ صحابہ دنیا کی سب سے بہترین انسانی جماعت تھے۔ خیر القرون کی تفسیر دیکھنا ہو تو ان آیات کو پڑھیے۔

ارشاد باری ہے:

اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَ اتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۲﴾ اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ۖۗ وَّ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ ﴿۱۷۳﴾ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ

Marfat.com

سُوْٓءٌ ۙ وَّ اتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۷۴﴾ اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّیْطٰنُ یُخَوِّفُ اَوْلِیَآءَهٗ ۪ فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَ خَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۷۵﴾ (آلِ عمران ۳: ۱۷۲-۱۷۵)

”جن لوگوں نے زخم کھانے کے بعد بھی اللہ اور رسول کی پکار پر لبیک کہا' ان میں جو اشخاص نیکوکار اور پرہیزگار ہیں ان کے لیے بڑا اجر ہے۔ اور وہ جن سے لوگوں نے کہا کہ تمھارے خلاف بڑی فوجیں جمع ہوئی ہیں' ان سے ڈرو، تو یہ سن کر ان کا ایمان اور بڑھ گیا اور انھوں نے (اس نازک گھڑی میں جرات مندی سے) جواب دیا کہ ”ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے۔“ (وہ پروانہ وار اللہ کی راہ میں نکلے) آخر کار اللہ تعالیٰ کی نعمت اور فضل کے ساتھ (بخیریت) پلٹ آئے۔ ان کو کسی قسم کا ضرر بھی نہ پہنچا اور اللہ کی رضا پر چلنے کا شرف بھی انھیں حاصل ہو گیا، اللہ بڑا فضل فرمانے والا ہے۔ اب تمھیں معلوم ہو گیا کہ وہ دراصل شیطان تھا جو اپنے دوستوں سے (تم کو) خواہ مخواہ ڈرا رہا تھا: لہٰذا آئندہ تم انسانوں سے نہ ڈرنا، مجھ سے ڈرنا اگر تم حقیقت میں صاحب ایمان ہو۔“

کفار و منافقین اللہ کی پکڑ سے نہ بچ سکیں گے

منافقین اور کفار کے بارے میں اس سلسلہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَ مَاۤ اَصَابَكُمْ یَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَ لِیَعْلَمَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۶۶﴾ وَ لِیَعْلَمَ الَّذِیْنَ نَافَقُوْا ۖۚ وَ قِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَوِ ادْفَعُوْا ؕ قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّا اتَّبَعْنٰكُمْ ؕ هُمْ لِلْكُفْرِ یَوْمَىٕذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِیْمَانِ ۚ یَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَیْسَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا یَكْتُمُوْنَ ﴿۱۶۷﴾ اَلَّذِیْنَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ وَ قَعَدُوْا لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا ؕ قُلْ فَادْرَءُوْا عَنْ اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۱۶۸﴾ (آلِ عمران ۳: ۱۶۶-۱۶۸)

”جو نقصان لڑائی کے دن تمھیں پہنچا وہ اللہ کے اذن سے تھا اور اس لیے تھا کہ اللہ دیکھ لے تم میں سے مومن کون ہیں اور منافق کون۔ منافقین تو وہ ہیں کہ جب ان سے کہا گیا کہ آؤ اللہ

Marfat.com

کی راہ میں جنگ کرو یا کم از کم (اپنے شہر کی) مدافعت ہی کرو، تو کہنے لگے: اگر ہمیں علم ہوتا کہ آج جنگ ہوگی تو ہم ضرور تمھارے ساتھ چلتے۔ یہ بات جب وہ کہہ رہے تھے اس وقت وہ ایمان کی بہ نسبت کفر سے زیادہ قریب تھے۔ وہ اپنی زبانوں سے وہ باتیں کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہوتیں اور جو کچھ وہ دلوں میں چھپاتے ہیں، اللہ اسے خوب جانتا ہے۔ یہ وہی لوگ ہیں جو خود تو بیٹھے رہے اور ان کے جو بھائی بندلڑنے گئے اور مارے گئے ان کے متعلق انھوں نے کہہ دیا کہ اگر وہ ہماری بات مان لیتے تو نہ مارے جاتے، ان سے کہو اگر تم اپنے اس قول میں سچے ہو تو خود تمھاری موت جب آئے اسے ٹال کر دکھا دینا۔"

نیز فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۷۷﴾ وَ لَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ؕ اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْۤا اِثْمًا ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۷۸﴾ (آلِ عمران ۳: ۱۷۷-۱۷۸)

"جو لوگ ایمان کو چھوڑ کر کفر کے خریدار بنے ہیں وہ یقیناً اللہ کا کوئی نقصان نہیں کر رہے ہیں، ان کے لیے دردناک عذاب تیار ہے۔ یہ ڈھیل جو ہم انھیں دیے جاتے ہیں اس کو یہ کافر اپنے حق میں بہتری نہ سمجھیں، ہم تو انھیں اس لیے ڈھیل دے رہے ہیں کہ یہ خوب بار گناہ سمیٹ لیں، پھر ان کے لیے سخت ذلیل کرنے والی سزا ہے۔"

جنگ احد کے بعد قریش مکہ کے مشرکین اور عرب کے دیگر اسلام دشمن عناصر اسلام کے مقابلے پر جری ہو گئے تھے۔ انھوں نے مختلف چیرہ دستیوں کے ذریعے مسلمانوں کو زچ کرنا شروع کر دیا تھا۔ ان کی کارستانیوں اور چلت پھرت پر مسلمان آزردہ ہوتے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اور ان کی وساطت سے اہل ایمان کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا:

لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ ﴿۱۹۶﴾ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۟ ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَ بِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۹۷﴾ (آلِ عمران ۳: ۱۹۶-۱۹۷)

Marfat.com

"اے نبیؐ! دنیا کے ملکوں میں خدا کے نافرمان لوگوں کی چلت پھرت تمھیں کسی دھوکے میں نہ ڈالے۔ یہ محض چندروزہ زندگی کا تھوڑا سا لطف ہے، پھر یہ سب جہنم میں جائیں گے جو بدترین جائے قرار ہے۔"

اصل کامیابی آخرت کی کامیابی ہے

جنگ احد میں جانوں کے نذرانے بھی پیش کیے گئے اور زخموں کے تمغے بھی جسموں پر سجائے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا کی اس عارضی زندگی اور آخرت کی دائمی حیات کا موازنہ کر کے بتایا کہ اصل کامیابی یہاں نہیں آخرت میں ہوگی، جو وہاں کامیاب ہو گیا وہی کامیاب ہے اور جو وہاں ناکام ہو گیا اس کی تباہی و بربادی میں کوئی شک نہیں۔ موت تو ہر ایک کے لیے مقدر اور اس کا وقت مقرر ہے۔ موت سے کیا ڈرنا۔ ارشاد فرمایا:

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَ مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿۱۸۵﴾
(آلِ عمران ۳:۱۸۵)

"ہر شخص کو مرنا ہے اور تم سب اپنے اپنے پورے اجر قیامت کے روز پانے والے ہو۔ کامیاب دراصل وہ ہے جو وہاں آتشِ دوزخ سے بچ جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے۔ رہی یہ دنیا، تو یہ محض ایک ظاہر فریب چیز ہے۔"

صحابہ کرام نے یہ نکتہ اچھی طرح سمجھ لیا تھا۔ وہ جان قربان کرتے وقت یہی پکارا کرتے تھے:

"رب کعبہ کی قسم مجھے کامیابی مل گئی۔"

آیت نمبر ۱۹۰ سے ۱۹۴ تک اہل ایمان کی صفتِ تدبر و تفکر اور اللہ تعالیٰ سے ان کی دعا و مناجات کا ذکر کیا گیا ہے۔ مسلمانوں کی طویل دعا کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے ان کو خوشخبری سنائی ہے کہ اس نے ان کی دعا سن لی ہے اور اسے قبول فرما لیا ہے۔ ارشاد باری ہے:

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّیْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْ

Marfat.com

بَعۡضٍ ۚ فَالَّذِيۡنَ هَاجَرُوۡا وَاُخۡرِجُوۡا مِنۡ دِيَارِهِمۡ وَاُوۡذُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِىۡ وَ قٰتَلُوۡا وَقُتِلُوۡا لَاُكَفِّرَنَّ عَنۡهُمۡ سَيِّاٰتِهِمۡ وَلَاُدۡخِلَنَّهُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ‌ۚ ثَوَابًا مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ‌ ؕ وَاللّٰهُ عِنۡدَهٗ حُسۡنُ الثَّوَابِ ﴿۱۹۵﴾ (آلِ عمران ۳:۱۹۵)

’’جواب میں ان کے رب نے فرمایا: ’’میں تم میں سے کسی کا عمل ضائع کرنے والا نہیں ہوں۔ خواہ مرد ہو یا عورت، تم سب ایک دوسرے کے ہم جنس ہو، لہٰذا جن لوگوں نے میری خاطر اپنے وطن چھوڑے اور جو میری راہ میں اپنے گھروں سے نکالے گئے اور ستائے گئے اور میرے لیے لڑے اور مارے گئے ان کے سب قصور میں معاف کردوں گا اور انھیں ایسے باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ یہ ان کی جزا ہے اللہ کے ہاں اور بہترین جزا اللہ ہی کے پاس ہے۔‘‘

کافروں کے لیے تو اس دنیا میں اللہ نے ان کی رسی دراز کر کے مال و متاع حیات کا وافر سامان مہیا کر دیا ہے، مگر آخرت میں ان کو سوائے عذاب کے کچھ نہ ملے گا۔ ان کے مقابلے میں اہل حق سے یہ وعدہ کیا گیا ہے:

لٰكِنِ الَّذِيۡنَ اتَّقَوۡا رَبَّهُمۡ لَهُمۡ جَنّٰتٌ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا نُزُلًا مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ‌ ؕ وَمَا عِنۡدَ اللّٰهِ خَيۡرٌ لِّلۡاَبۡرَارِ ﴿۱۹۸﴾ (آلِ عمران ۳:۱۹۸)

’’برعکس کافروں کے، جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہوئے زندگی بسر کرتے ہیں ان باغوں میں ہمیشہ رہیں گے، اللہ کی طرف سے یہ سامان ضیافت ہے ان کے لیے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے، نیک لوگوں کے لیے وہی سب سے بہتر ہے۔‘‘

اہل کتاب کے مومنین

اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کی اکثریت اسلام دشمن تھی۔ وہ مشرکین کے ساتھ مل کر مسلمانوں کو ہر وقت گزند پہنچانے کی کوشش کرتے رہتے تھے۔ اس سورہ میں اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی شدید مذمت بھی کی ہے اور انھیں دردناک عذاب کی وعید بھی سنائی ہے، مگر اہل کتاب

Marfat.com

میں سے کچھ لوگ ایسے بھی تھے جن کی روش اکثریت سے مختلف تھی۔ ان کے بارے میں ارشاد فرمایا گیا ہے:

وَ اِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ ۙ لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۹۹﴾ (آلِ عمران ۳:۱۹۹)

''اہل کتاب میں بھی کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ کو مانتے ہیں، اس کتاب پر ایمان لاتے ہیں جو تمھاری طرف بھیجی گئی ہے اور اس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو اس سے پہلے خود ان کی طرف بھیجی گئی تھی اللہ کے آگے جھکے ہوئے ہیں، اور اللہ کی آیات کو تھوڑی سی قیمت پر بیچ نہیں دیتے۔ ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے اور اللہ حساب چکانے میں دیر نہیں لگاتا۔''

ابتلا و آزمایش کے لیے تیار رہنے کا حکم

میدان اُحد میں جو چرکے لگے تھے وہ آخری تو نہ تھے۔ باطل کے ساتھ ابھی بہت سے میدانوں میں نبرد آزما ہونا تھا۔ اہل حق کو بتایا گیا کہ ثابت قدمی اور جرات سے اپنی ڈگر پر چلتے رہنا۔ تمھارے دشمن تمھیں کبھی چین سے نہ بیٹھنے دیں گے، مگر تمھارا راستہ عزیمت کا راستہ ہے، تمھیں اس کے تقاضوں کو سمجھنا اور پورا کرنا ہوگا۔

ارشاد فرمایا:

لَتُبْلَوُنَّ فِيْۤ اَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ ۫ وَ لَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ مِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْۤا اَذًى كَثِيْرًا ؕ وَ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۸۶﴾ (آلِ عمران ۳:۱۸۶)

''مسلمانو! تمھیں مال اور جان دونوں کی آزمایشیں پیش آکر رہیں گی اور تم اہل کتاب اور مشرکین سے بہت سی تکلیف دہ باتیں سنو گے۔ اگر ان سب حالات میں تم صبر اور خدا

Marfat.com

ترسی کی روش پر قائم رہو تو یہ بڑے حوصلہ کا کام ہے۔''

سورہ آل عمران کا مرکزی مضمون غزوۂ اُحد ہے۔غزوات کا جو سلسلہ بدر کی فتح سے شروع ہوا تھا وہ تسلسل کے ساتھ جاری رہا۔احد کی مشکل گھاٹی سے گزرنے کے بعد بھی کئی کٹھن منازل آئیں، مگر مجاہدینِ سر بکف اور جاں نثارانِ کفن بدوش ہر منزل سے کامیاب گزرے۔ان منزلوں سے عہدہ برآ ہونے کے لیے سورہ آل عمران کی آخری آیت میں ایک مستقل حکم یوں دیا گیا:

يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا ۗ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝۲۰۰ (آلِ عمران ۳:۲۰۰)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو، صبر سے کام لو، باطل پرستوں کے مقابلہ میں پامردی دکھاؤ، حق کی خدمت کے لیے کمر بستہ رہو، اور اللہ سے ڈرتے رہو، امید ہے کہ فلاح پاؤ گے۔''

--❀--❀--❀--

Marfat.com

شہدائے احد

میدان احد میں ستر صحابہ نے جام شہادت نوش فرمایا۔ان شہدا میں سے بہت بڑی اکثریت انصار سے تعلق رکھتی تھی۔انصار میں سے بھی قبیلہ خزرج کے شہدا کی تعداد زیادہ تھی، کیونکہ آبادی کے لحاظ سے بھی وہ بنو اوس سے مقدم تھے۔محدثین اور مؤرخین نے شہدا کی جو فہرست دی ہے اس کے مطابق مندرجہ ذیل اسمائے گرامی ہماری نظر سے گزرے ہیں:

۱- سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ (اسد اللہ و اسد رسولہ)

۲- عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ (آنحضور ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی)

۳- مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ (مکے کا شہزادہ، اُحد کا علمبردار)

۴- شماس بن عثمان مخزومی رضی اللہ عنہ (بہت خوبصورت نوجوان۔شدید زخمی ہوگئے جنگ کے ایک دن بعد مدینہ منورہ میں شہادت پائی اور جنت البقیع میں دفن کیے گئے۔)

اوپر کے چار صحابہ مہاجرین میں سے تھے۔بنو عبدالاشہل قبیلہ اوس کی ایک شاخ تھی۔سید الاوس حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اسی خاندان میں سے تھے۔اس خاندان کے چودہ جوانمرد میدان میں خلعت شہادت سے سرفراز ہوئے۔ان کے نام درج ذیل ہیں:

۵- عمرو بن معاذ بن نعمان رضی اللہ عنہ (حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے چھوٹے بھائی)

۶- حارث بن انس بن رافع رضی اللہ عنہ

۷- عمارہ بن زیاد بن سکن رضی اللہ عنہ (اسی بطل جلیل نے آنحضور ﷺ کا دفاع کرتے ہوئے اپنی جان قربان کردی۔آخری وقت میں اپنے گال آنحضور ﷺ کے قدموں پر رکھ دیے اور کہا یہی میری تمنا تھی)۔

۸- سلمہ بن ثابت بن وقش رضی اللہ عنہ

۹- عمرو بن ثابت بن وقش رضی اللہ عنہ (یہ وہ جنتی ہے جس نے کوئی نماز نہ پڑھی اور نہ روزہ رکھا۔ اوپر کے صفحات میں ان کی شہادت کا تذکرہ گزر چکا ہے۔ یہ اصیرم کے نام سے معروف تھے)

۱۰- ثابت بن وقش رضی اللہ عنہ (ان کو بڑھاپے کی وجہ سے مدینے میں چھوڑ دیا گیا تھا، مگر جوش جہاد اور جذبہ شہادت سے سرشار یہ جنگ میں شریک ہوگئے اور اپنے دونوں بیٹوں کے ساتھ شہادت پائی)۔

۱۱- حسیل بن جابر رضی اللہ عنہ (یہ یمان کے نام سے معروف تھے۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے والد تھے۔ غلطی سے مسلمانوں کے ہاتھوں شہید ہوگئے)۔

۱۲- صیفی بن قیظی رضی اللہ عنہ

۱۳- حباب بن قیظی رضی اللہ عنہ

۱۴- عباد بن سہل رضی اللہ عنہ

۱۵- حارث بن اوس بن معاذ رضی اللہ عنہ (یہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے بھتیجے تھے۔ ۲۸ سال کی عمر میں شہید ہوئے)۔

۱۶- رفاعہ بن وقش رضی اللہ عنہ (یہ حضرت ثابت بن وقش رضی اللہ عنہ (نمبر ۱۰) کے بھائی تھے)

۱۷- ایاس بن اوس بن عتیک رضی اللہ عنہ

۱۸- عبید بن التیہان رضی اللہ عنہ (انھوں نے بیعت عقبہ اور جنگ بدر میں شرکت فرمائی)۔

قبیلہ اوس کے دیگر خاندانوں میں سے اکادکا افراد شہید ہوئے جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

۱۹- یزید بن خاطب بن امیہ بن رافع رضی اللہ عنہ (قبیلہ اوس کی شاخ بنوظفر میں سے تھے)۔

۲۰- ابوسفیان بن حارث بن قیس بن زید رضی اللہ عنہ (ان کی کنیت ابوالبنات تھی۔ میدان اُحد میں جب مسلمانوں کے قدم اکھڑے تو ان پر عجیب کیفیت طاری ہوگئی۔ ان کی کوئی اولاد نرینہ

Marfat.com

نہ تھی - اپنی بیٹیوں سے بے پناہ محبت کرتے تھے۔ مسلمانوں کے قدم اکھڑتے ہوئے دیکھے تو کہا: ''اے اللہ! میں یہاں سے اپنی بیٹیوں کے پاس نہیں جانا چاہتا میں شہادت کی آرزو لے کر آیا ہوں، یہاں سے جنت کی طرف کوچ کرنا چاہتا ہوں۔'' ان کی شہادت کے بعد آنحضور ﷺ نے ان کی بڑی تعریف کی اور ان کے حق میں اور ان کے اہل وعیال کے حق میں دعا فرمائی)۔

۲۱- حنظلہ بن ابی عامر رضی اللہ عنہ بن صیفی بن نعمان بن مالک (غسیل الملائکہ، ان کی شہادت کا واقعہ گزشتہ صفحات میں تفصیل سے گزر چکا ہے)۔

۲۲- حبیب بن یزید بن تیم رضی اللہ عنہ

یہ تینوں صحابہ بنواوس کی شاخ بنوضبیعہ میں سے تھے۔

۲۳- انیس بن قتادہ رضی اللہ عنہ (بنواوس کی شاخ بنوعبید میں سے تھے)

۲۴- ابوحیہ بن عمرو بن ثابت رضی اللہ عنہ (ان کا نام عامر بن عمرو تھا۔ یہ بدر کے شرکا میں سے تھے۔ ابن ہشام نے شہدائے احد میں ان کا نام ابوحنہ بھی لکھا اور ابوحیہ بھی۔ ابن اسحاق ابوحیہ لکھتے ہیں جبکہ واقدی 'ن' کے ساتھ ابوحنہ)۔ دیکھیے: سیرة ابن هشام، القسم الثانی، ص ۱۲۳۔

۲۵- عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ (یہ تیر اندازوں کے کمانڈر تھے۔ جب تیر اندازوں نے اپنی جگہ چھوڑ دی تو یہ چند ساتھیوں کے ساتھ درے پر ڈٹے رہے۔ انھوں نے حملہ آور فوج کو روکنے کی بھرپور کوشش کی اور درے پر ہی شہید ہوگئے)۔ یہ دونوں صحابہ قبیلہ اوس کی شاخ بنوثعلبہ بن عمرو بن عوف میں سے تھے۔

۲۶- خیثمہ، ابوسعد بن خیثمہ رضی اللہ عنہ (قبیلہ اوس کی شاخ بنوسلّم میں سے تھے)

۲۷- سبیع بن حاطب رضی اللہ عنہ (قبیلہ اوس کی شاخ بنومعاویہ بن مالک میں سے تھے۔ بدر میں بھی شریک ہوئے)

Marfat.com

۲۸- عبداللہ بن سلمہ (یہ اصلاً قبیلہ بلی سے تعلق رکھتے تھے اور بنو خزرج کی شاخ العجلان کے حلیف تھے۔ بڑے بہادر اور ماہر جنگجو تھے)۔

قبیلہ خزرج کی شاخ بنو نجار میں سے ۱۲ صحابہ نے شہادت پائی۔

۲۹- عمرو بن قیس بن زید بن سواد رضی اللہ عنہ

۳۰- قیس بن عمرو بن قیس رضی اللہ عنہ

۳۱- ثابت بن عمرو بن زید رضی اللہ عنہ (یہ اصلاً قبیلہ اشجع سے تھے۔ بنو نجار کے حلیف تھے)۔

۳۲- عامر بن مخلد بن حارث رضی اللہ عنہ

۳۳- ابو ہبیرہ بن حارث بن علقمہ بن عمرو رضی اللہ عنہ (یہ بڑے بہادر تھے۔ ان کو سات جوانمردوں کے برابر سمجھا جاتا تھا- یہ خالد بن ولیدؓ کے ہاتھوں اس وقت شہید ہوئے جب انھوں نے ایک مشرک کو زمین پر پٹخ کر اس طرح ذبح کیا جیسے بکری ذبح کی جاتی ہے۔)

۳۴- عمرو بن مطرف بن علقمہ بن عمرو رضی اللہ عنہ

۳۵- اوس بن ثابت بن منذر رضی اللہ عنہ (شاعر رسول حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے۔ بیعت عقبہ اور بدر دونوں میں شریک رہے)۔

۳۶- انس بن نضر بن ضمضم بن زید بن حرام (خادم رسول حضرت انس بن مالک کے حقیقی چچا تھے۔ شہادت کا ایمان افروز واقعہ پچھلے صفحات میں گزر چکا ہے۔)

۳۷- قیس بن مخلد بن ثعلبہ بن صخر رضی اللہ عنہ

۳۸- کیسان رضی اللہ عنہ (بنو مازن بن نجار کے غلام تھے)

۳۹- سلیم بن حارث بن ثعلبہ بن کعب النجاری رضی اللہ عنہ

۴۰- نعمان بن عبد عمرو بن مسعود بن کعب النجاری رضی اللہ عنہ

۴۱- خارجہ بن زید بن ابی زہیر رضی اللہ عنہ (بڑے بہادر اور جوانمرد تھے۔ میدان اُحد میں ان کی شہادت پر صفوان بن امیہ نے بڑی خوشی منائی تھی۔ ان کی بیٹی حضرت حبیبہ رضی اللہ عنہا حضرت

Marfat.com

ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں۔ام کلثوم بنت ابی بکر ان ہی کے بطن سے پیدا ہوئیں)

۴۲- سعد بن ربیع بن عمرو بن ابی زہیر رضی اللہ عنہ (سعد بن ربیع بڑے بلند پایہ صحابی تھے۔ آنحضور ﷺ کو ان سے بڑی محبت تھی- ان کی شہادت کا واقعہ گزر چکا ہے- حضرت سعد رضی اللہ عنہ اور حضرت خارجہ رضی اللہ عنہ ایک ہی قبر میں دفن کیے گئے تھے)۔

۴۳-اوس بن ارقم بن زید بن قیس بن نعمان رضی اللہ عنہ۔

اوپر کے تینوں صحابہ کرام قبیلہ خزرج کی شاخ بنو حارث میں سے تھے۔

۴۴- مالک بن سنان بن عبید رضی اللہ عنہ (حضرت ابو سعید خدری کے والد تھے۔میدان احد میں مشکل گھڑی آنحضور ﷺ کا دفاع کرتے رہے اور شہید ہو گئے)۔

۴۵- سعید بن سوید بن قیس رضی اللہ عنہ (حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ ان کے ماں جائے بھائی تھے)۔

۴۶- عقبہ بن ربیع بن رافع رضی اللہ عنہ

مندرجہ بالا تینوں صحابی قبیلہ خزرج کی شاخ بنو الابجر میں سے تھے۔

۴۷- ثعلبہ بن سعد بن مالک بن خالد بن حارثہ رضی اللہ عنہ (انھوں نے بدر میں بھی شرکت کی)

۴۸- ثقف بن فروۃ بن بدلی رضی اللہ عنہ (یہ اخرش کے نام سے معروف تھے۔)

یہ دونوں صحابہ قبیلہ خزرج کی مشہور شاخ بنو ساعدہ میں سے تھے۔

۴۹- عبداللہ بن عمرو بن وہب بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ (یہ بنو طریف میں سے تھے جو خزرج کے سردار سعد بن عبادہ کا خاندان تھا)۔

۵۰- حمزہ بن عمرو بن کعب رضی اللہ عنہ (یہ صحابی اصلاً قبیلہ بنو جہینہ سے تعلق رکھتے تھے۔سعد بن عبادہ کے خاندان سے ان کا حلیفانہ معاہدہ تھا۔اور بدر میں بھی شرکت کی)۔

بنو عوف بن خزرج قبیلہ خزرج کی ایک معروف شاخ تھی، ان میں سے پانچ معروف صحابی اُحد کے میدان میں مرتبہ شہادت پر فائز ہوئے۔

۵۱- نوفل بن عبداللہ بن نضلہ رضی اللہ عنہ (انھوں نے بدر کے میدان میں بھی بہادری کے جوہر

Marfat.com

دکھائے تھے اور احد کے میدان میں بھی ثابت قدمی سے لڑے)

۵۲- عباس بن عبادہ بن نضلہ رضی اللہ عنہ (یہ وہ مشہور صحابی ہیں جنھوں نے بیعتِ عقبہ میں شرکت کی۔ سب سے کم عمر صحابی تھے جنھوں نے اس موقع پر بیعت کی۔ انھوں نے انصار کی طرف سے آنحضور ﷺ کو مدینہ آنے کی دعوت پر کہا تھا کہ اگر تم لوگ اللہ کے نبی کو اپنے ہاں بلا رہے ہو تو جان لو کہ سارے عرب سے مقابلہ کرنا پڑے گا۔ اگر قربانی دینے کے لیے تیار ہو تو نبی اللہ کو دعوت دو ورنہ معذرت کرلو)۔

۵۳- نعمان بن مالک بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ (انھوں نے جنگ بدر میں بھی شرکت کی تھی۔ ایک مرتبہ انھوں نے آنحضور ﷺ کے سامنے کہا: یارسول اللہ! خدا کی قسم میں ضرور جنت میں داخل ہو جاؤں گا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: وہ کیسے؟ تو عرض کیا: میں اللہ کی توحید اور آپ کی رسالت پر ایمان رکھتا ہوں اور ان شاء اللہ میدان جنگ سے کبھی منہ نہیں موڑوں گا۔ یہ سن کر آنحضور ﷺ نے فرمایا: تو نے سچ کہا)۔

۵۴- مجذر بن زیاد رضی اللہ عنہ (قبیلہ بلی سے تعلق تھا۔ عوف بن خزرج کے حلیف تھے۔ بدر میں بہادری کے کارنامے سرانجام دیے جن کا تذکرہ اس سے پہلے غزوۂ بدر میں گزر چکا ہے)۔

۵۵- عبادہ بن حسحاس بن عمرو بن عمارہ رضی اللہ عنہ (یہ بھی بدری صحابہ میں سے ہیں۔ اصلاً تعلق قبیلہ بلی سے تھا۔ انصار کے حلیف تھے۔ ان کو حضرت مجذر اور حضرت نعمان بن مالک کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا۔)

۵۶- رفاعہ بن عمرو بن نوفل بن عبداللہ رضی اللہ عنہ (بدری صحابی ہیں۔ قبیلہ خزرج کی شاخ بنوحبلی میں سے تھے)۔

خزرج کی شاخ بنوسلمہ کے چار افراد اُحد میں شہید ہوئے۔

۵۷- عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ (معروف صحابی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے والد تھے۔ ان کی شہادت کا واقعہ تفصیلاً سابقہ صفحات میں گزر چکا ہے)۔

Marfat.com

۵۸- عمرو بن جموح بن زید بن حرام رضی اللہ عنہ (ان کی شہادت کا ایمان افروز واقعہ بھی سابقہ صفحات میں گزر چکا ہے)۔

۵۹- خلاد بن عمرو بن جموح بن زید بن حرام رضی اللہ عنہ (حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ کے بیٹے تھے)

۶۰- ابو ایمن رضی اللہ عنہ (حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ کے غلام تھے۔ بڑی بے جگری سے لڑے اور شہید ہو گئے)۔

بنو سواد بن غنم (قبیلہ خزرج) کے تین جوانمرد اس معرکے میں اللہ کی راہ میں جانوں کے نذرانے پیش کر کے زندہ جاوید ہوئے۔۔

۶۱- سلیم بن عمرو بن حدیدہ رضی اللہ عنہ (بیعت عقبہ اور غزوۂ بدر میں شرکت کا اعزاز بھی حاصل کیا تھا)۔

۶۲- عنترہ رضی اللہ عنہ (حضرت سلیم بن عمرو رضی اللہ عنہ کے غلام تھے)۔

۶۳-سہل بن قیس بن کعب رضی اللہ عنہ (یہ بھی بدری صحابی ہیں)۔

۶۴- زکوان بن عبد قیس بن خلدہ بن مخلد رضی اللہ عنہ (بنو زریق بن عامر میں سے تھے۔ اہل مدینہ میں سے اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ اور زکوان رضی اللہ عنہ بن عبد قیس سب سے پہلے آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ اُحد کی طرف جاتے ہوئے راستے میں رات کے وقت یہ آنحضور ﷺ کے گرد پہرہ دیتے رہے۔ جنگ احد سے ایک دن قبل آنحضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کل ایک شخص کے قدم جنت کے سبزہ زاروں کو روند رہے ہوں گے۔ اگر تم اس شخص کو دیکھنا چاہو تو آؤ زکوان بن عبد قیس کو دیکھ لو۔'')

۶۵- عبید بن المعلّٰی بن لوزان رضی اللہ عنہ (یہ بھی حضرت زکوان رضی اللہ عنہ کے قبیلے میں سے تھے)۔

۶۶- مالک بن غیلہ رضی اللہ عنہ (اصلاً قبیلہ مزینہ میں سے تھے۔ انصار کے حلیف تھے۔ ابن اسحاق نے ان کو بدری صحابہ میں شامل کیا ہے۔ ابن ہشام نے اُن کے حالات لکھتے ہوئے انھیں شہدائے اُحد میں شمار کیا ہے۔ یہ قبیلہ اوس کے خاندان معاویہ بن مالک سے حلیفانہ

Marfat.com

تعلقات رکھتے تھے)۔

۶۷- الحارث بن عدی بن خرشہ رضی اللہ عنہ (ابن ہشام کی تحقیق کے مطابق ان کا تعلق قبیلہ اوس کی شاخ بنوخطمہ سے تھا جبکہ دیگر مؤرخین نے ان کو خزرج کا فرد قرار دیا ہے)۔

۶۸- مالک بن ایاس رضی اللہ عنہ (قبیلہ خزرج کی شاخ بنوسواد بن مالک سے تھے)۔

۶۹- ایاس بن عدی رضی اللہ عنہ (قبیلہ خزرج کی شاخ بنوعمرو بن مالک کے چشم و چراغ تھے)۔

۷۰- عمرو بن ایاس رضی اللہ عنہ (بنوخزرج کی شاخ سالم بن عوف میں سے تھے)۔

مندرجہ بالا اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ جنگ احد کے ستر شہدا میں سے چار مہاجرین تھے جبکہ چھیاسٹھ کا تعلق انصار سے تھا۔ انصار میں سے قبیلہ اوس کے شہدا کی تعداد پچیس تھی اور قبیلہ خزرج کے اکتالیس سپوت اس فہرست میں شامل ہیں۔ (سیرۃ ابن ھشام، القسم الثانی، ۱۲۲-۱۲۷، البدایۃ والنہایۃ، ج ۱، ص ۶۹۱-۶۹۲)

--❀--❀--❀--

Marfat.com

غزوۂ اُحد میں کفار کے مقتولین

تاریخ کی مستند کتابوں میں غزوہ اُحد کے مقتولین کی فہرست میں بائیس نام ملتے ہیں۔ اکثر مؤرخین نے اس معاملے میں مؤرخ ابن اسحاق پر انحصار کیا ہے۔ ہماری تحقیق کے مطابق جنگ احد کے نتیجے میں کفار کے ۳۵ سے ۳۸ افراد قتل ہوئے۔ اگرچہ ان میں سے بعض کے نام ریکارڈ پر موجود نہیں ہیں، مگر تاریخی واقعات میں مقتولین کی تعداد یقیناً ۲۲ سے زیادہ ثابت ہوتی ہے۔ سب سے پہلے ہم وہ فہرست درج کرتے ہیں جو سیرت اور تاریخ کی کتب میں عام طور پر متداول ہے۔ اس فہرست کے مطابق سب سے زیادہ خسارہ قریش کی شاخ بنوعبدالدار بن قصی کو اٹھانا پڑا، کیونکہ اس دن علمبرداری کا اعزاز انھیں حاصل تھا۔ ان کے گیارہ آدمی تہ تیغ ہوئے۔

۱- طلحہ بن ابی طلحہ (ابوطلحہ کا نام عبداللہ بن عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار تھا۔ یہی خاندان خانہ کعبہ کا کلید بردار تھا۔ آج تک خانہ کعبہ کی چابی اسی خاندان کے پاس ہے۔ آج کل (۱۹۹۱ء) خانہ کعبہ کا کلید بردار طہٰ شیبی ہے۔ طلحہ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں قتل ہوا)۔

۲- ابوسعید بن ابی طلحہ (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کیا)۔

۳- عثمان بن ابی طلحہ (یہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں جہنم واصل ہوا)

۴- مسافع بن ابی طلحہ (حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اس کا کام تمام کیا)۔

۵- الجلاس بن طلحہ بن ابی طلحہ (یہ علمبردار بھی عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں قتل ہوا۔)

۶- الحارث بن طلحہ بن ابی طلحہ (یہ قزمان کے ہاتھوں قتل ہوا۔ قزمان اگرچہ مسلمان نہیں تھا، مگر مسلمانوں کے ساتھ مل کر کافروں سے لڑا۔ اس کا قصہ گزشتہ صفحات میں گزر چکا ہے جو

Marfat.com

عجیب بھی ہے اور عبرت انگیز بھی)۔

۷- کلاب بن طلحہ بن ابی طلحہ (اسے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے قتل کیا)۔

۸- ارطاۃ بن (شرحبیل) بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار۔(اسے سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔ یہ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کا چچازاد بھائی تھا)۔

۹- ابو یزید بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف (یہ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کا بھائی تھا۔ اسے قزمان نے قتل کیا)۔

۱۰- القاسط بن شریح بن ہاشم بن عبد مناف (یہ بھی حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کا چچازاد بھائی تھا)۔

۱۱- صواب (بنو عبدالدار کا حبشی غلام تھا بڑا بہادر اور جوانمرد جنگجو تھا۔ اسے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ یا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے قتل کیا)۔

۱۲- عبداللہ بن حمید بن زہیر بن حارث بن اسد (یہ بنو اسد بن عبدالعزیٰ کا فرد تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں قتل ہوا)۔

۱۳- ابوالحکم بن اخنس بن شریق بن عمرو (اس کا تعلق طائف کے قبیلہ بنو ثقیف سے تھا۔ مکہ میں قریش کے قبیلے بنو زہرہ بن کلاب کا حلیف تھا۔ اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا)۔

۱۴- سباع بن عبدالعزیٰ (یہ بھی بنو زہرہ بن کلاب کا حلیف تھا۔ اصلاً اس کا تعلق قبیلہ خزاعہ سے تھا۔ اسے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا)۔

۱۵- ہشام بن ابی امیہ بن مغیرہ (یہ بنو مخزوم میں سے تھا۔ ابوجہل اور خالد بن ولید اس کے چچا زاد تھے اسے قزمان نے قتل کیا)۔

۱۶- الولید بن عاص بن ہشام بن مغیرہ (یہ بھی بنو مخزوم میں سے تھا۔ قزمان کے ہاتھوں مارا گیا)۔

۱۷- ابو امیہ بن ابی حذیفہ بن مغیرہ مخزومی (حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں قتل ہوا)۔

۱۸- خالد بن اعلم (بنو مخزوم کا حلیف تھا۔ بعض روایات کے مطابق اسے بھی قزمان نے قتل

Marfat.com

کیا)۔

۱۹- اُبی بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمیح (یہ آنحضور ﷺ کے ہاتھوں قتل ہوا اور یہ واحد مقتول ہے جو رسول اللہ ﷺ کے اپنے دست مبارک سے جہنم رسید ہوا)۔

۲۰- ابوعزہ، عمرو بن عبداللہ بن عمیر بن وہب بن حذافہ بن جمیح (حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ نے آنحضور ﷺ کے حکم سے اسے قتل کیا)۔

۲۱- عبیدہ بن جابر (یہ بنو عامر بن لوی میں سے تھا۔ قزمان کے ہاتھوں قتل ہوا)۔

۲۲- شیبہ بن مالک بن مضرب (یہ بھی بنو عامر بن لؤی کا فرد تھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں قتل ہوا)۔

ان بائیس افراد کے علاوہ جو لوگ قتل ہوئے ان میں مندرجہ ذیل شامل ہیں۔

۲۳- معاویہ بن مغیرہ بن ابی العاص (اس کے قتل کا واقعہ گزر چکا ہے، زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے حکم سے اسے جہنم واصل کیا)۔

حافظ ابن قیم نے زاد المعاد میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ جب ابوسفیان نے آنحضور ﷺ کے تعاقب میں پہاڑی کے اوپر کا رخ کیا تھا تو حملہ آور قریشی لشکر میں سے تین افراد کو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ ان کے نام ریکارڈ میں نہیں آسکے۔ (حوالے کے لیے دیکھیے :زاد المعاد جلد دوم صفحہ ۲۴۰)

حافظ ابن کثیر نے اپنی مشہور تاریخ البدایہ و النہایہ ،جلد چہارم کے صفحہ ۷ پر ایک مشرک کے قتل کا واقعہ لکھا ہے جس کے راوی حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں کہ حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ نے جنگ کے دوران ایک مشرک پر تلوار کا ایسا ہاتھ مارا کہ وہ دو ٹکڑے ہو کر ڈھیر ہو گیا۔ اس کا نام بھی فہرست میں شامل نہیں ہے۔

اسی طرح عبیداللہ الجابری کو بھی حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ نے پہاڑ کے دامن میں قتل کیا تھا، مگر ابن اسحاق نے اس کا نام اپنی فہرست میں شامل نہیں کیا۔ حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ کے متعلق حضرت

Marfat.com

زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی روایت خود ابن اسحاق نے بیان کی ہے ''جب آنحضور ﷺ نے اپنی تلوار مجھے دینے کے بجائے ابودجانہ رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائی تو میں نے سوچا کہ دیکھتا ہوں' ابودجانہ رضی اللہ عنہ اس تلوار کے ساتھ کیا کرتا ہے۔'' پھر تفصیل کے ساتھ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ جنگ کا نقشہ پیش کرتے ہوئے قریش کے ایک نہایت ماہر جنگجو کا ذکر کرتے ہیں جو کئی لوگوں کو زخمی کرنے کے بعد ابودجانہ رضی اللہ عنہ کے مقابلے پر آگیا تھا۔ دونوں نے ایک دوسرے پر خوب حملے کیے، مگر بالآخر ابودجانہ رضی اللہ عنہ نے اسے ڈھیر کر دیا اس کا نام بھی فہرست میں شامل نہیں ہو سکا۔ اس مشرک کے قتل کا واقعہ ابن کثیر نے بھی البدایہ النہایہ میں لکھا ہے۔ (دیکھیے جلد اول، صفحہ ۲۷۱-۲۷۲، سیرۃ الحلبیہ، ج ۲، ص ۳۰۳-۳۰۴)

جنگ کے بعد آنحضور ﷺ نے جن لوگوں کی بہادری کی تعریف کی ان میں حضرت حارث بن صمہ رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی بھی شامل ہے۔ دشمنوں کے ہجوم کے وقت عثمان بن عبداللہ بن مغیرہ رضی اللہ عنہ نے آنحضور ﷺ کو للکارا۔ اس وقت آنحضور ﷺ پہاڑی پر چڑھ رہے تھے۔ حارث بن صمہ رضی اللہ عنہ نے حملہ آور عثمان بن عبداللہ کو اپنی تلوار سے قتل کر دیا۔ محمد احمد باشمیل سیرت الحلبیہ کے حوالے سے اپنی کتاب غزوہ اُحد میں اس کا تذکرہ کرتے ہیں۔ (دیکھیے: مذکورہ کتاب صفحہ ۲۷۹)

بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ عتبہ بن ابی وقاص جس نے آنحضور ﷺ کو زخمی کیا تھا' حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں قتل ہوا۔ اگر چہ بعض مؤرخین نے اس سے اختلاف بھی کیا ہے۔ جنگ اُحد کے واقعات میں ابن ہشام اور دوسرے مؤرخین نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ایک روایت نقل کی ہے کہ پہاڑ پر چڑھتے ہوئے پہاڑ کے دامن میں کافروں کی ایک ٹولی نے ان پر حملہ کیا۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے بہادری کے ساتھ ان کے حملوں کو روکا۔ اس دوران حضرت حارث بن صمہ رضی اللہ عنہ بھی ان کی مدد کو آپہنچے۔ حضرت حارث رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ زخمی ہیں اور ان کے سامنے سات مشرکین کی لاشیں پڑی ہیں۔ حارث بن صمہ رضی اللہ عنہ نے انھیں مبارکباد دی اور پوچھا: '' کیا آپ ہی نے ان سب کو ڈھیر کیا

Marfat.com

ہے؟'' تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ''دو کو تو میں نے قتل کیا ہے اور باقی پانچ کو مجھے معلوم نہیں کس نے تہ تیغ کیا۔'' صاحب سیرت الحلبیہ علی ابن برہان الدین اس واقعہ کو نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ باقی پانچ مقتولین اللہ کے فرشتوں کے ہاتھوں قتل ہوئے ہوں گے۔

شہدا کی فہرست میں حضرت ابوہبیرہ بن حارث بن علقمہ رضی اللہ عنہ بن عمرو کی شہادت کا واقعہ گزر چکا ہے انھیں خالد بن ولید نے اس وقت شہید کیا جب وہ ایک مشرک کو ذبح کر چکے تھے۔ اس کا نام بھی فہرست میں شامل نہیں ہوا۔ کتاب کے متن میں حضرت اُمّ عمارہ اور ان کے بیٹے حضرت عبداللہ کے ہاتھوں کفار کے قتل کا تذکرہ بھی گزرا ہے، ان کے نام بھی فہرست میں درج نہیں ہیں۔ ان تفصیلات کے مطابق تو ۳۷ سے ۴۰ تک کفار قتل ہوئے تھے۔ یہ ہماری تحقیق ہے اور حقیقی علم تو اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے۔ واللّٰہ اعلم و علمہ اتم۔ (سیرۃ ابن ھشام، القسم الثانی، ص ۱۲۲-۱۲۹)

--❀--❀--❀--

Marfat.com

جنت تلواروں کے سائے تلے ہے

رسولِ رحمت ﷺ

تلواروں کے سائے میں

(جلد اوّل)

حافظ محمد ادریس

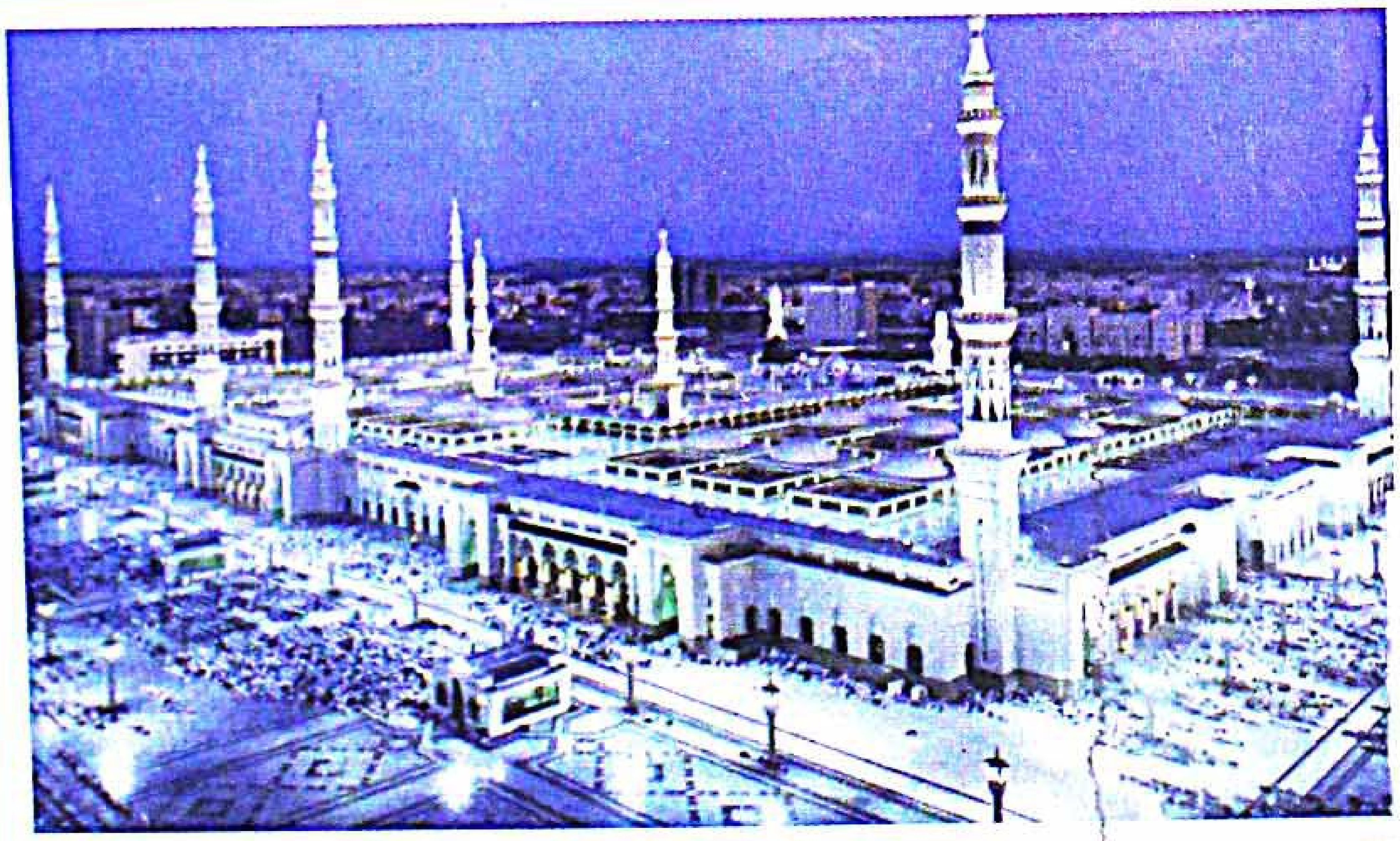

ادارہ معارف اسلامی

Marfat.com